

CLIVE.

by

COL. G. B. MALLESON.

کلائو

ترجمہ

ڈاکٹر ابن حسن ، ایم۔ اے۔ ، پی ایچ۔ ڈی۔

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188141

UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلہ شریعہ و فرائض

روزانہ اندیا

(ہند کے حکماں)

لارڈ کلایو

اور ہند میں انگریزوں کی حکومت کا استقرار

تصنیف

کرنل جی۔ بی۔ مایسن، سی۔ ایس۔ آئی۔

ترجمہ

ابن حسن صاحب ایم۔ اے

مددگار پروفیسر تاریخ کلیہ جامعہ عثمانیہ

۱۳۲۵ھ م ۱۳۲۶ھ م ۱۹۲۶ء

دارالافتاء اسلامیہ پاکستان

یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی اجازت سے
جنہیں حق اشاعت حاصل ہے اردو میں ترجمہ کر کے
طبع و شائع کی گئی ہے

فہرست مضامین لائبریری

صفحہ	مضامین	ابواب
۱	ابتدائی حالات -	پہلا باب
۷	جنوبی ہندوستان -	دوسرا باب
۱۲	کرناٹک کی جنگ فرانسیسی اور انگریزی مقبوضات پر کیا اثر پڑا -	تیسرا باب
۱۸	جنوبی ہند میں انگریزوں و فرانسیسیوں کی جنگ کلائیو کی ذات پر کیا اثر پڑا -	چوتھا باب
۲۵	کلائیو ایک سپاہیانہ زندگی بسر کرنے کا فیصلہ کرتا ہے -	پانچواں باب
۳۱	سپاہیانہ زندگی کا پہلا سال ترقی پابی اور ارکاٹ میں گزرا -	چھٹا باب
۳۷		ساتواں باب
۴۸	کلائیو کا انگلستان میں قیام اور بنگال میں اس کے کارنامے -	آٹھواں باب
۵۸	جنگ پلاسی -	نواں باب
	پلاسی کے مال غنیمت کی تقسیم اور کلائیو کے تعلقات میر جعفر سے	دسواں باب
۶۹	اور جنوبی ہند کے رئیسوں اور ولندیزیوں سے -	

صفحہ	مضامین	ابواب
۸۹	کلائیو کا انگلستان میں دوسرا پھیرا۔	گیارھواں باب
۹۷	بنگال میں بد نظمی کا دور۔	بارھواں باب
۱۰۳	بنگال کی اصلاح۔	تیرھواں باب
۱۱۲	لارڈ کلایو کا سیاسی و خارجی مسلک۔ فوجی تنظیم اور اُس کے نتائج۔	چودھواں باب
۱۲۶	فاتح اور مدبر زمان کی واپسی اس کے ہموطنوں کا اُس کے ساتھ سلوک اس کی کشمکش اور اس کا انتقال۔	پندرھواں باب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لارڈ کلائیو

پہلا باب

ابتدائی حالات

ایک نوعمر فرنگی رابرٹ کلائیو نامی جسکو میسواں سال لگا تھا ایسٹ انڈیا کمپنی میں محرر مقرر ہو کر سالانہ کے ادنیٰ سر میں ملا س پہنچا۔

اس نوعمر شخص کے لڑکپن کی حالت کچھ امید افزانہ تھی، شربٹ شائر Shrop shire

میں ارکٹ ڈرٹن market Drayton کے قریب ۱۷۲۵ء میں وہ پیدا ہوا۔

تین سال کی عمر میں تعلیم و تربیت کی غرض سے اسے اس کے خالو یعنی ہوپ ہال والے مسٹر بیلی

Bayley of Hope Hall کے پاس مقیم بھیج دیا گیا اس کم سنی میں اس انتظام کی

کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہوتی اگر اس کے والدین کے خضائل اور اون کے طرز زندگی سے

اس کا پتا لگانے کی کوشش کی جاوے تو وہ بالکل بے سود ہوگی۔ اس کے باپ کے متعلق کہا جاتا

ہے کہ وہ ایک نہایت تند مزاج چڑچڑی طبیعت کا آدمی تھا لیکن او کی ماں بہت سمجھ والی اور

خوش مزاج تھی۔ کلائیو کہا کرتا تھا کہ تمام مدرسوں کی تعلیم سے زیادہ اس پر اس کی ماں کا اثر

ہے لیکن وہ مسٹر بیلی کے انتقال کے بعد بھی اسی کے مکان پر رہا۔ وہی اس کا گھر تھا اور وہیں

اس کے ساتھ لطف و عنایت کا سلوک ہوتا تھا لہذا اس کم سنی میں اپنی ماں کے متعلق اسے

بہت کم واقفیت ہوگی۔ ایک دو مرتبہ سخت عزالت کے بعد جبکہ اس کا اسکی محنت پر آمندہ بھی پڑا

یہ کم سن رابرٹ ڈاکٹر ایٹن Dr. Eaton کے پرائیویٹ مدرسہ لاسٹک میں بھیج دیا گیا اور

گیارہ سال کی عمر میں اس کو یہاں سے ارکٹ ڈرٹن بھیج کر مسٹر بے سلم Burslem کے مدرسے میں

وہ داخل کر دیا گیا۔ پتہ سال تک اس شخص کے زیر تعلیم رکھنے کے بعد پبلک اسکول کا کچھ تجربہ حاصل کر نیلے لئے وہ چرچٹ ٹیلرز Merchant Taylors مسجد یا گیا۔ یہاں سے بالآخر وہ ہرٹ فورڈ شائر Hertfordshire میں مسٹر اسٹرنگ کے پرائیوٹ مدرسے میں شریک کر لیا گیا یہاں وہ ۳۴ء تک رہا۔ اور یہیں سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت میں محمدی کی جگہ پر مامور ہوا۔

ان سب مدارس میں بیجا کا نہ جڑا تھا اور حکم عدولی رابرٹ کلائیو کی خاص خصوصیات رہیں۔ لکھنے پڑھنے سے اسے کچھ سروکار نہ تھا۔ لڑنے بھڑنے والے لڑکوں کے غول میں اسکا شمار تھا۔ مدرسوں میں جتنے جھگڑے اٹھتے اور جتنی شرارتیں ہوتیں ان سب میں سرغضب ہی ہوتا تھا۔ مدرسہ اس سے تھرتھرتے تھے لیکن ہم مکتب جنہوں نے اسے بگاڑا تھا ان میں وہ سرد و خیر نہ تھا۔ ہر موقع پر اس نے یہی سیکھا کہ سرداری کی دکر کرنی چاہئے۔ دلیر اس قدر تھا کہ کسی خطرہ کی پروا نہ کرتا تھا۔ نہ کسی گھبراہٹ نہ کسی پریشان ہوتا تھا۔ جتنے بڑے خطروں کا سامنا ہوتا اُسے تنہی زیادہ اس کے ہوش و حواس قائم رہتے۔ غرض صدمہ طریقوں سے اس نے ظاہر کر دیا کہ وہ کام کا آدمی ہو کر رہے گا۔

ایسی حالت میں یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ایسی تعلیم میں جی لگانے سے اس کو سخت نفرت رہی جو باپ کے پیشے کے لئے اسے تیار کر سکتی تھی۔ ایک عدالت کی مختار کاری اور اس قسم کی زندگی کی زحمت اس کے لئے ایسی ہی ناگوار تھی جیسی کہ آئندہ زمانے میں آئرنک ڈزیری کے بڑے بیٹے کے لئے وہ ناگوار ثابت ہوئی۔ وہ تو ایسی زندگی چاہتا تھا جس میں کچھ کارنامے دکھانے کا موقع ملے۔ اگر وطن میں اس کے لئے ایسا کوئی میدان نہ تھا تو وہ دنیا کے دوسرے ملک میں اس سے تلاش کر نیلے لئے آمادہ تھا۔ غرض جب باپ نے جسے اپنے بڑے بیٹے سے محبت تو ضرور تھی لیکن اس پر کوئی اعتماد نہ تھا ایسٹ انڈیا کمپنی میں اس کو محمدی ملا دی تو اس نے لالچ میں آکر وہ جگہ قبول کر لی۔

لیکن اگر کلائیو کو ان کاموں کا ذرا بھی اندازہ ہوتا جو اس جگہ کے ساتھ مخصوص تھے تو بلاشبہ وہ ان کو بھارت نامعلوم کر دیتا۔ اور بیان کر چکا ہوں کہ اس کو کام میں زندگی بسر کرنے کی تمنا تھی لیکن جبکہ اس نے وہ قبول کی جس پر کام کرنا ایک گرم ملک میں بہت بے لطف اور تکلیف دہ تھا۔ جس کمپنی کی ملازمت میں وہ داخل ہوا وہ ایک محض تجارتی جماعت تھی۔

اس کے کارندوں نے یہاں جو کارخانے قائم کر لئے تھے ان کے گرد چند مربع میل زمین تھی اور یہی ہندوستان میں اس کمپنی کا کل علاقہ تھا۔ ایسی حکومتوں کو اس زمین کا نفع ادا کیا جاتا تھا۔ ان کے پاس ایک چھوٹی سی فوج تھی جس میں زیادہ تر ہندوستانی سپاہی تھے۔ ان کے ہتھیار تک درست نہ تھے۔ ان کا کام پہرا دینا اور چند بھروسے قلعوں کی جوگو داموں کو محفوظ رکھنے ہوئے تھے حفاظت کرنا تھا۔ ملک گیری کی غرض سے خود لڑائی شروع کرنا خیال بڑے سے بڑے بہت والے انگیزہ رکھتے تھے کہ دل میں بھی کچھ نہ گزرتا ہو گا جس صوبے میں ان کے کارخانے تھے وہاں کے فرمانروا کو وہ اپنا زمیندار اور سردار تصور کرتے تھے۔ ان کے زیر سایہ اس کی زمین پر سیدھے رہنا اور پابندی سے کرایہ ادا کرنا ان کا کام تھا اور یہی پر وہ قانع تھے رابرٹ کلائیو جیسے نوجوان شخص کی جنگی قابلیتوں کے لئے ہند کی سرزمین میں دائمی کوئی میدان نہ تھا جس خدمت پر وہ مقرر ہو کر آیا تھا وہ فقط عہدہ تھی۔ حسابات درست رکھنا جاذب میں مال بھرنے پیشگی روپیہ ادا کرنا بحر کا فرض تھا۔ چار پر مال دہ لدا تھا اور اس بات کی نگرانی کرنا کہ کمپنی کے اجارے میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہونے پادے۔ یہی عہدہ کے کام تھے۔ تنخواہ کم تھی۔ روزمرہ کا کام نہایت بے لطف تھا البتہ برسوں کی جانفشانی کے بعد پرانے عہدوں کو ذاتی طور پر تجارت کرنے کی اجازت مل جاتی تھی اور اس طرح دولت کمائی کا موقع ان لوگوں کو ملتا تھا لیکن ساہا سال تک مصیبت بھرے بغیر اس کا موقع شاید نہ دہری آتا تھا اور اس وقت تک یہاں کی بُری آب و ہوا میں ان کے قوی از کار رفتہ ہو جاتے تھے۔

رابرٹ کلائیو جیسی طبیعت والے نو عمر کے لئے یہ کام ہرگز خوشگوار نہیں ہو سکتا تھا۔ ابتدائی سبب اس کو اس کام سے نفرت تھی۔ سبب یہ تھا کہ اس نے انگلستان چھوڑا۔ اس کا سفر نہایت طویلانی اور سخت تکلیف دہ رہا۔ جس جہاز میں وہ سوار تھا وہ ریو پر تک گیا اور وہاں نو مہینے گزارے۔ کچھ عرصہ سلیم سینٹ سائمن میں رکا اور بالآخر سبب کے اواخر میں مدراس پہنچا جو کچھ روپیہ اس کے پاس تھا وہ اس عرصہ میں صرف ہو گیا اور جہاز کے کپتان سے نہایت سخت شرح سود پر روپیہ قرض لینا پڑا۔ مدراس میں جس شخص کے نام وہ تعارف کا خط لایا تھا وہ وہاں سے روانہ ہو چکا تھا۔ جو کچھ نامہ ہوا وہ یہ تھا کہ ریو میں پریگیزوں کے حالات سے اسے کسی قدر واقفیت ہو چکی۔

بالآخر وہ یہاں پہنچا اور ان سخت تکلیف دہ اور ناخوشگوار کاموں کی طرف رجوع ہوا جن سے

کہیں کم تکلیف وہ فرائض کو اوس نے انگلستان میں انجام دینے سے انکار کر دیا تھا جہاں کی آب و ہوا اوس کے موافق تھی اور جہاں بجائے آفتاب سے ڈرنے کے دھوپ اور سورج کی تساہٹ ہی ہے۔ اس طور سے اپنے دوست اجاب اور خوش واقارب سے جدا ہو کر اوسے اپنا چار اپنے اوس عہدے کے کاموں کی طرف توجہ کرنی پڑی جسکو وہ خود قبول کر چکا تھا اور اب وہ اپنے مفوضہ کام کو شوق سے نہیں بلکہ کشیدہ خاطر بہر انجام دینے لگا مگر اس طرح بے دلی سے کام کرنا بھی اوس کے لئے موجب تکلیف تھا۔ وہ اسکو اپنی ذلت سمجھتا تھا اور اس ذلت کا احساس بھی تکلیف کے ساتھ کرتا تھا۔ اور کمال اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جو اوس کے ہمعصر وں نے اسکے بارے میں تحریر کیا ہے اور جسکو سب تسلیم کر چکے ہیں کہ ایک مدت دراز تک وہ اپنے ساتھیوں اور حکام سے قطعی غائب رہا۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ یہ نوعمر شخص اون سے اس قدر محنت پرہیز کرتا ہے تو کچھ عرصہ بعد انھوں نے بھی اوسکی طرف التفات کرنا چھوڑ دیا اور کچھ مدت بعد رفتہ رفتہ اون سے میل جول ہو گیا تاہم انھوں کی نوبت نہ آ سکی۔ اس بیان میں مبالغہ کی آمیزش ہوئی شبہ سے خالی نہیں ہے۔ ہم کو اوس کی بددعا ہی اور خود پسندی کا حال بتایا گیا ہے اور ہم یہ بھی پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اوس نے اپنے ایک حاکم بالا کی توہین کی اور جب گورنر نے معافی مانگنے کا حکم دیا تو جس قدر بعد سے ممکن تھا اوسکی تعمیل کی اور جب حاکم بالا کا غصہ اس طور سے فرو ہو گیا اور اوس نے بخشش دور کر کے غرض سے اوسے اپنے ساتھ کھانا کھانیکے لئے مدعو کیا تو اوس نے ان الفاظ میں انکار کر دیا کہ ”مجھے گورنر نے آپ سے معافی مانگنے کا حکم دیا تھا آپ کے ساتھ کھانا کھانا مجھے کوئی حکم نہیں ملا“ اس ایک ہی طرح کے اوقات اور افلاس سے تنگ آ کر اوس نے ایک روز بھرا ہوا پستول دو مرتبہ اپنے سر پر چلایا اور دونوں مرتبہ دونہ چلا۔ اسکے تصور ہی دیر بعد ایک ساتھی مکرے میں داخل ہوا جس نے کلائیو کے کہنے سے پستول کو کھڑکی کے باہر رکھ کر چلایا اور وہ چل گیا۔ یہ دیکھ کر کلائیو اچھل پڑا اور کہنے لگا کہ ”اب میں سمجھا کہ شاید کچھ بڑے کام میرے ہاتھ سے انجام پانے والے ہیں“

صفحہ ۱۲

یہ قصے اتنی مرتبہ بیان ہوئے ہیں کہ گویا بلا مبالغہ دل پر نقش ہو گئے ہیں لیکن ٹرنارٹ نے احاطہ دے اس کے جوہر کاری کا غذات ۱۸۹۹ء میں طبع کئے ہیں ان سے قطعی مختلف حال ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں ناظرین کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ پادری مسٹر فورڈ اس نے ایک

صفحہ ۱۳

استغاثہ مارپیٹ کا کلائو پیر وائر کیا ہے اور فورٹ سیٹ ڈیوٹی کی مجلس نے جو احاطہ مدراس میں برسر حکومت ہے اس استغاثہ کے بارے میں اپنی کیفیت لکھ کر پیر کو روانہ کر دی ہے۔

اس کیفیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسٹر فورڈاٹش ایک بڑا بزدل فساد کی شورہ پشت آدمی تھا۔ علاوہ اسکے دیگر اعتبارات سے بھی اس قابل نہ تھا کہ شیرفوں کی صحبت میں داخل ہوتا۔ کلائو کے کان تک یہ بات پہنچی کہ اس شخص نے دوسروں کے سامنے کلائو کو بزدل اور بے معاش کہا تھا اور مسٹر لیوی موڈیز Mr. Levy Moses کے سامنے ان پادری صاحب نے کلائو کو دیکھ کر اسکی طرف بیت بھی مارنے کو اڈھایا تھا اور کپتان کوپ سے کہا کہ وہ کلائو کی سب ڈیاں اسکی کھال میں چور کر کے رکھ دیگا۔ دورانِ مقدمہ میں کلائو نے اپنے بیان میں کہا کہ اس بار بار کی توہین سے مجھے اس قدر اشتعال پیدا ہوا کہ میں مسٹر فورڈاٹش سے کڈاپور میں ملائکہ اوکی حرکتوں پر اسے اچھی طرح ملامت کر دیں چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ تمہارے برتاؤ سے مجھے اس قدر آزار پہنچا ہے کہ اب مجھے اسکی برداشت نہیں ہے یہ کہہ کر میں نے دو تین مرتبہ بیت سے اسے مارا مسٹر فورڈاٹش نے بھی ایسا ہی کیا اور مجھ سے گتہ گیا لیکن کپتان لیو کا اس نے ہم کو فوراً چھڑا دیا۔

صفحہ ۱۵

مجلس نے اس مقدمہ کی تجویز میں مسٹر فورڈاٹش کی متعدد ناشائستہ حرکات کو مختصر طور پر بیان کیا ہے اور یہ تسلیم کر کے کہ اس نے کلائو کو اشتعال دیا مسٹر فورڈاٹش کو مصلح کر دیا۔ کلائو کے متعلق انھوں نے یہ تحریر کیا کہ اس خیال سے کہ مسٹر فورڈاٹش پر حملہ کرنا کہیں کلائو کے حق میں مفسر نہ ہو ہم آپ کو اس امر کا یقین دلانا مناسب نہیں سمجھتے کہ عام طور سے کلائو ایک نہایت ہی خاموش آدمی سمجھا جاتا ہے اور اب تک کسی قسم کی بے عزتانی اس سے ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ اس بیان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عام طور سے کلائو کا جو چال چلن بیان کیا جاتا تھا وہ غلط تھا اس کے ہندوستان کے قیام کے تیسرے سال تک اس کے حکام بالادست اپنی صحبت میں اسے ایک خاموش آدمی خیال کرتے تھے۔

الغرض یہاں کی آدب دہوا اسے موافق آئی اور زہینہ محرمی اسکی طبیعت کے مناسب تھا۔ اپنے ایک عزیز کو اس نے لکھا کہ جس دن سے میں نے وطن چھوڑا ہے میرا ایک دن بھی خوشی سے نہیں گزرا، دیگر خطوط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک خلاف طبیعت پیشہ کے پسند کر لینے پر وہ کس قدر بخیدہ اور شیمان تھا۔ رفتہ رفتہ اس بات کا احساس ہو گیا کہ

کلائیو پر پاؤں مارنے سے کوئی فائدہ نہیں (یعنی جو کچھ ہوا تھا ہولیا اوس پر بیچ دوس کرنا بے سود ہے) اب بربستہ سابق کے اوس نے اپنے ساتھیوں سے زیادہ ملنا شروع کر دیا۔ گورنر مسٹر مورس نے اس ہمدردی سے کہ ایک نو عمر شخص زندگی سے بیزار ہو کر مصیبت میں گھلا جاتا ہے اپنے وسیع کتب خانہ میں اسے مطالعہ کرنے کی اجازت دیدی۔ اس سے کلائیو کو اپنی تکلیفوں میں کچھ کمی معلوم ہوئی مگر تکلیفوں کے دن بھی ختم ہو چکے تھے۔ جیسا کہ اوس کے مطالعہ میں تھیں وہ ختم بھی نہ ہونے پائی تھیں کہ زمانے کی نیڑگیوں نے کلائیو کو ایسے ایسے کام کرینکا موقع دیدیا جسکی اوس کو تمنا تھی۔

دوسرا باب

(۳۴)

جنوبی ہند ۱۸۳۳ء

جن مجبوریوں نے انگریزوں کو ۱۸۳۵ء کی جنگ میں پھنسا دیا انھیں اچھی طرح یہ سمجھنے کے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ایک سال قبل کل ملک اور خصوصاً جنوبی ہند کی جو حالت تھی اوس پر ایک سرسری نظر ڈالیا جائے۔

صفحہ ۱۶

عام حالات

عام طور پر ہند کے متعلق محض اتنا کہنا کافی ہے کہ ۱۸۳۱ء میں شہنشاہ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد سے حکومت کی باگیں دہلی کی پرگنتی تھیں اور اوس اتحاد کا نہایت تیزی سے خاتمہ ہو رہا تھا جس پر سوسائٹی کی شیرازہ بندی کا مدار ہوتا ہے۔ ۱۸۳۳ء میں نادر شاہ کے حملے اور دہلی کی تاجاچی نے سلطنت مغولیہ کو ایسا صدمہ پہنچایا کہ اوس سے پھر وہ ٹھیک نہ سکی۔ ۱۸۳۱ء تک ابتری عام ہو گئی اور اسی سال پانی پت کی تیسری جنگ نے اسے اتہا پر پہنچا دیا۔ جس میں نور تھا اوسکا دور تھا۔ اپنی چیز کی حفاظت اور دوسرے کی چیز کی خواہش، یہی ہر امیر کا اس زمانے میں مسلک تھا۔ زراعت ہمیشہ لوگوں کو ہر جگہ یہ محسوس کر لینی کافی وجہ تھی کہ مروت حال لا جسکی لاشی اوسکی بھینس سے، کا مصداق ہے۔

صفحہ ۱۷

یہ ابتری سلسلہ کو وہ فہمیا کے جنوب میں اوس علاقے تک پہنچ گئی جو دکن کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور انگریب نے جنوبی ہند کے اکثر صوبوں کو شہر کر کے ایک حاکم کے تحت میں رکھا تھا۔ اوسکا تقرر دربار دہلی سے ہوتا تھا اور وہ صوبہ دار یا صوبہ کا حاکم کہلاتا تھا۔ جب ابتری برہمی تو صوبہ دار اور اوس کے اہم سردار اپنے اپنے علاقے پر قابض ہو کر نادر شاہ کے حملے نے انکے اس کام کو اور بھی آسان کر دیا چین قلعہ خان جیسے خاندان والوں نے

۱۸۳۵ء لاٹو لائٹس نے جو ۱۸۳۳ء میں پانی پت کا قائم مقام جھڑپٹ وکلاٹر تھا جس سے کہا کہ زمانے کی عام ابتری کو جسکا ۱۸۳۵ء میں خاتمہ ہوا ہندوستانی ان ہی الفاظ میں بیان کیا کرتے تھے، "مسنف

اکبر اور اسکے جانشینوں کی نہایت وفاداری سے خدمت کی تھی اور جن کے والد اور نیکر دیب کے امراء نے خاص میں سے تھے اور جن کو خود بھی انگریز کی خدمت کا شرف حاصل تھا اور جن کو انگریز کے جانشینوں نے نظام الملک و آصف جاہ کے لقب سے ممتاز کیا تھا انہوں نے جنوبی ہند کی صوبہ داری کو اپنے خاندان میں دائمی اور موروثی بنانے کی کوشش کی۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دکن میں پورا جنوبی ہند شامل نہیں ہے۔ میسور - ٹراونکور و کوچن خود مختار تھے۔ دکن سے وہ تمام علاقہ مراد ہے جس میں مالک محروسہ سرکار عالی کے علاوہ وہ علاقے بھی شامل ہیں جو شمالی سرکار اور کرناٹک کے نام سے مشہور ہیں لیکن کرناٹک کا علاقہ راست صوبہ دار کی حکومت میں نہ تھا وہ ایک جدا ماتحت ریاست تھی جسکی حدود شمال میں دریا گئے گنڈلا کاٹاٹک پھیلی ہوئی تھیں۔ مغرب میں پہاڑی سلسلہ اسکو میسور سے جدا کرتا تھا اور جنوب میں اس کی حدود اس زمانے کی ریاست میسور اور بنجور سے ملتی تھیں اور مشرق میں سمندر تک پہنچتی تھیں۔ ریاست تریچناپلی جو اس کے جنوب میں واقع تھی اسکا ذکر یہاں اس خیال سے نہیں کیا گیا کہ کرناٹک کے نواب اسکواپنی جاگیر سمجھتے تھے اور آئندہ معلوم ہو جاوے گا کہ جس سال کے یہ حالات ہیں (یعنی ۱۷۴۷ء) اس سے قبل ہی نواب کرناٹک نے بنجور کے قلعہ کو تسخیر کر لیا تھا۔

صفحہ ۱۸

آئندہ معلوم ہو گا کہ اس زمانے میں چین چلیج خاں جو نواب نظام الملک کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں اور جن کو یہاں بھی اس نام سے موسوم کیا جاویگا دکن کے حکمران تھے اسی زمانے میں نواب کرناٹک انکا ایک زبردست ماتحت تھا۔ اس رئیس کی ریاست سمندر تک پھیلی ہوئی تھی اور اسی کے علاقے میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے اراضی مقبوضہ مدراس و پانڈیچری شامل تھے۔ نواب کرناٹک کا عہدہ بھی تقریباً موروثی ہی سمجھا جاتا تھا اور جب اس خاندان میں کوئی وارث نہ رہا تو پھر کرناٹک میں خرابیاں پیدا ہوئیں اور ان ہی کی بدولت کلائیو کو اپنے پوشیدہ جوہر نمایاں کر نیکا موقع مل گیا۔

کرناٹک

ان واقعات کو بیان کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جن مقبوضات کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے انکا کچھ ذکر دیا جاوے اور ان کے سرداروں کے خاص اصولوں اور انکی محرک قوتوں اور ان اسباب کو چکی وجہ سے انکا باہمی تصادم ہوا تحریر کیا جائے۔ ابتدا میں انگریزوں نے ۱۷۲۵ء میں ساحل کارومندل کے ایک معمولی مقام پر

انگریز

صفحہ ۱۹

جو مدراس سے شمال میں چھتیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اب آریکنٹوں کے نام سے مشہور ہے ایک کارخانہ قائم کیا تھا۔ سات سال کے بعد بیسٹنگلڈ کے راجہ نے انھیں ایک قطعہ زمین بطور عطیہ کے دیا۔ اسے وہاں کے لوگ تو چنانچہ قائم کہتے تھے لیکن انگریزوں نے اس کا نام مدراس رکھا اور اپنے گوداموں کے گرد ایک قلعہ بنا کر اس کا نام فورٹ سینٹ جارج رکھا۔ ۱۷۵۳ء میں کمپنی نے لندن میں اسی مدراسی مقبوضہ کو ایک ”احاطے“ یا ”اصوبے“ کی حیثیت دی۔ سترھویں صدی کے اواخر میں یہاں کی آبادی تین لاکھ تھی سترھویں میں اس کے تین خاص علاقے تھے۔ جنوبی علاقہ وہارٹ ٹون تھا جس کا طول شمال سے جنوب کی طرف تقریباً چار سو گز اور عرض سو گز تھا۔ یہاں صرف اہل یورپ رہتے تھے جن میں زیادہ ترہ انگریز تھے۔ اس علاقے میں تقریباً پچاس مکان اور دو گرجا تھے جن میں سے ایک کیتھولک مذہب کا تھا۔ اسی میں کارخانے کا نظم رہتا تھا۔ یہاں ایک احاطے میں محصور تھے جو فورٹ سینٹ جارج کہلاتا تھا۔ تو اتنا بڑا تھا لیکن دراصل اس قلعے سے مراد ایک پتلی سی چار دیواری تھی جسکی حفاظت کے لئے چار بہت ناقص اور کمزور برج اور ایسے ہی بارہوڑے بنے ہوئے تھے۔ قلعے سے باہر کوئی تعمیر قلعہ کی حفاظت کے لئے نہ تھی۔ یہی علاقہ کو وہارٹ ٹون (گوروں کا شہر) کہتے تھے۔ اس کے جنوب میں اور اس سے متصل ہی دوسرا علاقہ تھا جو اس سے زیادہ وسیع لیکن زیادہ غیر محفوظ تھا۔ اس میں زیادہ تر آریٹنی اور ویسی سواگر آباد تھے اور یہ بلیک ٹون (کالوں کا شہر) کہلاتا تھا۔ اس کے شمال میں ایک گاؤں تھا جس میں غریب ویسی رہتے تھے۔ یہ تینوں علاقے ملکر مدراس کہلاتے تھے۔ جنوب میں وہارٹ ٹون سے تقریباً ایک میل کے فاصلے پر دو اور گاؤں تھے ان میں بھی ویسی لوگ آباد تھے لیکن یہ گاؤں مدراس میں شامل نہ تھے۔ انگریزوں کی تعداد اس وقت تین سو سے زائد نہ تھی۔ ان میں کے دو تہائی انگریز فوجی تھے۔ لیکن ان میں سے چند ہی ایسے ہونگے جنہوں نے کبھی گولی چلتے دیکھی ہوگی۔

صفحہ ۲۰

مدراس میں انگریزوں کی نوآبادی محض ایک تجارتی نوآبادی تھی۔ اس وقت تک ان میں سے کسی کو یہ خیال بھی نہ ہو گا کہ اپنے اس احاطے کو اون تازعات میں مبتلا کرے جو اس وقت ویسی سرداروں میں برپا تھے۔ انگریز سب سے الگ تھلگ رہنا چاہتے تھے۔ اون کا مقصد یہ تھا کہ امن سے رہیں اور دوسروں سے اخلاص و محبت پیدا کریں۔ بالکان زمین کو

وہ اپنا سردار تسلیم کر نیکے لئے ہمیشہ آمادہ رہتے تھے۔ جو حفاظت اون کو حاصل تھی اوسکا معاونہ کمال ادا کرتے تھے اور اپنے سردار کے غصے اور اوکھی ناراضی کو خوشامد اور نذرانوں سے دور کرنے میں اونہیں کوئی عار نہ تھی۔

فرانسیسی

لیکن اسی معاملہ پر فرانسیسیوں کی ایک نوآبادی تھی۔ اوس میں دوسرے ہی مسلک کا آغاز ہو گیا تھا۔ ۱۷۶۳ء میں بیجا پور کے بادشاہ نے فرانسیسی تجارت کے ہاتھ جو اس وقت ایک نہایت مشہور شخص فرانسس ارٹن نامی کی زیر قیادت تھے۔ ایک قطعہ زمین فروخت کیا جو محل کار و میل پر مدار اس سے جنوب مغرب میں پٹنائی میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس زمین پر جو سائل سے شغل تھی ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا جسے وہاں کے لوگ پوڈوچری کہتے تھے۔ فرانسیسی نوآبادیوں نے اس گاؤں کی حدود وسیع کیں اور اوسکو بہت خوشنما بنایا اور اپنی تجارت و سکونت کا اُسے مرکز قرار دیا۔ رفتہ رفتہ اسکا نام گڑگڑ پانڈی پوری ہو گیا۔ بعد میں اسی نام سے یہ مقام مشہور ہوا اور اب بھی اس کا یہی نام ہے۔

جب تک مارٹن زندہ رہا فرانسیسی نوآبادیوں کا بھی وہی مسلک رہا جو انگریزوں کا۔ اس میں تھا اور مارٹن کے انتقال (۳۰ دسمبر ۱۷۹۳ء) کے بعد بھی اس میں کوئی فوری تبدیلی نہ ہوئی۔ ۱۷۹۵ء تک بھی جب کہ ایم۔ بنیٹ ڈوماس M. Beniot Dumas فرانسیسی قبوضات ہند کا گورنر جنرل مقرر ہوا اور ان کے اس مسلک میں کوئی خاص تبدیلی نہ ہوئی لیکن ڈوماس نے جائزہ لیتے ہی مالی و ملکی فوائد حاصل کرنے کی غرض سے دیسی فرانزواؤں سے تعلقات بڑھانے اور اونکی آپس کی لڑائیوں میں شریک ہونیکا مسلک اختیار کیا۔ اس مسلک کو جسکا یہ موجد تھا اوسکے جانشین دوپلے Duplex نے اتہا کو پہنچا دیا۔

صفحہ ۲۱

ناظرین پر حالات بخوبی منکشف ہونے کے لئے اتنا اور بتا دینا چاہئے کہ دونوں نوآبادیاں جو ابھی حریف مقابل ہیں اونکی مرفہ الحالی کا مدار اوس طرز عمل پر تھا جو یورپ میں اونکے الگ اختیار کرتے تھے اس معاملے میں انگریز ہر لحاظ سے فائدے میں رہے کیونکہ پیرس میں جزائر ہند کی کمپنی نے اور کیوبا پرتابہ کنفرانسیسی حکومت نے بھی اپنی اس ہندی نوآبادی کو اکثر موقعوں پر جھوکا مار ڈالا اور اگر کبھی اسکو بددعیمی بھی تو محدود درجہ ناسانی اور اکثر ناوقت برخلاف اسکے ایسٹ انڈیا کمپنی اور حکومت انگلستان نے وراس کی ضروریات کا اس سے کہیں بہتر انتظام کیا۔

لیکن اسکا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ جہاں تک روپیہ و فوج کا تعلق تھا یہ چیزیں

فرانسیس کو شروع شروع میں بہت اگلیزوں کے بہتر طریقہ پر مہیا کیجاتی تھیں۔ لیکن جب تک
یورپ میں یہاں کی نزاع کی اہمیت کا اندازہ نہ ہوئی ہو اس ملک میں یہ نزاع ان لوگوں کی
جلی صفات کا ایک مقابلہ تھی جو یہاں وجود نہ گویا جن قوموں کے یہ لوگ ملیندے تھے انکی تاملیتوں کا بھی مقابلہ تھا۔
۱۷۷۷ء میں جنوبی ہند کی جو حالت تھی اوسے مختصر طور پر بیان کرنے کے بعد اب میں
اوس حادثہ کے اسباب بیان کرتا ہوں جو اس تاریخ کے ہیرو کی آمد کے تھوڑے ہی عرصہ بعد
وقوع میں آیا۔

تیسرا باب

کرناٹک کی جنگ کا
فرانسیسی اور انگریزی مقبوضات

کیا اثر پڑا

کرناٹک کی عام حالت | پہلی بلا کرناٹک سے اڑھی یہاں کا رئیس اور انگریز کے انتقال کے وقت ایک نواب کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس رئیس کی اولاد نے یہ نیا طریقہ نکالا کہ عہدے کو اپنے خاندان میں جیسا کہ اس وقت عام طریقہ ہو چلا تھا موروثی قرار دے لیا۔ نواب سعادت اللہ خاں جن سے یہاں بحث ہے منسلکہ عرصہ میں دربار دہلی کی طرف سے باضابطہ طور پر کرناٹک کے صوبہ دار مقرر ہوئے تھے۔ بائیس سال کامل امن و امان سے حکومت کر کے ۱۸۳۲ء میں انھوں نے انتقال کیا۔ چونکہ وہ لا ولد تھے اس لئے وصیت کی کہ ان کے بعد انکا بیٹا دولت علی انکا جانشین بنایا جائے اور دولت علی کا چھوٹا بھائی باقر علی قلعہ دیوید اور ضلع دیوید کا حاکم ہو اور انکی چاہتی ہوئی کا بھتیجا غلام حسین (جو چندا صاحب کے نام سے مشہور ہوا) انکے جانشین نواب دولت علی کا دیوان بنے۔

اس وصیت پر عمل ہوا لیکن نواب نظام الملک صوبہ دار وکن کو جن سے نظم و انضام واقف ہو چکے ہیں یہ انتظام پسند نہ آیا۔ اس اعلیٰ امیر کو یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ جس طرز عمل کو وہ خود اختیار کر چکے لئے تیار تھے وہی انکے ماتحت بھی اختیار کریں۔ اس معاملے میں انکی منظوری حاصل نہیں کی گئی تھی لہذا انھوں نے اپنے اثر سے کام لیا تاکہ دربار دہلی سے یہ انتظام منظور نہ کیا جائے اس پر آشوب زمانے میں بھی ہر رئیس غارتگری کے کاموں کے لئے بھی دربار دہلی کی منظوری کا طلب گار ہوتا تھا اس سے زیادہ کوئی کارروائی نواب نظام الملک نے اس وقت نہیں کی

اور دولت علی کو اس حیثیت میں رہنے دیا کہ گویا وہ اپنے اعلیٰ سردار کی رضامندی اور اپنے آقا شہنشاہ دہلی کی منظوری حاصل کئے بغیر حکومت کر رہا ہے۔

نواب نظام الملک کا خیال صحیح تھا کہ زمانہ نواب دولت علی سے انتقام لیکر ہو سکا۔ نواب دولت علی مسند نشینی کے چار سال بعد تریچنا پٹی کے رئیس کا انتقال ہو گیا۔ نواب دولت علی نے اپنے بیٹے صفدر علی اور اپنے دیوان چندا صاحب کی کمان میں ایک فوج تریچنا پٹی کے قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کر دی۔ راستے میں مالگڑاڑی وصول کر کے یہاں سے سیب مدراس اور دہاں سے پانڈیچری پہنچے۔ پانڈیچری میں چندا صاحب نے فرانسیسوں سے گہرے تعلقات پیدا کئے جن کا واقعات آئندہ پرگہرا اثر پڑا۔ یہاں سے صفدر علی اور چندا صاحب تریچنا پٹی کو روانہ ہوئے اور وہاں کے قلعہ کو تسخیر کیا بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں کے محوم رئیس کی بیوہ کو چندا صاحب سے عشق ہو گیا۔ نواب صفدر علی تو واپس ہو گیا اور چندا صاحب کو رنر مقرر ہو کر وہیں رہ گیا۔

چندا صاحب کی جگہ میراسد کرناٹک کا دیوان مقرر ہوا اس شخص نے اپنے پشدر پر جاہ طبعی کے الزامات لگانے شروع کئے اور خیال ظاہر کیا کہ اگر چندا صاحب کو تریچنا پٹی کا مستقل حاکم بنا دیا گیا تو پھر آسانی سے وہ اپنا مقصد پھر پھیلے گا۔ نواب دولت علی کے بڑے بیٹے صفدر جنگ نے بھی اس کی تائید کی۔ حقیقت ان کا خیال صحیح تھا لیکن اس قدر علانیہ طور پر اسکا اظہار کرنے سے چندا صاحب ہوشیار ہو گیا اور اس نے اپنے قلعے میں غذا اور سامان رسد جمع کرنا شروع کر دیا۔

صفحہ ۲۵

نواب کرناٹک دولت علی نے تریچنا پٹی کو تسخیر کر کے اپنے سردار نواب نظام الملک کو اپنی مخالفت پر اور بھی مشتعل کر دیا۔ کچھ عرصہ تک تو وہ شمالی ہند کی شورشوں کے باعث اور نادشاہ کے حملے کے خوف اور بالآخر حملے کی وجہ سے نواب نظام الملک کو کرناٹک کی طرف توجہ کر نیکی مہلت نہ ہوئی۔ مگر پھر آخر کار ان پر غصہ غالب آیا اور ۱۷۷۳ء میں ہی جب کہ نادشاہ کے حملے کا زور تھا انھوں نے مرہٹوں کو تریچنا پٹی پر حملہ کر نیکی اجازت دیدی لہذا دوسرے سال ۱۷۷۴ء میں مرہٹوں کی اس نہر فوج رگھو جی بمونسلا کی کمان میں کرناٹک میں داخل ہوئی نواب دولت علی نے جو فوج جلدی میں تیار کی تھی اسکا مرہٹوں نے ڈیپھری پر مقابلہ کیا اور سخت خونریزی کے بعد اسے شکست دی اور اس کے دیوان میراسد کو قید کر لیا جنگ کے مقتولوں میں نواب دولت علی بھی تھے۔ بعد ازاں قید دیوان میراسد کی درخواست و التجار فاتحین نے باقاعدہ اقساط میں ایک کروڑ روپیہ لینا منظور کیا۔ اور اس نادان کے وعدے پر وہ جنگ سے واپس ہو گئے۔

صفر علی نواب کو ٹنگ مقرر ہوئے۔ اور چھ صاحب اؤ کو نڈریش کر نیکے لئے ارکٹا رواند ہوئے۔ اس دو سال کے عرصہ میں فرانسیسی گورنر ڈو اس نے پانڈیجری کے قلعے کو اس قدر مستحکم کر لیا تھا کہ دس کے لوگ اس قلعہ کو ناقابل تسخیر سمجھنے لگے۔ مرہٹوں کے حملے کے وقت چندا صاحب نے اپنے سفاحین کو پانڈیجری بھیجا تھا۔ اور نواب صفر علی نے بھی چندا صاحب کی تقلید کی تھی۔ نواب صفر علی سبب سند نشین ہوئے تو وہ خود اور چندا صاحب فرانسیسی گورنر کی ملاقات کے لئے پانڈیجری پہنچے۔ فرانسیسی گورنر نے نہایت تپاک سے انکا استقبال کیا۔ نواب صفر علی اپنے اہل و عیال کو پانڈیجری سے مراجعت کے وقت اپنے ہمراہ لے گئے لیکن چندا صاحب اپنے آپ کو ابھی خطرے سے ناواقف نہ سمجھتے تھے۔ لہذا انھوں نے اپنی بیویوں کو ہدایت کی کہ جب تک صورت معاملات بخوبی ظاہر نہ ہو جائے وہ پانڈیجری میں ہی قیام رکھیں۔

معارف کیا شکل اختیار کرتے ہیں اس میں چندا صاحب کو زیادہ استغراب نہ کرنا پڑا۔ نواب صفر علی کو چندا صاحب کی حالت پر رشک ہوا اور انھوں نے مرہٹوں کو ابھار دیا کہ ٹنگ میں وہ ایک اور چھاپہ ماریں اور چندا صاحب کا اس مرتبہ خاتمہ کر دیں۔ مرہٹوں کو ایسے کام میں کبھی عذر نہ ہوتا تھا چنانچہ اسی سال ماہ دسمبر میں اپنی کلائیو کے ہندوستان پہنچنے سے ٹھیک چار سال قبل یہ جگہ آ رہا اس صوبے میں داخل ہوئے اور چندا صاحب کو کچھ ایسا دھوکا دیا کہ جو کئی عرصہ انھوں نے اپنے قلعہ میں جمع کیا تھا وہ انھوں نے مرہٹوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جب غلہ اس طور پر حاصل ہو گیا تو مرہٹوں نے ترچا پٹی کا محاصرہ کر لیا۔ چندا صاحب نے نہایت بہت سے تین چھینے تک انکا مقابلہ کیا لیکن باقائدہ سامان رسد ختم ہو جائیکے بعد مجبوراً ہتھیار ڈالنے پڑے۔ مرہٹے شہر میں لوٹ مار کر کے واپس چلے گئے چندا صاحب کو متفق کر کے انھوں نے اپنے ہمراہ لیا اور اپنے ایک مشہور سردار مراری راؤ کو جسکا آئندہ ذکر آویگا چودہ ہزار فوج کے ساتھ ترچا پٹی کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیا اور اسے تخت یار دے دیا کہ اپنی صوابدید کے مطابق وہ اپنی حرص و طمع کو پورا کرے۔

جن واقعات کو میں نے قلمبند کیا ہے انھوں نے اس صوبے کے امرا اور جاگیرداروں میں بظنی پیدا کر لی کہ جرات دلائی جو مقتضائے وقت بھی تھی۔ کوئی شخص خود کو محفوظ نہ سمجھتا تھا۔ نواب صفر علی کو بھی اطمینان حاصل نہ تھا۔ اس نے بنظر احتیاط اپنے اہل و عیال کو انگریزوں کی مگرانی میں دھرا کر اسے بھیجا دیا۔ اور ارکٹا چھوڑ کر جو تقریباً غیر محفوظ ہو گیا تھا خود بھی ویلور کے قلعہ میں

مقیم ہو گیا۔ اسکا کل خزانہ بھی اس مقام پر تھا اور تقریباً علی یہاں کا حاکم تھا جس نے نواب صفدر علی کی بہن سے شادی کی تھی۔ شخص دعا پیشہ۔ بزدل۔ کم ہمت نہایت لالچی تھا جس او سے یہ احساس ہوا کہ اس شادی کے رشتے کے بعد بھی اسے نواب کی داجب الادا رقم دیٹی پڑے گی تو اس نے نواب کی فوج کو اسکی طرف سے بگڑانا اور گرد و نواح کے جاگیرداروں کو اپنے ساتھ لانا شروع کر دیا بعد ازاں اس نے نواب صفدر علی کو زہر دیا اور جب زہر کا بھی فوری اثر نہ ہوا تو ایک پٹھان کو آمادہ کر کے اسے مرداؤ والا اور خود نواب بن بیٹھا۔ ویلور کے بعد اسکاٹ میں بھی اسکا اعلان کر دیا لیکن یہ نصب حکومت کچھ دیر پا نہ ہوا۔ اس لئے گزرتے زمانے میں بھی عامۃ الناس کا خمیر بالکل مردہ نہیں تھا جس قتل کا اس نے ارتکاب کیا تھا وہ اس قدر سفاکانہ تھا کہ اس سے غصہ کے جذبات کا ہم ٹک اٹھنا ایک امر لازمی تھا۔ فوج نے اس سے بغاوت کی اور اپنی جان کو خطوں سمجھ کر اس نے صورت کا اھیس بدلایا اور یہاں سے بیکر ویلور پہنچا۔

مرتضیٰ علی کے فرار ہو چکی خبر معلوم ہونے سے فوج نے نواب صفدر علی کے بیٹے سید محمد خاں کو جو انگریزوں کی مخالفت میں در اس میں مقیم تھا نواب مقرر کیا نو عمر نواب اپنی ماں کے ساتھ وائڈ یورش کے قلعہ کو بھیجا گیا جہاں کے یس نے نواب صفدر علی کی بہن سے شادی کی تھی۔

صوبہ وار دکن کی حالت اب وہ وقت آیا کہ نواب نظام الملک نے مداخلت کرنا مناسب سمجھا۔

مارچ ۱۸۵۷ء میں ایک کثیر فوج لیکر وہ اسکاٹ میں داخل ہوئے اور کل صوبہ میں امن قائم کر دیا۔ نریشاپلی پہنچ کر مہٹوں کو واپس ہونے اور کرناٹک خالی کرنے پر مجبور کیا سید محمد خاں کو بسکی منڈ نشینی کا بھی اعلان ہوا تھا تسلیم نہیں کیا اور اسے حراست میں لیکر اپنے سپہ سالار خواجہ عبداللہ کو کرناٹک کا نواب مقرر کیا اور خود کو کنڈلہ واپس ہوئے۔

اسن واماں کے لحاظ سے اس صوبے کی قسمتی تھی کہ خواجہ عبداللہ جو ایک نہایت بزدل و ستھ شخص تھا حکومت کرناٹک کا جائزہ بھی نہ لے سکا۔ وہ اپنے آقا کے ساتھ گوکنڈہ واپس ہوا اور وہاں پہنچ کر اس نے ہمدہ پر جانیکے لجنہ رواجی کا ارادہ تھا ادبی روز صبح کو وہ اپنے بستر پر وہ پایا گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ اسے زہر دیا گیا۔ شہبہ اس امیر پر ہوا جو اس جگہ کے لئے پہلے سے عید کو شاں تھا اور اب اس پر موم ہو گیا اور سکام فور الدین تھا وہ ایک کارناز مودہ سپاہی تھا اور ایک مضر خانہ دان سے تعلق رکھتا تھا۔

سید محمد اور انور الدین | نواب نظام الملک کو اسکا اندازہ تھا کہ جب تک سعادت اللہ خان کے

خانہان کا ایک شخص بھی زندہ رہیگا ارکاٹ میں کسی شخص کا تقریباً مقبول نہ ہوگا لہذا انہوں نے یہ اعلان کیا کہ انور الدین کا تقریباً عارضی ہے اور سید محمد جسکی نوابی کا اعلان ہو چکا ہے وہ سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد اسکی جگہ لیگا اور اپنی کم سنی کے زمانے میں وہ انور الدین کی اتالیقی میں رہے گا جو اسے کا حکومت سکھائیگا۔ انور الدین نے اپنے سردار کی ہدایت پر عمل کر لیا وعدہ کیا اور کرنا تک پہنچ کر نواب سید محمد کی سکونت کے لئے ارکاٹ کا قلعہ مخصوص کیا اور پٹھان سپاہیوں کی ایک معقول تعداد وہاں رکھ دی۔ یہاں یہ شہزادہ رہتا تھا اور اس کے رتبے کے موافق اس کے ساتھ سلوک ہوتا تھا۔

لیکن اس کی قسمت میں ہلاکت لکھی تھی۔ ارکاٹ پہنچنے کے چند ہفتے بعد اسے اپنے ایک قریبی رشتہ دار کی شادی میں صدر بنکر بیٹھنے کا اتفاق ہوا اس موقع پر نچلے اور اشراف کے اسکے باپ کا قاتل مرتضیٰ علی بھی دولہا کے لئے تحفے لیکر آیا۔ عجب خیز امر یہ ہے کہ نہایت اچھے طور سے اسکا استقبال ہوا لیکن اسکے داخل ہونیکے تھوڑی دیر بعد ہی تیرہ پٹھان سپاہی قلعے میں داخل ہوئے اور انکے داخل ہوتے ہی ایک نہایت نازبا ابتری برپا ہو گئی۔ ان سپاہیوں نے نہایت گستاخی کے ساتھ اپنا کچھ روپیہ طلب کیا جسکو وہ واجب الادا بتاتے تھے۔ بدقت تمام انہیں زبردستی باہر نکالا گیا لیکن شام کے وقت جب انور الدین اپنے محافظ سپاہیوں کے پیچھے پیچھے درباریوں کے ساتھ داخل ہوا تو یہ تیرہ پٹھان بھی سپاہیوں کے ساتھ ہوئے۔ ان میں سے ایک نہایت تیزی سے صدر مقام پر پہنچا جہاں کم سن نواب بیٹھا ہوا تھا اور سیڑھیوں پر اس طور سے چڑھ کر گویا وہ صبح کی گستاخی کی معافی چاہنے کے لئے نواب کے قدموں پر گرنا چاہتا ہے لیکن جو چھڑا وہ اپنے ساتھ چہا کر لایا تھا اسے فوراً نواب کے سینے میں بھونک دیا۔ محافظوں اور درباریوں نے اسکا تو فوراً قہقہہ کر ڈالا لیکن اس سے بہت سخت ابتری پھیلی۔ اس کے بعد دفعہ ثانی لگا کہ مرتضیٰ علی قلعے سے نکل گیا ہے اور گھوڑے پر سوار ہو کر مسلح ہر کاہوں کے ساتھ دیوڑ کی طرف چلتا ہوا ہے۔ شبہہ خواہ مخواہ اسی پر ہوا جسکا قاتل ہونا پہلے بھی ثابت تھا اور امر اسی کو قاتل بنا کر اپنے آپ کو اس جرم سے بری کر چکی عام طور سے کوشش کرنے لگے۔

سید محمد کا قاتل تھا لیکن شبہہ انور الدین پر ہی ہوا کیونکہ سید محمد کی موت سے کون شخص اس سے انور الدین کا قاتل رہ زیادہ نفع میں رہ سکتا تھا۔ دراصل وہ کم سن نواب کا اتالیق تھا اور اس کے سن بلوغ پر پہنچنے کے بعد اسکا اپنے عہدے سے مستعفی ہونا ضروری تھا اور جب

اس کے بعد نواب نظام الملک نے اسے کرناٹک کا نواب مقرر کیا تو اس سے اس شبہ میں کہ وہ قاتل ہے کمی نہیں ہوئی نواب انور الدین نے اس خون سے اپنی بے تعلقی ظاہر کر لیا کہ غش کی گر کسی کو یقین نہ آیا۔ مرقعی علی خاموش تھا مگر اور جی لکھتا ہے ”عام طور پر خیال کیا جاتا ہے جو امور مرقعی علی انور الدین کے خلاف اس قتل کے ثبوت میں پیش کرتا وہ مرقعی علی کو بھی مجرم قرار دیتے ہیں۔ یہ خیال دراصل صحیح تھا۔

۱۷۴۷ء میں جب کلائیو مداس پہنچا ہے تو جنوبی ہند کی سیاسی حالت یہ تھی جو اوپر بیان ہوئی اس زمانہ سے پنج برس پہلے نادر شاہ نے ہندوستان پر حملہ کیا تھا۔ دہلی کو بارے نام شہنشاہ اور اس وقت محمد شاہ تھا جو تار کے حملے اور محاصرہ دہلی کے برے نتائج سے ابھی تک نہ سنبھلا تھا۔ دکن میں نواب نظام الملک ہی محبوبہ دار تھے اور ان کا اب بھی اتنا اثر تھا کہ دکن کیلئے انھوں نے اپنے بیٹے ناصر جنگ کو اپنا جانشین نامزد کر لیا۔ کرناٹک کا ریس جو سرکاری طور پر نواب ارکاٹ کہلاتا تھا انور الدین تھا جو ریاست میں ایک اجنبی سمجھا جاتا تھا گوگ اوکو ناپسند کرتے تھے اور نواب سید محمد کے قتل کا اس پر شبہ تھا۔ اسکی حکومت زیادہ محفوظ نہ تھی۔ بہت سے دعویدار موقع کے تاک میں تھے۔ ان میں وہ شخص بھی تھا جو اس کے ساتھ سید محمد کے قتل میں شریک تھا۔ چندا صاحب اور اسکے علاوہ متعدد اور اشخاص اب تک ستارہ میں مقید تھے۔ معدومے چند ہی ایسے جاگیردار ہوں گے جو آپ کو نواب نہ کہتے ہوں یا اپنی موجودہ حیثیت کو بڑھانے کی فکر میں نہ ہوں۔ شعلہ بوم کا نیکے لئے بس ایک چنگاری درکار تھی۔

اگر معمولی طور سے ہی رنگ رہتا تو ان واقعات کا اثر حاصل کے نواردیو میں پر پڑنا لازمی نہ تھا لیکن ان کیلئے بھی ایک بلا آئیوالی تھی۔ ۱۷۴۷ء میں شہنشاہ چارلس ششم (Emperor Charles VI.) کے انتقال سے یوہپ کے ایک پڑے حصے میں ہلے بھڑک اٹھے۔ (چارلس ششم نے اپنی زندگی میں اپنی بیٹی مرایا تھریسا (Maria Theresa) کو اپنے تخت و تاج کا وارث قرار دیا تھا اور اپنی اس وصیت کو ایک دستاویز کی شکل دیکر اکثر یورپ کی طاقتوں سے اس پر دستخط کرائے تھے۔ یہ دستاویز پرنسٹن سکشن (pragmatic sanction) کے نام سے مشہور ہے تین سال بعد انگلستان بھی پرنسٹن سکشن کا ہی نیکر میدان اس کو دہرایا۔ اس مداخلت کی وجہ سے فرانس سے اسکی جنگ لازم ہو گئی۔ ۱۷۴۷ء کے اواخر میں اسکی اطلاع ہندوستان پہنچی اور مصل کارونٹیل کے مقبوضات میں حریفوں کے تعلقات پر اسکا فوری اثر پڑا۔

چوتھا باب

جنوبی ہند میں انگریزوں اور فرانسیسیوں
کی
جنگ کاکلایو کی ذات پر کیا اثر پڑا۔

(۵۰)

۱۷۵۰-۱۷۵۱ء تک ہندوستان کی جو حالت تھی اسکا صحیح اندازہ کرنے کے لئے ناظرین کو ان واقعات کا بغور مطالعہ کرنا چاہئے جو دوسرے تیسرے باب میں بیان کئے گئے ہیں کیونکہ ہند کے اسی میدان میں اس کتاب کے ہیرو کے جوہر نمایاں ہوئے۔ اگلے تھے ان کو معلوم ہو جا دیکھا کہ اس زمانے کا ہند آج کل کے ہند سے قطعی مختلف تھا اور اگر اس ہند کو آسٹیشیا (اٹریوں کی جائے پناہ) کہیں جہاں قتال و جدال عام تھا اور ہر شخص اپنی ذاتی منفعت کے لئے لڑتا تھا تو کچھ سمجھنا ہو گا اور اگر آج انگریز ہند والوں کو ان ہی کی چال پر چھوڑ دیں تو جو حال اس زمانے میں تھا وہی اب نظر آنے لگے۔

۱۷۶۲ء کے موسم خزاں میں پانڈیچری کے گورنر ڈو پلے کو جاکوئیر
یورپ کی جنگ کا
جنوبی ہند پر اثر
میں ڈوماس کا جانشین مقرر ہوا تھا اپنے نظام سے اطلاع ملی کہ انگلستان

سے جنگ ہونیکا قرینہ ہے لہذا اخراجات میں کمی کی جائے اور پانڈیچری کے استحکامات کی تعمیر بند کر دی جائے۔ اور نہایت احتیاط سے کام کیا جائے تھوڑے ہی عرصہ بعد انھوں نے مطلع کیا کہ اشتہار جنگ فی الواقع دیدیا گیا ہے اور جزیرہ فرانس کے حاکم کو احکام جاری کر دئے گئے ہیں کہ جو بیڑہ وہ تیار کر رہا تھا اسے لیکر وہ ہندوستان پہنچے لہذا لا بورڈونیس (La Bourdonnais) کو اس ہم میں پوری مدد دی جائے اور اس خوف سے کہ لا بورڈونیس کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی کوئی حادثہ پیش نہ آئے انھوں نے ڈوپلے کو ہدایت کی کہ وہ مدراس کے گورنر سے یہ طے کر لے کہ یورپ کی جنگ کا اثر ان کے ہندی مقبوعات پر نہیں پڑنا چاہئے۔ مدراس کے گورنر مورس (Morse) کو بھی ہر قسم کی

اطلاع اور ہدایت ملی تھی لیکن اس اطلاع و ہدایت کی نوعیت بعض امور میں ان سے مختلف تھی جو فرینسیسی حکام کو پہنچی تھی اسکا مضمون یہ تھا کہ آئندہ جنگ دیدیا گیا ہے اور کوڈور بارنیٹ (Commodore Barnett) کا بیڑا بہت جلد مد اس کے سامنے سمندر میں پہنچنے والا ہے اور فرینسیسی تجارت اور ان کے مقبوضات کو تباہ کر دینا کام اس بیڑے سے لیا جائے لہذا صاف ظاہر ہے کہ جب فرینسیسی گورنر نے یہ تجویز پیش کی کہ دونوں مقبوضات غیر جانبداری کا حصول اختیار کریں تو مورس کو مجبوراً انکار کرنا پڑا۔

جب مورس کے اس جواب سے ڈوپٹے کو یقین ہو گیا کہ انگریز اس موقع سے انتہائی فائدہ اٹھائیں گے تو خطرہ کا اس طرح اندازہ کر کے بعد اس نے دونوں مقبوضات کے سردار انوار الدین کے دربار میں عرضداشت پیش کی اور ان قدیم دوستانہ تعلقات کی یاد دہانی کی جو اس کے پیشرو فو ابوں اور فرینسیسی حکام پائیچری کے درمیان رہے تھے اور یہ کہ میدان فو ابوں پر کسی مشکل یا خطرہ کا وقت پیش آیا تھا تو کس طرح فرینسیسیوں نے انکی یہاں نوازی کی تھی اور نہایت پر زور الفاظ میں اس امر کو واضح کیا کہ اگر غیر ملکی نوادروں کو آپس میں جگ کر نیکی اس بنا پر کہ ان قوموں کے درمیان یورپ میں جنگ چھڑ گئی ہے اجازت دیدی گئی تو کرنا ملک کے فرمانرواؤں پر اسکا کیا اثر پڑے گا۔ ان منقول دلائل کا قیام پر بہت اچھا اثر ہوا لیکن اسے ان نوادروں کی جگہ قابلیتوں کا کچھ اندازہ نہ تھا یہ لوگ اب تک امن پسند تجار کی طرح اپنے سردار کو جگ کا مالک تھا احترام کرتے رہے تھے۔ نواب کی خواہش بھی یہی ہوگی کہ وہ ایسے ہی رہیں لہذا اس نے مشورے کو آگاہ کیا کہ کرنا ملک کی سرزمین پر دونوں قوموں کو نقص امن کرنیکی اجازت نہیں ہے۔

کچھ عرصہ کے لئے بلا ٹل گئی کوڈور بارنٹ کا بیڑا آہنچیا فرینسیس کے تجارتی جہازوں کو راستے میں روک کر اس نے کچھ نقصان بھی پہنچایا لیکن پائیچری کے خلاف وہ کچھ نہ کر سکا۔ اپریل ۱۸۴۶ء میں بارنٹ مرگیا اور کوڈور پریٹن نے اسکی جگہ لی۔ جون میں پٹین کو خبر ملی کہ کچھ فرینسیسی جہاز لنکا کے سامنے سمندر میں دیکھے گئے ہیں۔ اسے خیال ہوا کہ وہ لاہورڈیس کا بیڑہ ہوگا لہذا اسے گھیرنے کی غرض سے وہ نیگاپٹم کی طرف روانہ ہوا۔ ۶ تا ۱۰ کو دونوں بیڑوں کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا اسی دن سہرے میں اور دوسرے دن صبح کو لڑائی ہوئی ساتویں تاریخ کو ایک فسیہ فیصل لڑائی کے بعد انگریزی کوڈور کو علم ہوا کہ اس کے بہترین جہازیں مورخ ہو گیا ہے۔ اس معلوم ہوتے ہی وہ باو بان لگا کر کوٹلی کی طرف روانہ ہوا اور اس دن کی لڑائی کا تمام فائدہ اور کامیابی کا سہارا

فرانسیسوں کے لئے چھوڑ گیا۔ چھوٹائی کی شام کو فرانسیسی بیڑا بانیجی کے سامنے لنگر انداز ہوا۔

۳۵ مدراس پر فرانسیسوں اس فرانسیسی بیڑے کے انفر اور بانیجی کے گورنر کی باہمی ملاقات کا حصلہ۔ میں یہ قرار پایا کہ بیڑے کا انفر مدراس پر حملہ کرے اور بانیجی کا گورنر

اس کی امداد کی لئے فوج دے۔ ۱۲ ستمبر ۱۷۵۷ء کی شام کو فرانسیسی بیڑا

مدراس روانہ ہوا اور ۱۵ تاریخ کی دوپہر کو انگریزی قلعے کے قریب ایک گولے کی زد پر پہنچ گیا۔

لاہور ڈیس نے وہاں اپنے گیارہ سو یورپین اور کچھ دیسی اور چند افریقی سپاہی اتارے اور انگریزوں سے مطالبہ کیا کہ قلعہ اس کے حوالہ کر دیا جائے۔

مدراس کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ اس غنیمت کا مقابلہ کر سکتا۔ لہذا موریس کے پاس اپنے قلعے کو

بچانے کی صرف ایک تدبیر یہ رہ گئی کہ وہ نواب سے درخواست کرے کہ جس طرح سابق موقع پر

جب انگریز بانیجی پر حملہ کر نیا لے تھے اس نے فرانسیسیوں کی امداد کی تھی اسی طرح اس وقت

وہ انگریزوں کی مدد کرے اس نے حفاظت کی درخواست تو کی لیکن ایسے طریقے پر کہ اسکا اسفہور

کیا جاتا یقینی ہو۔ اس نے اپنے قاصد کو انوار الدین کے دربار میں خالی بھیجا تھا گویا جو امداد دے دے تو

بطور عنایت دی گئی تھی اس کو یہ بطور اپنے حق کے طلب کرتا ہے۔ نواب نے موریس کی درخواست کا غالباً

اس انتظار میں جواب نہیں دیا کہ اسکی طرف سے نذرانہ یا ہوا کا جسکے پیش کئے جانے کا بحیثیت ایک

ہندی والی ملک کے وہ درخواست گزار کی جانب سے مستحق تھا غرض کچھ جواب نہ ملا اور نوبت یہ آئی کہ

۵ اکتوبر کو لاہور ڈیس کا بیڑا مدراس کے سامنے پہنچ گیا۔

۱۹ تاریخ کی شام کو گورنر نے لاہور ڈیس سے صلح کر کے غرض سے اپنا قاصد اس کے

پاس روانہ کیا۔ بہت کچھ گفت و شنید کے بعد قرار پایا کہ ۱۲ ستمبر کو دوپہر کے وقت فوراً منٹ جاج

اور مدراس کا شہر فرانسیسیوں کے حوالہ کر دیا جائے اور شہر میں جس قدر انگریزی فوج اور انگریز

مقیم ہیں اسیر جنگ قرار دئے جائیں۔ محض سول عہدہ دار اس زبانی اقرار پر آمادہ ہوئے جابوین

کہ جب تک باضابطہ طور پر ان کا مبادلہ نہ ہو وہ فرانس کے خلاف ہتھیار نہ اٹھائیں گے انکے

علاوہ چند شرطیں بھی طے ہوئے لیکن انکی بیاں ذکر کرنا بیکار ہوگا۔

نواب انوار الدین کی فرانسیسیوں کے اس طرح مدراس پر تسلط کرنے سے نواب انوار الدین

دنگ رہ گیا۔ مدراس کے مقابل فرانسیسیوں کی کارروائی سننے کے بعد

اس نے ان کو پیغام بھیجا تھا کہ وہ اپنے ارادوں سے باز آویں۔ دوپلے کو

جو خط اوس نے بھیجا وہ اسکے پاس اوس وقت پہنچا جب کہ مدراس فتح ہو چکا تھا اور لاہور دینس کا وہاں تسلط قائم ہو گیا تھا نواب کو تو وہ مالتارہ اور لاہور دینس سے مدراس کے انتظام کے متعلق گفتگو کرتا رہا لیکن اس معاملہ پر ان دونوں میں اختلاف تھا۔ ایک بادی طوفان نے اسکا فیصلہ کر دیا اور فرانسیسی امیر البحر اپنے اہلکاروں کو لیکر جو اس طوفان سے منتشر ہو گیا تھا جزائر کو واپس ہو گیا۔ ۲۹ اکتوبر کو ڈوہے ہندوستان میں اور اس کے ساحل پر فرانسیسی مفاد کا تہانہ اٹھانے لگا۔ نواب سے جو مراسلت اوس نے کی وہ نہایت مبہم تھی۔ اس بات پر خاص زور دینے کی ضرورت ہے کیونکہ اس نے نواب کے ساتھ جو طرز اختیار کیا اسی سے ہندوستانوں اور یورپوں کے تعلقات کا پائلٹ ہو گئے اور اسی کی بدولت کھائیو کو اپنے فوجی جوہر دکھانے کا موقع اور اسی کی وجہ سے جنوبی ہند میں تفوق قائم کرنے کے لئے فرانس اور انگلستان میں جنگ کا طولانی سلسلہ بندھ گیا۔

نواب کی فوج کی شکست اور اسکا اثر

جب اس طور سے دن گزرتے گئے اور نواب کو اس امر یقین ہو گیا کہ فرانسیسی قبضہات کے حاکم کا ارادہ لاہور دینس کی فتوحات واپس کر لینا نہیں تو اوس نے بڑی کشمیر انھیں حاصل کر لینا ارادہ کیا۔ اپنے بڑے بیٹے محفوظ خاں کو تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں زیادہ تر سوار تھے اپنے احکام کی تعمیل کرانیکے لئے روانہ کر دیا۔

لیکن اسے بہت جلد محسوس ہو گیا کہ فرانسیسی سپاہ کے ایک معمولی دستے کے مقابلے میں وہ بہت دست دبا ہے۔ جب نہایت جرات و ہمت کا مظاہرہ کر کے انھوں نے ان مقامات پر قبضہ کر لیا جہاں سے شہر کو پانی جاتا تھا تو اہل قلعہ نے ایک چھا پہ مار کر ان پر دوبارہ اپنا قبضہ جمایا۔ ڈوہے نے ۲۳ یورپی اور ۷۰ فریسی سپاہیوں کو اپنے ایک معتبر سپہ دار پرالویس (paradis) کی کمان میں مدراس کی امداد کے لئے روانہ کیا اوس نے محفوظ خاں کی پوری فوج کا مقابلہ دریا کے آدیار کے ساحل پر میٹلاپور کے قریب ایک مقام پر کیا جو اب سینٹ تھومی (St. Thome) کے نام سے مشہور ہے اور سخت خونریزی کے بعد اسے شکست فاش دی۔ فرانسیسی سینے تک پانی میں تیر کر نواب کے سپاہیوں پر حملہ کرتے تھے۔ حالانکہ قلعہ کی ایک محدود تعداد تھی تاہم اس لڑائی کو ایک فیصلہ کن لڑائی سمجھا جاتا ہے۔ اسکی بدولت نہایت خاموشی لیکن کامل یقین کے ساتھ اس بات کے امکان کا تیا لگ گیا کہ ساحل کا رومندل کی دیو پرتی قوموں سے کوئی ایک ہندوستان کو فتح کر سکتی ہے۔

تشیخ مدراس اگر محدود نظر سے دیکھا جائے تو مدراس پر ڈوہے کا تسلط اس طرح

مستحکم ہو گیا۔ جہاں تک کہ اسکی قتل کام دے سکتی تھی اسے ہندوستان میں اب کوئی خطرہ نظر نہ آتا تھا۔ ۹ نومبر کو پراسس مدراس میں داخل ہوا اس نے انگریزوں پر جدید شرطیں عائد کیں اور لاہور میں کے ڈرافٹ کے وقت شہر میں تجارت کا بقدر سامان تھادہ سب ضبط کر لیا اور حکم دیا کہ جو انگریز چارون کے اندر فرانسیسی گورنر کی اطاعت کا حلف نہ اٹھائیں ان سے شہر سے خارج کر دیا جائے گا۔ انگریزی عہدہ داروں کو اجازت دی کہ وہ اپنے ذاتی مال و اسباب کو علیحدہ کر دیں اور بعد میں انھیں بھی ایسے جنگ بنا کر پانڈیچری بھیج دیا۔ ان میں چند ایسے بھی تھے جنھیں مستقبل کا کچھ اندازہ تھا اور انھوں نے ان شرط کی تعمیل کرنے اور اپنے ہاتھ باندھنے سے انکار کر دیا اور یہاں سے پیکر فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچ گئے۔ یہ شہر گدالور کے قریب اور پانڈیچری سے سولہ میل کے فاصلے پر جنوب میں واقع تھا۔ انگریزوں نے ۱۶۹۷ء میں اسے خرید کیا تھا ان شخص اس میں ایک نو عمر عورت بھی تھا جسے ہندوستان میں آئے ابھی دو سال ہوئے تھے اور اسکا نام رابرٹ کلائیو تھا۔

فورٹ سینٹ ڈیوڈ کو فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچنے کے بعد ہی اس نو عمر عورت کو اس قلعے کی حفاظت بچا نیکی کو شش کر نی پڑی بہت جلد عیاں ہو گیا کہ دوپلے کا مقصد انگریزوں کی قطعی نیجہ کنی کرنا تھا اور وہ انگریزوں کو ان کے تمام مقبوضات سے نکلانے پر تیار ہوا تھا۔ لیکن فورٹ سینٹ ڈیوڈ میں اسے کچھ تو اپنے سپہ داروں کی حماقت اور کچھ جزیرہ مذکور کے مافلوں کی جاننا کوششوں کی وجہ سے ناکامی ہوئی۔

کلائیو کی شجاعت اس ادنیٰ قلعے کو تسخیر کرنے کے لئے فرانسیسیوں نے چار حملے کئے لیکن چند و چند اسباب کی وجہ سے جن کے یہاں بیان کی نیکی ضرورت نہیں

چاروں مرتبہ وہ ناکام رہے۔ اس عرصہ میں امیر البحر گریفن (Griffin) کی کمان میں ایک انگریزی بیڑا پہنچا۔ اور کچھ عرصہ بعد اس کی امداد کیلئے باسکون (Boscawen) کی کمان میں دوسرا بیڑا حو فوج کے ساتھ ۱۱ اگست ۱۷۵۷ء کو آیا۔ اسکی آمد سے حریفوں کی حیثیت قطعی بدل گئی۔ فرانسیسی بجائے محاصرہ ہونیکے خود محصور ہو گئے کیونکہ باسکون نے فوراً پانڈیچری کا محاصرہ شروع کر دیا۔ ۱۹ اگست ۱۷۵۷ء کو انگریزی افواج نے نواب کی کچھ فوجوں کے ساتھ پانڈیچری کا محاصرہ شروع کیا۔ یہاں طرفین نے خوب اپنے اپنے جوہر دکھائے کچھ عرصہ تک پراسس اہل قلعہ کی روح رواں بنا رہا۔ ۱۱ ستمبر کو جب وہ ایک شب خون میں مارا گیا تو تمام بار دوپلے پر پڑا۔ حملہ آوروں کی طرف بھی بہت سے ثابت قدم اور جانا ناز مروتھے۔ باسکون نے خود شجاعت کی ایسی مثال قائم کی جسکی بعینہ ہر ایک نے

تقلید کی۔ ان لوگوں میں جن کا خاص طور پر ذکر ہوا وہ اس کتاب کا ہیرو بھی تھا۔ ایک ہمعصر نامہ نگار جسکے لکھے ہوئے واقعات پیش نظر میں رخصت ہوا ہے کہ اس موقع پر اس نے خند توں میں کام کیا اور اپنی دلیری اور شجاعت سے اس اعلیٰ فوجی اسپرٹ کا ثبوت دیا جو اسکے آئندہ کارناموں کا ہر شہرہ بخشی اور اس اعلیٰ قابلیت و معاملہ فہمی اور موقع شناسی کو ظاہر کیا جو اسکی خدا داد خصوصیات میں سے تھی۔

بہر حال فرانسیسیوں کی سخت دفاعی کارروائیوں کے مقابلے میں محاصرہ میں کیوشین بے سود ہوئیں اور اراکتوبر کو انگریزوں کو محاصرہ اٹھانا دینا پڑا۔ دشمن کی آتشباری سے ۱۰۶۵ آدمی جو ہلاک اور مجروح ہوئے تھے انھیں بھی وہیں چھوڑ دینا پڑا انگریزی سپلائی ایک سال تک ساحل پر رہا اور اسکے بعد انگلستان واپس ہو گیا۔ مدراس کی فوج اب فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس آئی اور اس کے ساتھ ہی کلائیو بھی واپس ہوا۔ اور اب بہت جلد میجر الطیر خیر لائش جسکو تاجپنہ میں ایک خاص اقتدار حاصل ہے۔ یہاں آکر اس فوج میں شریک ہو نیا لایا تھا۔

اب اغلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ پانڈیچری کا محاصرہ اوجھ جانے کے بعد فرانسیسی فورٹ سینٹ ڈیوڈ پر اپنی جدوجہد شروع کر دیں گے۔ ۱۸۵۷ء کے اوائل میں انھیں فوج و زر کی امداد بھی پہنچ گئی تھی لیکن قبل اس کے کہ وہ ادھر کا رخ کریں، اراکتوبر ۱۸۵۷ء کو اطلاع ہوئی کہ دونوں فوجوں کے درمیان ایلا شپیل پر صلح ہو گئی اس صلح نامہ کی رو سے دونوں قوموں نے اپنی اپنی فتوحات سے دست برداری کی لہذا فرانسیسیوں کو بجائے فورٹ سینٹ ڈیوڈ پر حملہ کرنے کے مدراس بھی واپس کرنا پڑا لیکن اس کی بنیادیں تک ہل گئی تھیں۔ تمام گودام خالی تھے اس مقام کی واپسی ان پر بہت شاق گزری کیونکہ بہت جلد انھیں محسوس ہو گیا کہ یورپ میں جنگ ختم ہو جانے کے باوجود اور بلا قانونی گرفت کے یہاں کے واقعات کی وجہ سے ہندوستان میں جنگ جاری رہا گی۔

لارڈ کلائیو نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۴ پر مجلس مدراس کی یادداشت سے اقتباسات لیکر نہایت واضح طور پر ان تمام واقعات کو تحریر کیا ہے۔ ان میں وجہ ہے کہ جس حالت میں ہم مدراس واپس ملا وہ کچھ عجیب ہی ہے فرانسیسیوں نے قلعہ کی بنیادیں تک کھینچ لی تھیں اور کچھ بیش بہا ذخیرہ اس میں تھا اسے بھی لیتے۔ یہ سرکاری بیان ان غیر سرکاری بیانات سے جنھیں جمع تسلیم کیا گیا ہے بالکل مختلف ہے۔

انہیں تفوق حاصل کر نیکے لئے جنگ جاری رکھنا ضروری تھا لیکن اب خود فرقی بنکر وہ نہیں لڑ سکتے تھے۔ البتہ یہ ممکن تھا کہ سلطنت مغولیہ کے زوال اور ملک کی عام ابتری سے فائدہ اٹھا کر جو ہندوستانی فرمانروا اپنے ذاتی اغراض کے لئے باہمی جنگ و جدال میں مصروف تھے ان کے طیفوں کی حیثیت سے وہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ جاری رکھیں۔

پانچواں باب

کلائیو ایک سپاہیانہ زندگی بسر کرنے کا
فیصلہ کرتا ہے

(۲۵)

قبل اسکے کہ صلح نامہ لائشیل کی شرائط ہندوستان میں معلوم ہوں فوراً ہیست دیوڈ کے
انگریز گورنر نے ۳۰ م اگریزی اور ایک ہزار سیسی سپاہیوں کا ایک چھوٹا دستہ تنجو کے راجہ کی
امداد کے لئے جو اپنی بے عنوانیوں کی وجہ سے معذور ہو چکا تھا روانہ کیا اس سے
مدعا یہ تھا کہ دیو کوٹ انگریزوں کے لئے حاصل کیا جاوے یہ مقام دریائے کوکرن
کے اوس دہانے پر واقع تھا جہاں وہ سمندر میں گرتا ہے۔ یہ فوج کینٹان کو پٹ
کی کمان میں تھی جو ایک نہایت معمولی قابلیت کا آدمی تھا۔ کلائیو اوس کے ساتھ
ایک رضا کار کی حیثیت سے تھا۔ چند ایسے اسباب کی بناء پر جن پر حاوی آنا مکان میں
نہ تھا یہ ہم بیکار گئی معذور شدہ راجہ کا کوئی معاون ہی نہ تھا اور سخت بارش
کا یہ موسم تھا۔

باجوڈا کا می کے وہ اُس ارادہ سے نہ باز آیا۔ دونوں یورپی قوموں کے درمیان جو
صلح ہوئی تھی اوسکے شرائط موصول ہونیکے بعد دوسری ہم روانہ کی گئی۔ صلح کی رو سے سیم لارنس
رہا ہو چکا تھا لہذا اس مرتبہ کمان اوسکو دی گئی۔ اوس نے کینی کی تمام یورپین افواج کو جو موت
خراہم ہو سکتی تھیں اپنے ہمراہ لیا اور معدودے چند آدمی قلعہ کی نگرانی کے لئے چھوڑ دئے۔ کلائیو کو
عارضی طور پر نائب بنایا اور سمندر کے راستے سے روانہ ہو کر دیو کوٹ پر اپنی فوجیں اتار دیں
اور گولباری شروع کر دی۔ چوتھے روز صبح کے وقت قلعہ کی فیصل شق ہو گئی اور حملہ کرنے کے لئے
ایک فوج روانہ کی گئی۔ کلائیو کی جدوجہد اور جانفشانی کی وجہ سے لارنس اوسکی قدر کرنے لگا تھا
اور اس فوج کی کمان اوس نے کلائیو کو ہی دی۔

دیو کوٹ
کے
خلاف کارروائی
اور کمان میں
کلائیو کی۔

ایسے موقع پر حملہ آور فوج کی گمان ملنا ایک بڑی عزت ہے لیکن اوس کے ساتھ ہی خطرناک بھی ہے۔ اور کلائیو کو یہی تجربہ ہوا۔ اس میں ۲۹ گورے جو شامل تھے اُن میں سے ۲۶ کاغذیں کی سوارہ فوج نے خاتمہ کر دیا۔ ویسی سپاہی مجھے کھڑے تا شام دیکھتے رہے۔ کلائیو اپنے باقی ماندہ تین ساتھیوں کو لکڑی کی خاص فوج سے جو لارنس کی گمان میں بڑھ رہی تھی جا ملا۔ غنیمت کی سوارہ فوج کو جو روکنے کے لئے بڑھی تھی پسپا کر کے اس فوج نے حکمران اڈیو کو اپنے تلوار سے بچھڑا دیا۔ لارنس نے سرفراز راجہ کا ساتھ چھوڑ کر دوسرے فریق سے جو ڈیو کو اپنے قابض تھام لے کر لی جسکی رو سے کینی نے ڈیو کو ہار حاصل کیا اور راجہ نے جنگ کے تمام اخراجات ادا کئے بعد ازاں یہ فوج نورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس ہو گئی۔ امیر البحر باسکیوں کا بیڑا اس وقت تک ساحل پر موجود تھا۔

۳۴

انگریزی فوجوں کے موجود نہ ہونے سے کرناٹک میں ایک انقلاب واقع ہو گیا تھا لیکن یہ کوئی نئی بات تھی سلطنت منولیہ کا شیرازہ بکھرنے کے بعد سے ایسے واقعات برابر پیش آتے رہتے تھے۔

کرناٹک میں
انقلاب عظیم

۱۷ اپریل ۱۸۵۸ء کو دہلی کے بادشاہ محمد شاہ نے انتقال کیا۔ اسکا بیٹا احمد شاہ تخت نشین ہوا اور کلائیو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا ہو گا کہ دکن کے مشہور صوبہ دار نواب نظام الملک نے بھی اس جہان سے کوچ کیا۔ اُنھوں نے اپنی زندگی میں یہ طے کر لیا تھا کہ اُنکے ولیعهد ناصر جنگ اُنکے جانشین ہوں۔ احمد شاہ نے بھی اُسکو فوراً منظور کر لیا لیکن یہ زانہ ہی ایسا نہ تھا کہ ایک دینچ اور بڑی سلطنت کی وراثت بلا مخالفت لے ہو جاوے۔ مرحوم علی حضرت کے نواسے مسخر جنگ جو ہوت جیٹور کے حاکم تھے دکن کی حکومت کے دعویدار بن گئے ان میں اتنی قوت تو تھی نہیں کہ تنہا اپنا دعویٰ خود پیش کر سکیں لہذا یہ سستارہ پیچھے مرہٹوں کو اپنے ساتھ لایا۔ چند صاحب کور ہا کر آیا اور ایک فوج اُنکے حوالے کی ان دونوں میں قرار پایا کہ مسخر جنگ صوبہ دار دکن نہیں اور چندا صاحب کرناٹک کے نواب ہوں۔ ان واقعات کو واضح طور پر بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ اپنی بنا پر جو جنگ چھڑی اوسکی بدولت یورپ میں مسلح ہو جائیکے باوجود یہاں انگریزوں اور فرانسسوں کے درمیان جنگ کا طویل سلسلہ جاری رہا۔

۳۵

ناظرین کو خیال ہو گا کہ اس کتاب کے شروع میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ چٹا صاحب فرانسیموں کے متعلق کس قدر اچھی رائے رکھتا تھا اور ان سے اوسکی کیسی دوستی تھی۔ لہذا اب سابق تعلقات سے فائدہ اٹھائی کی غرض سے اوس نے دُپے سے

گفت و شنید شروع کی اور اوس سے کافی امداد کا وعدہ لے لیا ان وعدوں کو یاد کیا گیا اور جولائی ۱۷۹۷ء کے اواخر میں فرانسیسیوں کی فوج کا ایک دستہ ورڈ ڈی پٹیری پران دونوں سازشیوں سے آلا۔ ۳ اگست کو انھوں نے انوار الدین کی فوج کا آئینہ پرستہ کر دیا۔ اوس کو شکست فاش دی۔ انوار الدین خود ہلاک ہوا۔ اوس کا بڑا بیٹا جسکو سینٹ تھومی پر پراویس نے شکست دی تھی گرفتار ہوا اور اوس کے دوسرے بیٹے محمد علی نے ترجنا پٹی بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ یہاں سے سیدھے ارکاٹ پہنچ کر مظہر جنگ نے اپنی صوبہ داری کا اعلان کر دیا اور چندا صاحب ارکاٹ کے نواب ہو گئے چونکہ فرانسیسیوں نے چندا صاحب کا ساتھ دیا تھا لہذا انگریزوں پر لازم ہوا کہ وہ اوس کے مقابل کے معاون بنیں۔ اور یہ مقابل سابق نواب کا دوسرا بیٹا محمد علی تھا جو میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ گیا تھا۔ دونوں دعوی دار جنگ کے حامی فرانسیسی بنے تھے یہاں سے پانڈیچری روانہ ہوئے۔ یہاں دوڑتے نے جسکی نگاہ سیاسی معاملات میں نہایت تیز تھی اس بات پر زور دیا کہ آگے شکلات میں بھسنے کے بجائے وہ اپنے تنہا مقابل کا خاتمہ کر دے اور اس غرض سے پہلے ترجنا پٹی پر حملہ کرنا چاہئے لیکن جب تک انگریزی بیڑا ساحل پر موجود تھا اونکی ہمت نہ بڑھ سکتی تھی اور انکو اس میں پس و پیش رہا۔

لارنس اور کلائیو جب ڈیو کیوٹ سے واپس ہوئے تو معاملات کا یہ رنگ تھا۔ اور دقت انگریزی نوآبادی کا سردار فلپور (Floyer) تھا۔ اس پر بڑی ذمہ داری تھی۔ فورٹ سینٹ ڈیو کیوٹ میں حاکمان جنگ نے اس بات پر اصرار کیا کہ محمد علی کو مدد دیا وے۔ انگریزی بیڑا ساحل پر رہے اور ترجنا پٹی کی حفاظت کیجا وے اور البحر نے ساحل پر قائم رہنے کی رضامندی اس شرط پر ظاہر کی کہ فلپور اوس سے اس امر کی درخواست کرے لیکن فلپور ذمہ داری لیتے ہوئے گھبراتا تھا لہذا ایک نومبر کو بیڑا واپس ہو گیا لیکن اہل تلک کی امداد کیلئے وہ اپنے تین سو آدمی چھوڑ گیا۔

جس روز انگریزی بیڑے کی روانگی کی اطلاع ملی (۲ نومبر) مظہر جنگ اور چندا صاحب نے مع اپنے فرانسیسی حلیفوں کے ترجنا پٹی کا رخ کیا۔ یہ دونوں ہندوستانی نواب بڑے شرف تھے۔ انما تمام روپیہ اڑا چکے تھے لہذا کچھ روپیہ حاصل کرنیکی غرض سے انھوں نے تجور پر ہاتھ مارا۔ تلک کے ایک دروازہ پر قبضہ کر کے وہاں کے راجکو ایک بڑی رقم ادا کرنے پر مجبور کیا لیکن یہ راجہ بھی بڑا مالاک تھا جو ہی اسکو یہ تہ لگا کہ نواب احمد جنگ اوسکی مدد کے لئے آ رہا ہے اوس نے روپیہ کی ادائیگی میں تاخیر کر دی اور جب صوبہ دار کی فوجیں ایک نشانہ کی زمینیں پہنچیں تو

اوس نے روپیہ دینے سے قطعی انکار کر دیا۔ نواب ناصر جنگ کی آمد کی خبر سے مظفر جنگ اور چند صاحب کی فوجوں میں ہل چل مچ گئی اور یہ دونوں فوراً پانڈیچری واپس ہو گئے۔

بعد ازاں عجیب ناقابل بیان ہنگامے برپا ہوئے۔ ایک جھڑپ جو ان میں ہوئی، اس میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جو ابتدا میں قطعی نتیجہ خیز نہ معلوم ہوتا تھا لیکن آخر میں اوس سے ان دونوں سازشوں کے مقاصد کم از کم عارضی طور پر تو پورے ہو چکے۔ مظفر جنگ گرفتار ہوا اور صوبہ دار نے اوسکو زنجیروں میں جکڑ کر ڈال دیا۔ اس حالت میں اوس نے صوبہ دار کے خاص لوگوں میں سے تین کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان سازشوں کی اطلاع چندا صاحب اور فرانسیزیوں کو کر دی گئی۔ اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مقابلے کی فوجیں خجی کے قلعہ سے سولہ میل کے فاصلہ پر جسے فرانسیسوں نے سبھی کی ماتحتی میں فتح کر لیا تھا جنگ میں مصروف ہوئیں تو نواب ناصر جنگ کی فوج اوس کے خلاف ہو گئی اور اوسکو قتل کر ڈالا مظفر جنگ کو ہرا کیا اور اوسکو اپنا صوبہ دار تسلیم کر لیا۔

یہ واقعہ ۱۶ دسمبر ۱۷۵۷ء کو پیش آیا اس انقلاب کی اطلاع جو چندا صاحب نے پانڈیچری پہنچائی۔ جب یہ صوبہ دار بھی بعد کو وہاں پہنچا اور اب فرانسیزی اثر غالب نظر آنے لگا لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد رنگ بدلنے لگا۔ اہل سازشوں نے جنھوں نے ناصر جنگ کے قتل کا بند بست کیا تھا مظفر جنگ کو اورنگ آباد کے راستے پر قتل کر ڈالا۔ فرانسیزی افواج جو ان کے قابل دستند سپہ سالار بشی کی کمان میں اوس کے ہمراہ تھیں انھوں نے فوری انتقام لیکر مرحوم صوبہ دار کے تیسرے بیٹے صلابت جنگ کی صوبہ داری کا اعلان کر دیا۔ چونکہ کسی کی کمان میں ایک فرانسیزی فوج اوس کی حفاظت و نگرانی کے لئے رہنے والی تھی لہذا یہ نظر آتا تھا کہ فرانسیزی سکھ اب پورے طور پر جنوبی ہند میں جاوے لگا۔

اگر ایک ذات کا وجود نہ ہوتا تو ایسا ہی ہو کر رہتا اور ان کا اثر خوب زور رکھتا اور چاروں طرف پھیل جاتا ہمارے نزدیک ابتدائی زمانے کے واقعات سے ہی اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ایک فرد کی غیر معمولی قابلیت تھی کہ اوس نے فرانسیزیوں کا مقابلہ ان کے متغیر کردہ میدان پر ہی کیا۔ ان کے مقاصد اور اصولوں کو اپنا مسلک بنا لیا اور اوس پر عمل کر کے اہل کاکا ختم کیا۔ یہ کھائیو ہی تھا جس نے ڈوئیٹے کو ڈوئیٹے ہی کے داؤں سے نیچا دکھایا۔

اب ہم دیکھیں گے کہ اوس نے یہ کیونکر کیا۔ دیو کوٹ کی تسخیر کے بعد جب فوجیں واپس ہوئیں تو حکومت فورٹ سینٹ دیوٹے کوٹ کو امین رسد بنا دیا تھا جائزہ لینے سے قبل ہی وہ

سیار ہو گیا اور ڈاکٹر نے تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے اسے بنگال مسجد یا اسٹیشن کے
 اوائل میں وہاں سے واپس آنے کے بعد اس پر کام کا بہت بار بار ترچا پی پرفارمنسیوں
 اور اونکے طیفوں کا اہنگ و انت تھا لہذا ۲۸۰ انگریزی اور ۳۰۰ دیسی سپاہیوں کی ایک فوج
 اسے تیار کرنی پڑی جسے کپ کی کمان میں روانہ ہو نیکا حکم ملا۔ اسکی تیاری کے بعد حکم ہوا کہ
 پانسوا انگریزی اور ایک ہزار دیسی اور سوا فرتھی سپاہیوں کی ایک اور فوج تیار کی جاوے
 جو کپتان جنجنس (Captan Gingens) کی کمان میں فرانسیمیوں کو روکنے کیلئے
 والکنڈہ روانہ کیا وے جو ترچا پی سے شمال مشرق میں واقع ہے۔

۴۹

جنجنس کوئی ہوشیار فسر نہ تھا۔ اپنی بدانتظامی کی وجہ سے اس نے فرانسیمیوں کو غالب
 آئینکا موقع دیدیا کلائیو چشم بصرت رکھتا تھا اور فن لشکر کشی سے واقف تھا ان فاعل و خرابیوں
 کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ سکا چونکہ اسکی حقیقت ایسی نہ تھی کہ وہ اسکی مدافعت کر سکے لہذا وہ فوج سے
 علیحدہ ہو کر فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس ہو گیا۔

کلائیو کا واپس ہونا نہایت ہی اچھا ہوا جدید گورنر سٹر سائڈرس نہایت دوہیں اور تیز فہم
 شخص تھا۔ اس کو انگلستان سے آنی والی ملک کا انتظار تھا اور اس کے بعد ۸۰ انگریزی اور تین سو
 دیسی سپاہیوں کا ایک دستہ وہ ترچا پی روانہ کرنا چاہتا تھا لیکن اسکی کمان کے لئے اس کے پاس کئی فسر
 نہ تھا۔ مجلس کے ایک محل ہمدہ دار سٹر گٹ کو اس کی کمان دینی کہ چالیس میل تک وہ اس فوج کو
 لیجاوے کیونکہ اس کے بعد دشمن کے حملے کا مطلق خوف نہ تھا کلائیو رضا کار کی حقیقت سے اس کے
 ساتھ ہولیا۔ جولائی ۱۸۵۷ء میں اس فوج نے کوچ کیا اور وردا چہلم (Veriachehlum)

پر جاوے کے لئے تجویز کیا گیا تھا وہ تیسرے دن پہنچ گئی۔ یہاں سے دونوں انگریزی محل ہمدہ دار
 واپس ہو گئے اور حالانکہ راستے میں ہندوستانی سواروں کے ایک جتھے نے اون پر حملہ بھی کیا
 لیکن یہ صحیح سلامت فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچے اور کل فوج اس کے ساتھ ترچا پی پہنچ گئی۔

۵۰

چند دن بعد انگلستان سے ملک آگئی۔ سائڈرس اسے جنجنس کی مدد کے لئے بھیجا
 چاہتا تھا لیکن پھر وہی دقت پیش آئی۔ اس عرصہ میں کلائیو نے بھی اپنے متعلق فیصلہ کر لیا تھا۔
 اہل قلم کی زندگی سے تو وہ قطعی مطمئن نہ تھا۔ بحیثیت امین رسد خانہ او کو سہاراوں کی غلطیوں کی وجہ
 سے ناگوار امور پیش آتے تھے اور مداخلت کر نیکا اسے کوئی حق نہ تھا۔ اسے اس بات کا احساس
 ہوا کہ وہ فوج کی سرداری کا اہل ہے اس کو خیال پیدا ہوا کہ اگر وہ فوج میں منتقل ہو گیا تو حکومت کی مجلس کی

کلائیو کی فوج
 میں منتقل
 ۱۸۵۷ء

ایک بڑی دقت رفع ہو جاوے گی اور ممکن ہے کہ اسے فوج کی کمان بھی مل جاوے اور وہ اس طرح اپنے ملک کی خدمت کر سکے۔ بہت جلد اس امر کا اوس نے فیصلہ کر لیا۔ مسٹر سائڈس بھی میجر لارڈس سے کم اسکی قدر نہ کرتا تھا۔ فوج میں اوسکا تبادلہ منظور ہوا اور فوراً گپتان کا زنبہ اوس کو عطا کیا گیا اوسکے بعد اوسکو حکم دیا کہ وہ فوج کا ایک حصہ اپنے ساتھ لیکر ڈیو کوٹ روانہ ہو جاوے اور وہاں پہنچ کر گپتان کھارک کے احکام کی پابندی کرے جسکی فوج اب سوانگر نری اور ۵۰ بیسی سپاہیوں اور ایک توپ خانہ پر مشتمل ہو جاوے گی۔ وہاں سے دونوں افسر ترجائی ملی کو روانہ ہوں اور کلایٹو وہاں کی حالت کا اندازہ کر کے مسٹر سائڈس کو اپنی رائے سے مطلع کرے۔

یہ واقعہ جولائی ۱۸۷۸ء کے اواخر میں پیش آیا۔

نوٹ

۱۸ کلایٹو کے تقرر کے حکم کی عبارت یہ تھی۔

”مسٹر رابرٹ کلایٹو جو حال میں کئی جاعتوں کو پڑاؤ ٹھک پہنچانے میں مفید ثابت ہو چکا ہے اپنے آپ کو بلا کسی معاوضہ کے جنگ میں شرکت کے لئے اس شرط پیش کرتا ہے کہ ہم سے ایک کمیشن عطا کریں تاکہ وہ گپتان کے عہدہ کا مستحق ہو سکے۔ چونکہ ہائیڈ پوری کے محاصرہ میں اور تقریباً کل دوران جنگ میں وہ ایک عہدہ دار رہ چکا ہے اور کئی موقعوں پر اپنے آپ کو ممتاز بھی کر چکا ہے اس لئے خیال ہے کہ وہ بحیثیت عہدہ دار کے مفید ثابت ہو گا لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ باضابطہ مراسلہ تیار کر کے اسکے حوالہ کر دیا جائے“

(فارسلٹ)

چھٹا باب

سپاہیانہ زندگی کا پہلا سال

ترچناپلی اور ارکاٹ میں گزرا

(۱۶)

ترچناپلی کی جو حالت تھی وہ جنگ کے نتائج کے متعلق پریشان کر دینے کے لئے کافی تھی۔ چند اصحاب اپنی ایک کثیر ہندوستانی فوج سے جنہیں ۹۰۰ فرانسیسی بھی شامل تھے قلعے کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اوسکے حریف محمد علی کا بھروسہ ۶۰۰ انگریزی سپاہیوں پر تھا جو اوس کا ساتھ دے رہے تھے اور اسی کل فوج پانچ ارٹھی جنہیں دو ہزار سوار تھے۔

۵۲ اوائل اگست میں کپتان کلارک سے ملنے کے بعد جس بات کا گہرا اثر کلایو پر پڑا وہ نواب اور اوسکے معاون انگریزوں کی اُداسی اور مایوسی تھی۔ نواب محمد علی کا خزانہ خالی ہو چکا تھا اور اوسکے سپاہیوں کی کوئی توقع نہ تھی۔ انگریزی سپاہ کو اپنے سرداروں کی تابلیت پر اعتماد نہ تھا اور محدود بے چند انصروں کے سوا کسی کو اپنے اوپر بھی بھروسہ نہ تھا۔ کلایو نے سوچا کہ ان سپاہیوں اور اوسکے انصروں کو ابھارنے کے لئے کوئی حیرت انگیز حرکت کرنی چاہئے۔ ترچناپلی میں تو یہ ممکن نہ تھا کیونکہ یہاں کا کپتان جن جنس گوندات خود شجاع تھا لیکن اوس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ دشمن کی کثیر اور غالب تعداد کے مقابلے میں وہ کسی خاص کام کی ابتداء کر سکے۔ کلایو نے اپنے در سے اور گورنر مدراس کے کتب خانے میں خاص طور سے اون بڑے سپہ سالاروں کے کارنامے پڑھے تھے جنہوں نے اپنے مستقر پر دشمن کے غلبہ سے نجات حاصل کر نیکی لئے غنیم کے ملک پر حصار کر کے اکثر جنگ کا پانسہ پلٹ دیا تھا۔ ایسا کمال دکھانیکے لئے یہ موقع نہایت ہی مناسب و موزوں تھا۔

۵۳ ترچناپلی کی تسخیر کی غرض سے چند اصحاب نے اپنی کل افواج جو فراہم ہو سکتی تھیں اس مقام پر جمع کر لی تھیں اور کرناٹک کے دار الحکومت ارکاٹ میں کوئی معتبر کارآمد آدمی اُس نے نہ چھوڑا تھا۔ اوس مقام کو بچا نیکا ذریعہ یہ تھا کہ اس مقام پر قبضہ کر لیا جاوے۔ اس خیال سے مشائروں کو کہہ

فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچا اور مسٹر سائڈز سے مشورہ کیا۔ اس عالی درجہ شخص نے اس تحریک کا نہایت جوش سے استقبال کیا اور حاکم انگلیزوں کے دونوں خاص مقبوضات مدراس اور فورٹ سینٹ ڈیوڈ میں ملا کر کل ۳۵۰ انگلیزی سپاہی تھے ان میں سے ۲۵۰ کو دوبارہ کرکے لے تیار ہو گیا انکی کمان کلایو کو ملی جو صرف ایک ماہ قبل اہل قلم میں شمار کیا جاتا تھا اور سکویہاں سے مدراس روانہ ہونے اور وہاں سے اپنے ہاتھ پر کار سپاہیوں کے ساتھ جن میں زیادہ تر انگلستان کے نووارد تھے کوچ کر گیا حکم دیا گیا۔

۲۶ اگست ۱۷۵۸ء کو کلایو مدراس سے (اس جہم پر روانہ ہوا جو اسکولیک غیر فانی شہرت دینے والی اور اسکے ہسٹونوں کو اس سیرجی پر پہنچا ہوا تھی) جبکہ دریہ سے وہ آئندہ شہنشاہی تک پہنچنے والے تھے۔ اس کے ہمراہ ۲۰۰ انگلیزی اور ۳۰۰ دیسی سپاہی تھے اور تین چھوٹی توپیں تھیں اسکے آٹھ افسروں میں سے چار اہل قلم رضا کار تھے انکے علاوہ دو اور ایسے تھے جنہوں نے کبھی گولہ باری ہوتے بھی نہ دیکھی تھی۔ ۲۹ ستمبر کو یہ چھوٹی فوج کبھی پورم پہنچی جو مدراس سے ۲۴ اور ارکاٹ سے ۲۷ میل تھا۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ قلعے میں بارہ سو دیسی سپاہی تھے جن میں کوئی تسلیم نہ تھی اور اس پر چھاپہ مارا جاسکتا تھا لیکن جگہ بذات خود محفوظ تھی۔ اوس نے زیادہ انتظار نہ کیا۔ ایک بیک ٹوفان کی طرح اس تاریخ کو ارکاٹ چاہنچا قلعے پر ہاتھ مارا شہر قبضہ کر لیا اور ایک جان تک ضائع نہ ہونے دی۔ یہاں رسد کا انتظام کر کے ستمبر کو نیمیری کے قلعے پر دھاوا کیا اور وہاں سے چھ سو دیسی سپاہیوں کو معروب کر کے پسپا کر آیا۔ دو دن بعد اطلاع ملی کہ نیمین نے وہاں دوبارہ فوج جمع کر لی ہے۔ دوبارہ اُدھر رخ کیا اور وہاں پہنچ کر اون کو شکست فاش دی۔ بھاری توپوں کی کمی کی وجہ سے وہ قلعہ پر قبضہ نہ کر سکا۔

فوری حملے کا خوف اب باقی نہ رہا لہذا تسخیر کر وہ مقام کی حفاظت کیلئے حتی الامکان انتظام کیا۔ پہلا کام اوس نے یہ کیا کہ ۱۸ پونڈ والی توپوں کے لئے مدراس لکھا۔ جو فوراً روانہ کر دی گئیں۔ دشمن اب سدا رہ گیا تھا لہذا اوس نے اون کو کبھی پورم پر روکنے کی کوشش کی۔ ان توپوں کو پرانی کے لئے نکالنا اپنے انشی آدمی چھوڑ کر باقی سب کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اوس نے توپوں کو تو بجا لیا لیکن دشمن نے اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اپنی پوری طاقت سے ارکاٹ پر حملہ کر دیا۔ اہل قلعہ کی تعداد گونہایت ہی قلیل تھی (۳۰ انگلیز اور ۵۰ ہندوستانی سپاہی) لیکن اون میں سے ہر ایک میں اونکے سردار کا اثر لگیا تھا۔ انھوں نے حملے کو پسپا کر دیا۔ کلایو جب

ارکاٹ پر حملہ
ایرواکلی تسخیر

۵۳

۵۵

تو میں لیکر وہاں پہنچا تو غنیمت منشر ہو گیا۔

اس غیر معمولی کارنامے کی خبر خوب پھیل گئی تریچناپلی کے محافظوں کی اس سے بہت آفرینی ہوئی چندا صاحب اور اس کے حلیفوں میں کشمکش پھیل گئی۔ اس سے بھی زیادہ یہ ہوا کہ یسور سی بڑی ریاست کا فرمانروا بھی جس پر فریقین ایک عرصہ سے زور ڈال رہے تھے محمد علی کے موافق ہو گیا اور اس نے اپنے دیوان ڈلوائی کی کمان میں ایک فوج اس کی مدد کے لئے روانہ کی۔ محصور شدہ علاقے کے شرقی ساحل پر جو سی رئیس تھے انہوں نے بھی یسور کی قلعہ بندی۔ ان انکشافات سے پریشان ہو کر چندا صاحب نے اپنی فوج کے بہترین تین ہزار سپاہی اپنے بیٹے راجہ صاحب کی امداد کے لئے جوشمالی ارکاٹ میں موجود تھارواڑ کے اور وہاں ۱۵۰ فوجیسی اس کے ساتھ شریک ہونے والے تھے۔ اس طور سے کلائیو کا ایک مقصد تو حل ہو گیا۔ ارکاٹ کی تسخیر سے غنیمت کے حملے کا زور بہت کم ہو گیا اور تریچناپلی کے محافظوں کی طاقت میں نسبتاً اضافہ ہو گیا۔ سلسلہ دیکھنا کے جنوبی علاقے کی انہیں اب ارکاٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ یہاں کی کلیسیا اور ناکامی پر دونوں یورپی قوموں کی قسمت کا فیصلہ تھا ان میں برائے نام صلح مہم لیکر دراصل ایک دوسرے کے خلاف شدت سے لڑ رہی تھیں۔ ۲۳ ستمبر کو محاصرہ شروع ہوا۔ کلائیو اور اس کے ساتھیوں نے اس موقع پر غیر معمولی جسارت۔ جرأت اور لائق تہی قوت کا ثبوت دیا۔ نشان اور بھوک پیاس کی تکلیفیں برداشت کرنے میں ہندوستانی سپاہی انگریزوں کا مقابلہ کرتے تھے ان کے ایشیائی کی تو شہرت دینا میں اس وقت گونج اٹھی جب کہ انہوں نے اس بات پر اصرار کیا کہ جو پانی برکت تمام اون تک پہنچا تھا اسے ان کے یورپی ساتھی پہلے پیئیں۔ اس سے اس اضلاع کا ایک اضافہ ہوا جو ان دونوں میں ایک صدی تک قائم رہنے والا تھا اور جو زیادہ مناسب موقع پر ۱۸۶۱ء میں دوبارہ قائم ہوا۔ بالآخر متواتر سات مہنتوں کی کھلباری کے بعد قلعے کی دیوار شق ہوئی اور اس افواہ کے بعد کہ مراری راؤ کلائیو کی مدد کے لئے آ رہا ہے راجہ صاحب نے اس موقع سے فائدہ اٹھانے میں تاخیر نہ کی۔ ۱۳ نومبر کو اس نے منہدم مقام پر اپنی پوری فوج ماکر جمع کر دی۔ اصل قلعہ مالاکہ فاتح کے مارے گئے۔ جانی ضائع ہوئے بعد قلعہ اور ان کی کم ہو چکی تھی۔ سامان حفاظت ان کے پاس نہ رہا تھا تاہم انہوں نے نہایت بہت اور سختی سے حملہ آور فوج کا مقابلہ کیا اور وہ جرأت و جسارت دکھائی جو انگریزی سپاہی مشکل کے وقت ہمیشہ دکھاتے ہیں۔ ایک گھنٹے کی گھمسان لڑائی کے بعد جس میں فرانسیسی بھی شریک نہ تھے واپس ہر تھک کر اور نادم ہو کر

ارکاٹ کی
تسخیر ہو گئی

پسپا ہو گئے۔ سہ پہر میں دو بجے کے قریب اونٹنوں نے التھا کی کہ اون کو اپنے مردے دفن کر نیکی بھلت دیا دے اور دوسرے دن ۲ بجے صبح کے وہ ویکٹور کی طرف فرما ہو گئے۔ کلائیو یہ دیکھ کر فوراً ٹھیکر گیا۔ اس نے اندازہ کر لیا کہ اسکا پڑاؤ اسکی حفاظت کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اسکے سامنے دھان کی کھیتی تھی جس میں سے ٹولی کا گزنا ممکن نہ تھا۔ دائیں طرف ایک گاؤں تھا اور بائیں طرف کجور کے کھنے دخت تھے اس نے اس تلے کے مقابلے کیلئے اپنی افواج کو یہاں ترتیب دیا دونوں فوجوں کے درمیان مشکل سے تین سو گز کا فاصلہ تھا لہذا فوراً ہی حملہ شروع ہو گیا۔ کلائیو کے دائیں طرف جو گاؤں تھا اس کے چاروں طرف دلدل تھی، وہاں پہنچنے کے لئے غنیم نے ایک پکڑنڈی کا پتلا لگایا لہذا اس نے اپنی سوار فوج سے حکم کر کے اسکا ایک حصہ تو اس گاؤں کی طرف روانہ کر دیا اور دوسرے حصہ نے مراری راؤ کا رخ کیا جو کجور کے کھنے جنگل کی طرف تھا اور خاص پایا وہ فوج نے پکڑنڈی کی راہ لی۔ کلائیو سے شخص کے مقابلے میں یہی اسکا سب سے زیادہ مہلک چال تھی۔ راستے کی تنگی کی وجہ سے فوج کی رفتار سست تھی جس سے توپوں کو اس سمت میں جمانے کا وقت مل گیا اور کلائیو نے یہی کیا۔ فرانسیسی جیش پیش تھے ببادری سے کچھ دور تک بڑھے چلے آئے لیکن جب وہ توپوں کی پوری زدیں آئے تو اڑکولا کے پل کا سا بند ہو گیا مگر اون کی رہنمائی کے لئے وہاں کوئی پونا پارٹ نہ تھا۔ یہ کچھ جھجکے کھٹیرے ہر تیزی سے پیچھے واپس لگے اور دھان کی کھیتی اس پکڑنڈی سے جس کی بائیں جانب سوار فوج گاؤں میں داخل ہوئی کے لئے سخت جدوجہد کر رہی تھی مٹ گئے نہایت ہی اچھا موقع تھا اور کلائیو کی ذہانت نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا غنیم کے قلب کو پکڑنڈی پر سخت نقصان پہنچ چکا تھا اور اسکے میمنہ ویسٹہرہ اس وقت اپنے کام میں مہمک تھے۔ اراکٹ کا محاصرہ جو پچاس دن جاری رہا تھا اس طور سے اسکا خاتمہ ہوا جس انداز سے کہ وہ اختتام پر پہنچا اس سے انگریزوں اور خصوصاً اونکے سردار کو ایک خاص اقتدار حاصل ہو گیا جسکا اثر آئندہ مہدوں پر بھی پڑا مگر قدر غلط معنی میں لفظ اقتدار استعمال ہوتا ہے اور کس قدر عظیم نشان اثر اس کا ہندوستان میں ہوتا ہے۔ اسکا اندازہ اس امر سے کیا جاسکتا ہے کہ جو ملی ہند کے تمام ہندوستانی اورادیکے فرمانروا کلائیو کی طرف رجوع ہو گئے اور وہ سب کے سب ایک نواکی طرح اس پر اپنی جائیں تھک تھک کر نیکی کے لئے تیار تھے۔ کلائیو نے دونوں قوموں کا قطعی پانسہ پٹ دیا اور انچاس شاذانہ فوج سے ڈوبنے کا کھیل بگاڑ دیا اور بعد ازاں ٹھوڑے ہی عرصہ میں تمام ہندوستانی فرمانروائیں

خواہ وہ حیدر آباد کے حقیقی یا نام کے فرمانروا ہوں یا کرناٹک کے ان سب سے اوس نے اپنی بات منوالی اور یہی حقیقت انگریزی قوم کی مرضی تھی۔

اس شخص کی ایک اور بڑی خصوصیت یہ تھی کہ کبھی کسی کام کو وہ ادھر لے جاتا تھا۔ اوس کے نزدیک ہر وہ فرد جس سے بڑا استفادہ حاصل نہ ہو سکے کمزور اور بے صلاح تھی۔ اس موقع پر بھی اوس کے یہی خیالات تھے اور انہی پر اوس نے عمل کیا۔ ۱۹ مارچ کو اوس نے تمہیری کا قلعہ فتح کیا جس کے خلاف سابق موقع پر اہلکی کوشش بے سود رہی تھی۔ بعد ازاں مراری راؤ کے ساتھ جرمہٹوں کی ایک ہزار سوار فوج لیکر اوس سے آگے آگئی اور ہوا جو ارکاٹ سے سترہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

راجہ صاحب جس نے پہلی مرتبہ اسکا محاصرہ کیا تھا وہ اب اپنی کل فوج کے ساتھ جس پر باؤچی کی فرانسیسی فوج بھی شامل تھیں یہاں مقیم تھا۔ راجہ صاحب کی فوج اس قدر کثیر تھی کہ کلائیو کو دیکھ کر وہ فوراً اوس کے مقابلے کے لئے بڑھا لہذا اوس نے انگریزی سپاہ کی ایک جماعت گاؤں میں پکڑ ڈالی کہ راستہ

روکنے اور چند دیسی سپاہیوں کے ساتھ اوس پر سے گزرنے کے غنیم کے قلب سے توپیں جھنسنے کے لئے مجبوری۔ یہ ترکیب بھی خوب کام آئی۔ انگریزوں کو پکڑ ڈالی پر دیکھ کر غنیم کے قلب میں سبکی پھیل گئی اور وہ پلٹنے لگے۔ اسکا اثر دونوں بازووں پر بھی پڑا۔ یہ اس وقت زیادہ دے ہوئے تھے یہ

دیکھ کر اونٹوں نے بھی ہاتھ پاؤں چھوڑ دئے اور اپنے ان ساتھیوں کی تقلید کی۔ پچھلے سچ پر جس اصول کا ذکر ہو چکا ہے کلائیو نے اسی پر کاربند ہو کر دشمن کا سخت تعاقب کیا اور جب تک کہ انھیں

کی وجہ سے آئندہ کوشش بے سود نہ معلوم ہوئی اوس نے اوسکا چھانہ چھوڑا۔ کلائیو کی دراصل یہ پہلی جنگ تھی اس میں اوس نے تقریباً دو گنی تعداد کا مقابلہ کیا اور اس میں اور کما کما کر کامیابیات شاد

رہا۔ اس کے صرف اٹھ سپاہی اور اوس کے عظیم مرہٹوں کے کچھ اس قدر ہلاک ہوئے لیکن اوس کے غیر فرانسیسیوں کے مقتولین اور مجروحین کی تعداد پچاس تھی اور ہندوستانیوں کی اس سے تقریباً تین گنی اگر آڑ میں مگر کڑے

تھے۔ راجہ صاحب کے میدان میں جنگ خاص طور سے پکڑ ڈالی پر سخت نقصان پہنچا۔ ارکاٹ کی مخالفت کے بعد ارنی کی لڑائی اوسکا لازمی نتیجہ تھی۔ راجہ صاحب کی فوج اوس کے بدنہ شہر ہو گئی اور چنگ

ہندوستان میں سپاہی ہمیشہ زبردست کا ساتھ دینے کے لئے تیار رہتے ہیں لہذا اوس کے اکثر سپاہی فاقین سے جا ملے۔ قلعہ ارنی کا حاکم اوسکی وجہ سے خود ملی کا ساتھی ہو گیا اور غنیم کی فوج کا

فوجیہ بھی ختم ہو گیا۔ اس میدان سے کلائیو نے کچھ بھی توڑ مروہا دمارا۔ اور حکم کو توڑ کے قلیل محاصرے کے بعد جس پر غنیم قابض تھا اوسکو تسخیر کر لیا۔ بعد ازاں ارکاٹ کے قلعے میں ایک مقابلہ بھی

جنگ ارنی اور
کلائیو کی شاندار فتح

چھوڑ کر وہ مدراس واپس ہوا۔ اور جو تجاویز گورنر سائڈز کے سامنے اوس نے پیش کی تھیں اوان پر حرف بہ حرف مل کر گئے وہ یہاں سے اوس کے پاس فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچا۔ اوس نے خوب ہی کام کیا تھا۔ چند اصحاب کی ریاست کے مرکز پر جو رک پہنچی اوس سے اوسکی فوج ضعیف ہو گئی مگر ترجیحا پل پر وہ اب تک موجود تھا لیکن ایک ایسے دشمن کے سامنے جسکو اپنی ذات پر کامل اقتدار ہو جس میں ایک خاص اکٹرو ہو اور جسکو اپنی کامیابی کا پورا یقین ہو وہ ایک بزدل اور کم ہمت غنیمت تھا جسے اپنی کامیابی پر شہدہ تھا اور جو خود اپنے سایہ تک سے گھبرانے لگا تھا۔ اس نوجوان انگریز کے اقتدار نے اوسکی تمام قوتوں کو سلب کر دیا اوس کا پورے طور سے خاتمہ کر نیکے لئے صرف ایک زو اور دو کارتری لیکن شرط یہ تھی کہ جس قدر جلد ہو سکے یہ ضرب پڑے تاکہ غنیمت بننے نہ پاوے۔ ہم کو یقین کر لینا چاہئے کہ اگر کلائیو سے واپس ہونیکے بعد فورٹ سینٹ ڈیوڈ میں اس نوعر کپتان کی انگلو گورنر سے کچھ اسی قسم کی ہوئی ہوگی۔

ساتواں باب

اس تمام سرگزشت میں جو میں نے بیان کی ہے ایک ممتاز ذات ایسی تھی جو اس سخت زک کے بعد بھی جس سے اوکی تمام امیدوں پر یانی پھیر گیا تھا ہرگز خاموش نہ بیٹھ سکتی تھی۔ یہ ذات پانڈیجری کے گورنر ڈوپے کی تھی تریچنا پٹی پر قبضہ کرنے کی تجویز اوس کی تھی اور اس کی تسخیر کے لئے اوس نے اپنے تمام ذرائع جو اسکو میسر تھے صرف کر دیے تھے بلکہ حقیقت اس مقصد کو حاصل کرینکے لئے اوس نے پانڈیجری کے ذرائع تک کو بہن رکھ دیا تھا۔ اس میں محض ایک یہ کمی باقی رہ گئی تھی کہ اس کام کے لئے اب تک اوس نے اپنے قابل سپہ دار بسی کیسنا کو جو عام طور پر بسی کے نام سے مشہور ہے صوبہ دار کے دربار سے علیحدہ نہ کیا تھا۔ اس نے اسکا علیحدہ کے مشہور اہر مالیات کے نتیجے لآ آف لاریشن (Law of Lauriston) پر جبکہ تریچنا پٹی میں کمان دی گئی تھی پورا بعد رسا رکھا تھا لیکن لآ برہو رسا کرنا ایسا ہی تھا جیسے ایک خاردار جھاڑی کا سہارا لینا جس پر اتر رکھتے ہی کمانے چبھ جاویں۔ لآ دوسرے کی افتمی میں حیثیت ایک سپاہی کے نہایت خوبی سے کام انجام دے سکتا تھا لیکن حیثیت سپہ سالار کے وہ قطعی بیکار اور قابلِ رحم تھا۔ ہر ذمہ داری سے وہ گھبراتا تھا۔ کم ہمت ہونیکے وجہ سے ذرا سی پریشانی سے اس کے اوسانِ خطا ہو جاتے تھے غرض سپہ دار کے لئے جو اوصاف ضروری ہیں وہ سب اون میں مفقود تھے۔ اس وقت تک ڈوپے کو ان سب باتوں کا علم نہ تھا۔ اوس نے تو لآ کو پانڈیجری کے محاصرہ میں نہایت شجاعت کے ساتھ لڑتے دیکھا تھا اوسکا اندازہ تھا کہ لآ کو اپنی ذات پر پورا اعتماد ہے اور وہ اہم کاموں کے انجام دینے کا بل ہے۔

جب سکائیو نے کرناٹک کے قلب پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی جس سے تریچنا پٹی تک کی فوج ابل گئی تو ڈوپے نے جس پر اسکا کچھ اثر نہ ہوا تھا لآ کو سخت تاکید کی کہ اوسے اسکاٹ کے واقعات سے فکری متاثر نہیں ہونا چاہئے بلکہ جس قلعے کا وہ محاصرہ کر رہا ہے اس کے خلاف وہ اپنی جدوجہد و جدوجہد کر دے تاکہ اس خلاف توقع ضرب کے لازمی نتائج ظہور پذیر ہونے سے قبل ہی اوسکو تسخیر کر لیا جاوے اور اسی غرض سے اوس نے

فرانسیسی
سے دار لارڈ
کلی نالاری

ایک تو بچانہ اور تمام فرانسیسی سپاہی جو اس وقت اسکے پاس موجود تھے روانہ کر دیے۔
ڈوہلے بعض احکام ہی بھیج سکتا تھا اونکے ساتھ وہ اسپرٹ جو اس وقت خود اس کے
سینے میں موج زن تھی روانہ نہ کر سکتا تھا ترجیاتی میں آ کے پاس اٹلی درجے کے نو سو فرانسیسی
اور فرانسیسیوں کے تیار کئے ہوئے دو ہزار دیسی سپاہی موجود تھے اور ان کے علاوہ
چند اصحاب کی پوری فوج بھی وہیں موجود تھی۔ یہ کل فوج ایسی تھی جس کے کل پر ہندوستان
میں ہر ممکن کام انجام دیا جاسکتا تھا آسے اگر اوسکا کوئی افسر بالاکہ دیکھا کہ وہ تودہ نہایت
دلیری اور جرأت سے حملہ کرتا لیکن یہ اوسکی نظری مکروری تھی کہ اپنے پاس کمان رکھ کر خود
اپنی زبان سے یہ الفاظ ادا نہ کر سکتا تھا اور اسی وجہ سے وہ کچھ نہ کر سکا۔

کلاٹو کو اور تمام باتوں کا تو علم تھا لیکن فرانسیسی سپہ دار کی اس مکروری کا اوسے قلعی
علم نہ تھا۔ لہذا اوسکو اپنی حالت خطرناک معلوم ہوتی تھی وہ ایک اور زینچا لے کر ضرورت
محسوس کرنا تھا اور اوس میں بھی بھلت ضروری سمجھتا تھا قلب پر زبردست چوٹ پڑنے کے بعد
دوسری چوٹ سر پر پڑنی چاہئے۔ اور یہ سراسر اس وقت ترجیاتی تھا لہذا اوس نے تیاری شروع
کر دی کہ انگلستان سے کمک پہنچنے کے بعد جبکہ انتظار ہو رہا تھا فوراً کوچ کیا جاسے اور ترجیاتی
پہنچکر وہاں کے محاصرہ کو اوشکا دیا جائے۔

کلاٹو کی
حکمت علی

ڈوہلے نے ان سب باتوں کا اندازہ کر لیا تھا لیکن یہ فوجی انگریز اسکو دوبارہ پریشان
کر نیوالا تھا چونکہ آسے تو کچھ ہونہیں سکتا تھا لہذا اوس نے اس انگریز کو ترک پہنچانے کی
دوسری ترکیب سوچی اور اپنے دل میں کہا کہ اس فرنگی سے ہی سبق حاصل کر کے اسکاٹ کو دوبارہ
کیوں فتح کیا جاوے اور اگر ممکن ہو سکے تو مدراس پر دھاوا مار کر ہندوستانی فرانزواؤں پر
روشن کروا جاوے کہ پانیچوری اب بھی ان سے زیادہ زبردست ہے۔ یہ ترکیب اس کو خود
بہت پسند آئی اور نہایت راز میں اوس نے اسکی کارروائی شروع کر دی۔

ڈوہلے کے اصرار اور وعدوں سے متاثر ہو کر راجہ صاحب جو آنٹی پر شکست
کھا چکا تھا اپنی فوج تیار کر کے اور چار سو فرانسیسیوں کو اپنے ہمراہ لے کر ایک عرصہ جنوری کو
پونا ملی جا پہنچا پونا ملی ایک قلعے اور مقام کا نام ہے جو چنگلپٹ (Chingulpet) کے
علاقے میں مدراس سے جنوب مغرب میں تیر و میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس مقام پر غنیمت
فریقہ نہ کر لیا لیکن وہاں کا قلعہ اوسکے ہاتھ نہ آیا اگر کیاں سے یہ مدراس چرسا کر دیتا تو

غالباً اسے تسخیر کر لیتا۔ کیونکہ وہاں کے قلعے میں صرف سو آدمی تھے لیکن اس نے کچھ پورم پر حملہ کرنا زیادہ مناسب سمجھا۔ یہاں کے پلوڈ آ کو انگریزوں نے جو نقصانات پہنچائے تھے انکی تلافی کر کے اور تین سو سپاہی اسکی حفاظت کے لئے چھوڑ کر انھوں نے ڈنڈلور کی طرف کوچ کیا جو مدراس سے جنوب میں پچیس میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہاں پڑاؤ ڈال کر اور اپنی حفاظت کا معقول انتظام کر کے گرد و نواح سے پول وصول کیا۔ انکی ترکیب یہ تھی کہ شمالی ارکٹ پر اس قدر سخت دباؤ ڈالا جاوے کہ انگریز ترجپالی چھوڑ کر اسکو بچا نیکے لئے بھاگ نکلیں۔

ایک حد تک ان کو اس میں کامیابی بھی ہوئی انکی نقل و حرکت کی وجہ فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچی تو انگریز اور ان کے ادنیٰ حلیف پریشان ہو گئے اور ان میں ایک بل چل پڑ گئی۔ یہاں کلایمو اور سائڈس ایک اور جدید فوج کی تنظیم میں مصروف تھے جو انگلستان سے لائے گئے بعد خد کلایمو کی کمان میں ترجپالی کی رہائی کے لئے روانہ ہوئی تھی لیکن اس خبر کے بعد انھوں نے اپنی ترکیبوں کو بالکل بدل دیا۔ سائڈس نے فوراً احکام جاری کر دیئے کہ بنگال سے تمام انگریز مدراس منتقل کر دیئے جاویں یہاں سے کلایمو مدراس کو روانہ ہوا اور وہاں کے قلعے میں جو سو آدمی موجود تھے انکو اپنی مکتفی میں لیکر ارکٹ کی فوج کے ۱/۲ حصے کو بھی بلا لیا۔ ۲۰ مئی کو بنگال سے فوج آگئی۔ ۲۱ کو ارکٹ کی مطلوبہ فوج مدراس سے ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ گئی۔ دوسرے روز صبح کو کلایمو قلعے سے باہر نکلا اور ارکٹ کی فوج کو اپنے ساتھ لے کر ڈنڈلور روانہ ہوا۔ اسکے ساتھ کل ۸۰۰ انگریز اور ۳۰۰ دیسی سپاہی اور چھ توپیں تھیں۔ اسکی نقل و حرکت کا غنیم کو بتا لگ بھگ تھا لہذا وہ ۲۱ کی شب کو ڈنڈلور سے روانہ ہو کر اور مختلف راستوں سے گزر کر کچھ پورم پہنچا اور وہاں جمع ہو کر ارکٹ پر حملہ آور ہوا۔ ان لوگوں نے وہاں اپنے استقبال کا بھی انتظام کر لیا تھا لیکن انکا تمام راز فاش ہو گیا تھا۔ لہذا جب وہاں انکے اشاروں کا کچھ جواب نہ ملا تو یہ کاویری پاک چلے گئے جو ارکٹ کے شمال میں دس میل پر واقع ہے۔ اس مقام کے سامنے انھوں نے پڑاؤ ڈالا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خود جان بوجھ کر انھوں نے ایسا مقام تجویز کیا ہے جس پر لازمی طور سے دھاوا مارا جاوے۔ اور اس کے لئے تیاری بھی کر لی ہے۔ کلایمو اس وقت ڈنڈلور پر حملہ کر رہا تھا راستہ میں اسکو خبر ملی کہ

پر نہ نوواں سے اوڑ گئے اور وہاں سے کسی اور سمت میں روانہ ہوئے۔ مزید اطلاع حاصل کرنی غرض سے اوس نے اپنا کوچ جاری رکھا اور ذیل کوڑ پہنچا۔ یہاں باغ گھنٹے قیام کر چکے بعد اسکو اطلاع ملی کہ شکار کچی پور میں ہاتھ لگ سکتا ہے لہذا ادھر کا رخ کیا اور محض پانچ گھنٹے آرام کر کے بعد سینٹا لیس میل کی مسافت طے کر کے ۲۳ تاریخ کو صبح کے چار بجے وہاں جا پہنچا۔ نو بجے یہ طے کیا کہ دن بھر وہیں آرام کیا جاوے۔

اسکے آدمی چند گھنٹے ہی سوئے ہوئے کہ اڑکاٹ کے خیال سے پریشان ہو کر کلائیو نے ان کو اٹھا دیا اور فوراً کوچ کا حکم دے دیا لہذا ایک بجے یہاں سے روانہ ہو کر مغرب کے وقت تک یہ سب کا دور کر گیا کہ سامنے جا پہنچے لیکن فرانسیسی یہاں سے دکھائی نہ دیتے تھے۔ درحقیقت فرانسیسی سردار نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا تھا۔ آسموں کا ایک گھنا باغ تھا جسکے ایک طرف خندق تھی اور دوسری طرف دریا کا کنارہ تھا اور سڑک کے بائیں طرف مشرق میں تقریباً دو میل سو گز کا ایک قطار زمین تھا جسکو معمولی طور پر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ اسی راستہ سے انگریز بڑھ سکتے تھے۔ فرانسیسیوں نے اپنی توپیں اور اپنے چند بہترین آدمی یہاں چھپا رکھے تھے۔ سڑک کے دائیں طرف مشرق کی سمت میں تقریباً سو گز کے فاصلہ پر ایک خشک نالہ تھا اس میں سے سپاہی گزر سکتے تھے اور غنیم کی زد سے محفوظ باقی رہ سکتے تھے۔ یہاں یورپین اور دیسی پیدل اچھے طور پر جادئے گئے تھے۔ سوار اس باغ میں چھپے ہوئے تاک رہے تھے کہ غنیم نالے اور باغ کے درمیان پہنچے اور وہ اوس پر ٹوٹ پڑیں چونکہ کلائیو کا انتظار تھا لہذا سب ہوشیار اور مستعد تھے۔

اس موقع کو خیر لڑائی کے ذیلی واقعات بیان کرنی یہاں گنجائش نہیں۔ محض اتنا کہہ دینا کافی ہو گا کہ کبھی کوئی لڑائی ایسی نہ ہوئی ہوگی جس میں ایک سپہ سالار کے جوہر اس قدر نمایاں ہوئے ہوں۔ کاویکا پاک پر جو لڑائی ہوئی اوس میں کلائیو نے اپنے پورے جوہر دکھا دیے۔ وہ سیدھے ہال میں گھس گیا اور چونکہ وہ آخر انسان ہی تھا اوس میں عطش ہی گیا لیکن کلائیو ایک باہمت اور مستقام مزاج شخص تھا اناڑک وقت میں اسکا دماغ بیشہ جمج رہتا اور سخت سے سخت کشن وقت پر بھی اسکی عقل خوب کام کرتی تھی اسکے علاوہ غیر معمولی طور پر معلومات کا مجموعہ اناڑک کرنا اور جنگ کے ہر نقطے کو جانچ لینا اور اوس سے فوراً فائدہ اٹھانا اسکی عادت میں شامل تھا یہی دو خصوصیات تھیں جو اس موقع پر اسے بچالے گئیں۔

میں دوبارہ کہتا ہوں کہ وہ قطعی بھنس گیا تھا۔ وہ جاں میں داخل ہو چکا تھا اور سب طرف سے اس کے دروازے بند ہو رہے تھے۔ اس کے سپاہی اس کو اس خطرے سے نکالنے کے لئے جان توڑ کر لڑے لیکن اس کی کوشش بے سود ہوئی اور بھڑکے سب کے دل میں مراجعت کا خیال جاگزیں ہو گیا۔ اس زمانہ کا بڑا مورخ اور سنی (Orme) تک لکھتا ہے کہ "اس وقت تو دانشمندی کا اقتضا یہی تھا کہ مراجعت کی جائے، لیکن کلائو کے نزدیک دانشمندی کے کچھ اور ہی معنی تھے وہ جرأت و دلیری کو دانشمندی سمجھتا تھا۔ اس کے پاس سوار نہ تھے۔ غنیم کے پاس سواروں کی معقول تعداد تھی اگر ایسی حالت میں یہ غنیم کے سامنے سے بھاگ نکلتا اور اس کا رستے کے غیر مغلوب شدہ ہیرو کو اس طرح بھاگتا ہوا دیکھ کر غنیم کے حوصلے بڑھ جاتے تو برطانوی اقتدار کی راہ جاتا اور انگریزوں کا جنوبی ہند میں کیا ختم ہوتا۔"

یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بجز فتح کے اور کوئی خیال اس کے دل میں آنا ممکن ہی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے فتح حاصل کر کے ہی دکھا دیا۔ چند گھنٹے لڑائی جاری رکھنے کے بعد جس میں اس کو تواتر نقصانات اٹھانے پڑے اس نے طے کیا کہ جس ہول بڑوں نے اس کا رستہ میں کام کیا تھا اسی کو یہاں عمل میں لانا چاہئے۔ نہایت دلیرانہ کوشش اور کوشش کے بعد اس نے معلوم کر لیا کہ گھنے باغ کا ایک حصہ جس میں فرانسیسی وجود میں غیر محفوظ چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو کچھ آدمی بھی اس کو اس وقت مل سکے ان کو ساتھ لیکر اس نے اس مقام پر گولہ باری شروع کر دی۔ غنیم حیران رہ گیا۔ شب کی تاریکی نے بھی اس کا خوب ساتھ دیا۔ دشمن کی فوج میں فوراً بتری پھیل گئی اور اس سے بھی اس نے خوب فائدہ اٹھایا۔ فرانسیسیوں کو بزدل سپاہی کے اس کی جگہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں قیام کر کے صبح کا انتظار کیا۔ اسی الصباح اس نے آگے بڑھ کر کا دوسری باک پر بھی قبضہ کر لیا غنیم غائب ہو چکا تھا۔ سپاہ فرانسیسیوں کی لاشوں اور تین سو قزاقوں کی تعداد سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لڑائی کس قدر سخت تھی۔ اسیر بھی بہت کافی تھے۔ خود اس کے بھی نقصانات زیادہ ہوئے چالیس انگریز اور تیس سپاہی ہلاک ہوئے لیکن اس نے جنوبی ہند کو بچا لیا اور وہ اپنے کی تمام چالوں کا خاتمہ کر دیا۔

اس لڑائی کے نتائج فوراً ظاہر ہو گئے شمالی ارکاٹ دشمن سے خالی ہو گیا۔

کلائیو اراچ کو فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس پہنچا۔ تین روزیاں قیام کیا۔ اب دوسری سمت میں روانہ ہو کر ترجاپلی پر ایک ضرب لگا لیا گیا تھا لگائی اٹھائیس اور اس کا قدیم محترم سردار اسٹرنج لارنس Stringer Lawrence گلستان سے واپس آگیا اور اس نے لازمی طور پر کہا کہ اگر فوج کلائیو نے تیار کی تھی اور جس میں وہ خود مددگار رہے دار کی حیثیت سے موجود تھا دو روز بعد ترجاپلی روانہ ہو گئی۔ ۲۶ تاریخ کو جب کہ قلعہ اٹھارہ میل روگیا ایک افسر نے جو یہاں سے روانہ کیا گیا تھا لارنس کو اطلاع دی کہ اس کے راستے پر کوولا دی کے قریب فرانسیسیوں نے اس کو روکنے کے لئے ایک فوج روانہ کر دی ہے۔ لارنس نہایت ہمت کر کے بڑھتا پہلا گیا اور غنیم غیر منظم فوج کی توپوں کی زد سے باہر نکل گیا۔ علی الصبح اراچ تلے کی فوج کا ایک دستہ اس سے آکر ملا اور تھوڑی دیر بعد ایک بڑی فوج اس سے آئی جس وقت اس کو یہ اطلاع ملی کہ فرانسیسی اس کے مقابلہ میں ٹھہر رہے ہیں وہ ایلیسرم کی ٹھکی ہوئی فوج سے مل چکا تھا۔ اس واقعہ کے بعد انھوں نے محض گولہ باری پہی اکتفا کیا اور جب کلائیو اس فوج کی امداد کے لئے بڑھا تو وہ واپس ہو گئے اور لارنس مع اپنی فوج اور آذوتے کے ترجاپلی میں داخل ہو گیا۔ اہل قلعہ کو مراری راہ اور میسور کے ولوائی (Dilwai) کی امداد پہنچ گئی تھی اس غیر معمولی کارنامہ کا اثر جس سے انگریزوں کی قوت غنیم کے مہمادی ہو گئی فرانسیسی سپہ سالار پر کچھ ایسا پڑا کہ وہ جزیرہ سرنگم واپس ہو گیا۔ یہاں ایک طرف سے لارنس نے اس کا مقابلہ کیا اور دیر لے کر لارنس کے دوسرے کمانڈے سے اس کا سلسلہ منقطع کر لیا غرض سے اس نے کلائیو کو ۱۰۰ انگریز اور ۱۰۰ سوہی سپاہیوں اور کچھ مہموں اور پنجور کے سواروں کے ساتھ سامی ویرم کی تعمیر کے لئے روانہ کر دیا یہ ایک گاؤں تھا۔ اس سے ملحق تین اور قریب تھے جزیرے سے باہر نکلنے کے لئے ان میں سے گزرنا ضروری تھا۔ کلائیو، راپرل کو روانہ ہوا اسی روز اس نے سامی ویرم کو تسخیر کر لیا اور دو دن بعد متاچنلور اور لاگلوٹی کے قلعوں کو سرنگوں کر کے اپنی طاقت میں اضافہ کر لیا۔ اب محض پچیسہ آدمی باقی رہ گیا۔ اس پر قبضہ ہو جانے کے بعد اس سمت سے اس جزیرہ کا راستہ قطعی بند ہو جاتا تھا۔

ڈوٹے آ سے تنگ آگیا تھا اور اس اٹھائیس وہ ایم ڈی آئیل (M. De Autenil) کو ایک معمول فوج کے ہمراہ اس سے جائزہ لینے کے لئے روانہ کر چکا تھا جس وقت کلائیو

ان دونوں مقاموں کو تسخیر کر چکا تھا اور تیسرے مرحلہ کر ٹکی تیار کر رہا تھا اس وقت ڈی اوٹیل اوتاقور کے قریب پہنچا یہ مقام کلائیو کے مستقر سامی ویرم سے چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہاں وہ ۱۳ اپریل کو پہنچا اس کی فوج کلائیو کی فوج سے بہت کم تھا اور اسکے پاس صرف ۱۲۰ فرانسیسی اور ۵۰۰ دیسی سپاہی اور بعض جارتوں میں تھیں لیکن اس نے دریا کی طرف سے حملہ کر کے آدھے مہارت قائم کر ٹکی کو نقص کی۔ اور اس کو اپنے ارادے سے آگاہ کرنے اور اس سے ملک طلب کر ٹکی کے لئے قاصد روانہ کئے۔ لیکن کلائیو نے ان قاصدوں میں سے ایک کو راستہ ہی میں گرفتار کر کے اس کی تدبیر کا خاتمہ کر ٹکیا ارادہ کر لیا۔

ڈی اوٹیل نے ۴ مارچ کو کوچ کیا لیکن تھوڑی ہی دور جانیکے بعد اس نے دیکھا کہ انگریز اس کا راستہ روکنے کیلئے تیار ہیں لہذا وہ فوراً اوتاقور واپس ہو گیا۔ اور کلائیو سامی ویرم واپس چلا گیا۔

دریائے کوڑن کے شمالی ساحل پر ایک نہایت مضبوط ٹکڑا تھا جس پر ہندو کہلاتا تھا۔ جزیرہ سرنگم میں داخل ہونے کے لئے یہ ایک خاص رات تھا کلائیو نے اس پر قبضہ کر کے کھانچا لیا تھا لیکن ڈی اوٹیل کی نقل و حرکت کی خبر ملنے کے بعد اس کا اس نے رخ نہ کیا تھا۔ ڈی اوٹیل کے پیغام کے بعد جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے آنے ارادہ کیا کہ جب کلائیو ڈی اوٹیل کے خلاف مشغول ہو تو وہ اس راستہ سے گزر کر اس پر ٹوٹ پڑے۔ ممکن تھا کہ یہ ترکیب چل جاتی لیکن کسی قدر خطرہ بھی تھا لہذا جب اس کا وقت آیا تو وہ پیچھے ہٹ گیا اور بعض اسی یورپی جن میں آدھے انگریز تھے (اور دیہ سپاہی وادہ کو دینے تاکہ وہ تاریک شب میں اس راستہ سے گزر کر کسی ایسے وقت جب کلائیو کسی دوسری طرف مشغول ہو سامی ویرم پر قبضہ کر لیں۔ اس کا خیال تھا کہ انہوں کو انگریزی جو آتی ہے اس سے اس میں بہت کچھ بہت ہو جاوے گی۔

اسکی یہ ترکیب، ایک حد تک اس قدر کامیاب رہی جس کا اسے کبھی خیال بھی نہ آیا ہو گا۔ کلائیو ڈی اوٹیل کے خلاف مظاہرہ کر کے واپس ہوا تھا اور دونوں چھوٹے ٹکڑوں کے پیچھے جن کو سپاہیوں نے اپنی قیامگاہ بنالیا تھا یہ تھکا اذہ ایک رات میں پڑا سو رہا تھا۔ سپاہی بھی بے خبر پڑے سو رہے تھے۔ اس ٹکڑوں کی یہ حالت تھی۔

سامی ویرم پر
انگریزوں کا
حملہ

حملہ آور فوج کے سردار نے جو جاسوس روانہ کئے تھے انہوں نے واپس ہو کر اطلاع دی کہ کلائیو اور اوس کے سپاہی موجود تو ہیں لیکن سب بے خبر پڑے سو رہے ہیں۔ یہ خبر ملنے کے بعد اس سردار نے آگے بڑھنے اور نامور ممتاز انگریز کو سوتا ہوا گرفتار کرنے کا تہیہ کیا۔ دغا باز انگریزوں کے ذریعہ سے پہرے داروں کو دھوکا دیا۔ ان میں سے ایک آئر لینڈ کا باشندہ تھا اوس نے اس قلعے ہوئے پہرے دار سے کہا کہ لارنس نے کلائیو کے لئے ملک بھیجی ہے۔ اوس نے انکو داخل کر لیا اور اہل قلعہ میں سے چند آدمی ان کو قیام گاہ تک پہنچانے لگے۔ مرہٹوں اور دیسی سپاہیوں کے پاس سے یہ بلا رحمت گزر گئے۔ چھوٹے گولوؤں پر جب یہ پہنچے تو ان سے یہاں دوبارہ سوال کیا گیا اسکا جواب انہوں نے اذیت دیتے ہوئے لوگوں پر گولی چلا کر دیا۔ یہاں سے سرائے پر پہنچے اور وہاں بھی انھوں نے یہی حرکت کی۔

کلائیو ایک مرتبہ اور یکایک پھنس گیا اور پھر اوس کے استقلال۔ اوس کے ذہن اور اوس کے ذاتی اعتماد کا مقابلہ دشمن کے فریب و کد سے ہوا اور پھر وہی فتنہ رہا۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ اپنے ایک ادنیٰ ساتھی کی طرح وہ بھی پھنس گیا تھا اور اوس کی طرح وہ بھی خوف زدہ تھا۔ ناظرین کو چاہئے کہ اسکا خاکہ اپنی نگاہ میں کیسے نہیں اور زرا غور کریں کہ اوس شخص کی کیا حالت ہوگی جو ایک برائے میں آرام کرنے لگتا ہو اور اوسکو سوئے ہوئے دو گھنٹے بھی نہ ہوئے ہوں کہ یکایک تاریک شب میں بیدار ہو کر وہ دشمن کو اپنے سامنے کھڑا دیکھے جو گھاؤں کے مرکز پر قابض ہوا اور جسکی تعداد کا کچھ اندازہ نہ ہو اور جو اوس کے ساتھیوں کو گولی سے مار رہا ہو اور اوس کے ساتھیوں میں سے کچھ خوف کے ارے لگیں رہے ہوں اور جو بیدار ہوتے جاتے ہوں اور انکو اس شور و غوغا کا کچھ سبب معلوم نہ ہو اور ان میں داخل ہونی والوں میں سے اکثر اوس کے ہم قوم بھی ہوں اور اوس کی زبان بھی بول رہے ہوں اور یہ سب حادثہ منہ وستان جیسے ملک کے ریتیلے میدان میں پیش آیا ہو۔ سچ تو یہ ہے کہ بڑے سے بڑے سورا اور جنگ آزماعے اپنی ذات پر بھروسہ ہو اوسکی آزمائش کیلئے یہ واقعہ ہی کافی تھا لیکن کلائیو نے گھبرایا نہ لگایا۔ ایک لمحہ میں اوس کا داغ صاف ہو گیا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی مجلس شوریٰ میں بیٹھا ہوا ہے۔ وہ فوراً سمجھ گیا کہ دشمن کا نشانہ نہ چوک گیا ہے انہوں نے سرائے میں داخل ہو کر گولی تو وہیں چلائی تھی جہاں وہ

کلائیو کی غیر معمولی صبر و استقامت اور ہمت کی پستی

اپنے اور افسروں کے ساتھ پڑا سورا تھا۔ اسکے پاؤں کے پاس صندوق رکھا تھا اور اسکے
 ٹکڑے اوڑ گئے تھے اور اسکے قریب جو پہرے دار تھا وہ ہلاک ہو گیا تھا اور باقی انہوں نے
 اپنا ہاتھ زور کا تھا۔ کلائیو فوراً ایک چمک دھامیں دوڑ گیا اور وہاں تقریباً دو سو آدمی جو موجود
 تھے ان کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اور سپاہیوں کی ایک کثیر جماعت جو ہر طرف گولی چلا
 رہی تھی اس کے سامنے ان کو لیجا کر کھڑا کر دیا۔ ان سپاہیوں کو وہ اپنے آدمی سمجھا تھا۔
 اون کے قریب پہنچا اور بیکار گولی چلانے پر ان کو ڈانٹا اور ہاتھ روکنے کا اون کو حکم دیا
 لیکن یہ اس کے آدمی نہ تھے۔ یہ فرانسیسی سپاہی تھے۔ وہ ان کو ابھی پہچاننے بھی نہ پایا تھا کہ
 اس میں سے ایک نے اس پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور اس کو زخمی کر دیا۔ کلائیو اب تک
 اس خیال میں رہا کہ یہ اس کے آدمی ہیں اور ان کو گولی روکنے کا حکم دیتا رہا اتنے میں چھ فرانسیسی
 پہنچے اور انہوں نے ہتھیار ڈالنے کا اس سے مطالبہ کیا۔ اب یہ معاملے کو سمجھا اور فوراً
 اس کے دماغ نے اس کا ساتھ دیا۔ فوراً اکر کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ ہتھیار ڈالنا تو تمہارا کام
 ہے ذکر میرا۔ زرا سڑ کر تو دیکھو کہ تم کس طرح محصور ہو چکے ہو۔ یہ لوگ اس کی جبارت دیکھ کر
 دنگ رہ گئے اور فوراً اپنے سردار کو یہ داستان سنائی کے لئے بھاگ گئے۔ کلائیو
 یہاں سے دوسرے پگو ڈامیں پہنچا اور وہاں کے آدمیوں کو تیار کیا۔ فرانسیسی سپاہی
 اور فوجی غیر موجودگی سے غائبہ اور ٹھاکر کھاؤں سے بہہ بغل بھاگے لیکن فرانسیسیوں اور باغی
 یورپیوں نے چھوٹے پگو ڈا پر قبضہ کر لیا تھا وہ انگریزوں سے زیادہ اب خود خوف زدہ تھے
 ان کے سردار کو احساس ہو گیا کہ وہ جال میں پھنس گیا ہے مصیبت کے وقت اُن کے
 دماغ نے اُن کا ساتھ نہ دیا۔ صبح تک وہ خاموش رہا اور صبح ہوتے ہی وہ میدان میں
 نکل آیا۔ کلائیو بھی اسی انتظار میں تھا جو ہی وہ باہر نکلے اس نے گولی سے اُن کا
 استقبال کیا اور اُن میں سے بارہ کو ہلاک کر دیا۔ یہ دوبارہ اپنی جائے پناہ پر
 واپس ہو گئے۔ کلائیو خونریزی روکنے کی غرض سے ان کے پاس گیا اور ان کو بتلایا کہ
 اون کی الت کس قدر خطرناک ہے۔ اپنی شرائط اون کو پیش کیں۔ ان میں سے ایک آئرش
 نے کلائیو کا نشانہ تاک کر فوراً اس پر گولی چلا دی۔ نشانہ چمک گیا۔ کلائیو قہرچ گیا
 لیکن اس کے دو ہرکاب سپاہیوں کے جسم کو وہ گولی توڑتی ہوئی نکل گئی۔ فرانسیسی افسر
 نے اس حرکت کو سخت ناپسند کیا اور اس کی وجہ سے فوراً ہتھیار ڈال دیے۔ فرانسیسی سپاہیوں کے

تعاقب کے لئے کلایو نے مرہٹوں اور دیگر سواروں کو بھیجا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اونکو پکڑ کر ادنیٰ سے ایک ایک کو ہلاک کر ڈالا۔

سامی ویرم کا قصہ یوں ختم ہوا جن واقعات سے کلایو کا کارنامہ ظاہر ہوتا ہے اونکو میں نے تفصیل کے ساتھ اس غرض سے بیان کیا ہے کہ ناظرین کو کلایو کے پہلی جوہر کا اندازہ ہو جاوے۔ وہ مرعوب ہو گیا تھا۔ سخت سے سخت نازک وقت میں اوسکا داغ حاضر رہتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرداری کے لئے ہی پیدا ہوا تھا جنگ میں استقلال سے کام لیتا جب مشکل رنج ہو جاتی تو رحم دل بن جاتا۔ اسکی مثال اوس شخص کی سی ہے جسکی نسبت کارلائل (Carlyle) نے کہا ہے کہ لا وہ اپنے شکار کو نہایت بدردی سے گھورتا۔ اوسکو اچھی طرح سمجھتا۔ اور اوس پر غالب آجاتا کیونکہ نسبت دوسروں کے اوس کے داغ میں زیادہ ذہانت۔ ارادے میں زیادہ قوت اور بازو میں زیادہ طاقت تھی۔

لارڈ ایب قریب الحتم تھی۔ ۵ ارمی کو کلایو نے پیمپٹا پر قبضہ کیا۔ بعد ازاں اوتا تو رہنما کو ڈی اوٹیل کو والکنڈوہ پر مراجعت کرنے پر مجبور کیا۔ اور اوسکا تعاقب کر کے اوس سے ہتیار رکھوائے تین دن بعد لانے ڈی اوٹیل کی تقلید کی اور تہہ جاتی کی کل نرانیسی فوج نے اپنے آپ کو لارنس کے حوالے کر دیا۔ انکے دسی حلیفوں نے انکی تقلید کی۔ اس جنگ میں ایک انوسناک حادثہ یہ پیش آیا کہ چند اصحاب اپنے حریف مقابل کے اشارہ سے قتل کر دیا گیا۔

جنگ کا خاتمہ

بعد ازاں کلایو فورٹ سینٹ ڈیوڈ واپس ہوا اور سال کے ختم تک گردو فوج کے اون مقامات کی تسخیر میں مشغول رہا جواب تک نواب کے خلاف تھے۔ اس مہم کا اثر اوسکی صحت پر جو پہلے سے ہی خراب ہو رہی تھی بہت بُرا پڑا اور اس کے ختم ہونے پر وہ ادامل اکبر میں آرام کی غرض سے مدراس پہنچا۔ یہاں اپنے ایک ہم مشرب کی بہن مس مسکلین (Miss Maskelyne) سے اوس نے شادی کی ہندوستان کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ہی اس نے اس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔ لیکن اسکی صحت روز بروز خراب ہوتی رہی اور محمد زورپ جانے کے لئے اس کو رخصت لینا پڑی۔ رخصت منظور ہو جانے کے بعد وہ غریبی میں عیسائیت شاذ اور غلبت حاصل کر کے مدراس سے

کلایو کو
انگلستان کو
پہنچا

روانہ ہوا۔ محض اپنے کیر کٹر کے زور سے وہ اس قدر امتیاز حاصل کر سکا اور اسی میں
 اوس کی کامیابی کا راز ہے اگر اس میں اس درجے کی جرأت۔ دہرینی۔ فراست
 و ذہانت اور سپاہیانہ قابلیت نہ ہوتی تو دوپٹے جنوبی ہند میں فرانسیسی شہنشاہی کی
 بنیاد ڈالنے میں غالباً کامیاب ہو جاتا۔

آٹھواں باب

کلائیو کا انگلستان میں قیام اور بنگال میں اس کے کارنامے

انگلستان جانے سے کلائیو کی توقعات اس کی مرضی کے موافق پوری نہ ہوئیں۔ اس سے قبل ہی وہاں اس کی شہرت ہو چکی تھی۔ مجلس نظام نے مدراس کے گورنر کی معرفت اس کو اس امر کا یقین دلادیا تھا کہ انھیں اس کی خدمات کا صحیح اندازہ ہے۔ اسی شاندار کامیابی پر سب سے زیادہ تعجب غالباً اس کے باپ کو تھا۔ جب کلائیو کی فتوحات کی اطلاع اٹکولٹی تو اس نے بے ساختہ کہا کہ لاخیر اڑکے کو کچھ سمجھ تو آئی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے لوگوں اور ابتدائی زمانے میں باپ کو اس سے بہت کم واقفیت تھی اور اس نے اپنے آبائی پیشے سے جو نفرت ظاہر کی تھی محض اسی وجہ سے باپ نے اس کے خلاف رائے قائم کر لی تھی لیکن اب وہ بھی زمانہ کا ساتھ دینے اور ارکاٹ کے بچاؤ اسے کا دل سے استقبال کر نیے لئے تیار تھا۔ شروع میں کلائیو کی جو دعوتیں ہوئیں اور جس طرح سے اس کا ان موقعوں پر جام صحت پیایا اس سے اس کو یقین ہو گیا ہو گا کہ اس کی خدمات مقبول عام ہیں اور سب اس کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مجلس نظام کے جس وعدے کا اوپر ذکر ہو چکا ہے وہ بھی پورا ہو گیا۔ انھوں نے ایک شاندار دعوت دی اور اس کی خدمات کے صلے میں اس کو ایک مربع تلوار عطا کر نیکا فیصلہ کیا۔ کلائیو نے اس کو قبول نہ کیا اور کہا کہ جب تک اس قسم کے علیحدہ سے اس کے سردار اسٹرنجھارنس کو جسکی انتہی میں اس نے کام کیا ہے سرفراز نہ کیا جاوے وہ اس عزت کو قبول نہیں کر سکتا۔

کلائیو نے کافی روپیہ پیدا کر لیا تھا اور انگلستان میں وہ چین سے اپنی زندگی بسر کر سکتا تھا۔ ہندوستان واپس ہونا بھی وہ اپنے لئے ضروری نہ سمجھتا تھا۔ پارلیمنٹ میں داخل ہونے اور وہاں اپنی قسمت آزمائی کر نیکا اسے خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اتفاق سے دوسرے سال ہی پارلیمنٹ برخاست ہوئی اور اس کو کارنوال کے علاقہ سینٹ ایماگال کی طرف سے انتخاب میں شرکت کا موقع مل گیا۔ ٹاکس کی جماعت کی طرف سے وہ منتخب ہوا۔ لیکن اس کے انتخاب کے خلاف مرائفہ ہوا اور حالانکہ ذیلی مجلس نے اس کے موافق رائے دی

انگلستان میں
کلائیو کی شہرت

پارلیمنٹ میں
اس کا انتخاب
اور مرائفہ ہونا
اختصاراً

مجلس عوام نے محض فرقہ بندی کی بنا پر اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ اس مایوسی کے بعد کلائیو نے اپنے متعلق قطعی فیصلہ کر لیا۔ ایک معقول رقم وہ صرف کر چکا تھا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا لہذا اس نے اپنے سابق کارناموں کے میدان ہی کو واپس ہونیکا فیصلہ کر لیا اور مجلس نظام سے اس کی اجازت چاہی۔

مجلس نظام نے محض اس کی درخواست ہی قبول نہ کی بلکہ شاہی فوج میں اسے کمیشن دیکر لفٹنٹ کرنل کا عہدہ دلویا۔ اور آئندہ کے لئے اس کو فورٹ سینٹ ڈیوڈ کا گورنر اور سپہ سالار نامزد کیا۔

کلائیو نے اپنے ساتھ تین سو یادے اور توپ خانے کے تین دستے لیکر ہندوستان روانہ ہوا اس کو ہدایت کی گئی کہ انھیں وہ بھیجیے اور وہاں سے کہنی اور اپنے حلیف مرہٹوں کی جتنی فوج بھی اسے مل سکے اس کو لیکر فرانسیسیوں کو دکن سے نکلنے میں اپنی پوری قوت صرف کرے لیکن وہاں سے روانہ ہوتے وقت اس کو پتہ لگا کہ مقامی انگریزوں میں سے کرنل اسکاٹ شاہی اثر سے اس کا نائب مقرر ہوا ہے اسکے بعد اس نے خیال کیا کہ ایسی ہم میں جس میں اس کو اختیار کی حاصل نہ ہو کام کرنا محض بیکار ہے لہذا اس نے اپنے کام پر راست فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچنے کا ارادہ کیا لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اسے کرنل اسکاٹ کے انتقال کی خبر ملی۔ اس واقعہ کے بعد اس کو اپنی سابق تجویز کی طرف رجوع ہونا پڑا لیکن اسکے بعد ہی ایک اور حسیدگی پیدا ہو گئی اور ہم بر روانہ ہونے سے کچھ عرصہ قبل اطلاع ملی کہ ساحل کارو منڈل پر انگریزوں اور فرانسیسیوں نے آپس میں معاملہ کر لیا ہے کہ ہندوستانی فرمانرواؤں کی لڑائیوں میں وہ قطعی شریک نہ ہوں لہذا دکن کی ہم کا خیال پھر ترک کرنا پڑا۔

اس کے بعد ایک دوسری ہم پیش آگئی۔ جزیرہ دزیا ورک کے بندرگاہ کے قریب جسکو مسلمان گھیرے رکھتے تھے سیوا جی نے ایک چوٹا سا قلعہ بنایا تھا جو ایک عرصہ سے ایک بحری قزاق کا جو انگریز کے نام سے دنیا میں مشہور ہے مرکز بنا ہوا تھا۔ اس شخص نے ایک آفت برپا کر رکھی تھی۔ اگر وہ ولوح کے علاقوں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا مشہوروں کو تباہ و تاراج کرنا۔ غیر ملکی جہازوں کو لوٹنا اور قتل و جدال کرنا اور کھٹکھٹہ تھا۔ ساحل ملابار والے اس کے نام سے لڑتے تھے مرہٹے اور انگریز دونوں اس کی سرکوبی ضروری سمجھتے تھے ایک سال قبل

بحری قزاق
انگریز کا خاتمہ

حکومت بریتانی نے کوڈوہرجون کو جہاز کا ایک بیڑہ دیکر اوسکے مقبوضات پر حملہ کرینے لے
روانہ کیا تھا۔ جونسن نے کسی قدر کامیابی بھی حاصل کی لیکن جب وہ دیہوں کے قریب پہنچا تو
اوسکو اس بنا پر واپس بلا لیا گیا کہ ساحل پر بحری جنگ کرینا موسم نہیں رہا۔

دوسرے سال موسم خزاں میں امیر البحر وائٹس نے بیڑے کی کمان لی۔ اس عرصہ
میں اوسکا خانہ کرنیکی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہوئی۔ اس وقت کلائیو بھی وہیں تھا اور
اوسکی فوج بھی موجود تھی لہذا حکومت بریتانی نے یہ فیصلہ کیا کہ مرہٹوں کی مدد سے اس بحری قزاق
کے مرکز کو توڑا جاوے اور اس غرض کے لئے ایک جنگی بیڑہ اور کچھ فوج اوسکے خلاف
روانہ کیجاوے۔ یہ فوج فروری میں وہاں پہنچی۔ اسکے متعلق محض اتنا کہنا کافی ہے کہ دو دن
میں اس نے گھیر پکڑ لیا اور دیا۔ یہاں سے کلائیو ساحل کارو منڈل پہنچا ہوا، جوجون کو
فورٹ سینٹ ڈیوڈ پہنچ گیا۔

کال کوٹھری
کا حادثہ

اوسی روز کلکتے میں کال کوٹھری کا دردناک حادثہ پیش آیا۔ بنگال بہار وادریہ
کے صوبہ دار نواب سراج الدولہ کو انگریزوں کے خلاف چند فرضی شکایات تھیں۔ محض
ال غنیمت کے لالچ سے اوس نے تاسم بازار کے انگریز کارخانے پر جو اوس کے
دارالحکومت کے قریب واقع تھا قبضہ کر لیا اور وہاں سے اہل قلعہ کو گرفتار کر کے کلکتے پر
حملہ آور ہوا۔ ریاستہ نگلی میں چند جہاز اور کشتیاں موجود تھیں ان میں انگریز گورنر جنرل
اور فوج کے اعلیٰ افسر چند اور اشخاص کے فرار ہو گئے اور قلعے میں ۱۴۵ آدمی بھجور گئے۔
ان میں چند اعلیٰ عہدہ دار بھی تھے جو دشمن کے شکار ہوئے اون میں ایک عورت کیری کی
بیوی بھی تھی۔ یہ سب گرفتار کر کے نواب اور اوسکے سپہ سالار میر جعفر کے سامنے پیش کئے گئے۔
نواب اونکے ساتھ ہم بانی سے پیش آیا اور حکم دیا کہ رات میں انکی حفاظت کیجاوے اس بات
کا کافی ثبوت موجود ہے کہ نواب کی نیت ہرگز ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانے کی نہ تھی
لیکن فطری سرحمی یا غفلت دلا پروائی کی وجہ سے انکے محافظوں نے نواب کی واپسی کے بعد
ان کو ایک تنگ کوٹھری میں بند کر دیا جو تقریباً ۱۸ فٹ مربع تھی ہوا اور روشنی کا ان میں
کوئی مقبول انتظام نہ تھا۔ اس میں گنجائش اتنی تھی کہ کسی نہ کسی طرح یہ اوس میں سما گئے
لیکن اون میں سے ایک کثیر تعداد کی موت یقینی ہو گئی۔ اونکی فریادیں سود ہوئی نواب
کے پاس جو عرضداشت انھوں نے بھیجی اوسکا بھی کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ نواب آرام کیلئے جا چکا تھا

اوسکو بیدار کر لینی کسی کو جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ اس کو ٹھہری میں یہ بند کر دئے گئے۔ صبح کو معلوم ہوا کہ ان میں سے بجز تینیس کے سب کو اسکی مضر ہو اہلک ثابت ہو چکی ہے۔ تینیس رہا کر کے نواب کے سامنے پیش کئے گئے۔ اوس نے انکی تکالیف پر اٹھارہ سو روپے تک نہ کیا برخلاف اسکے اوسکا پہلا سوال اون سے یہ تھا کہ تمہارا خزانہ کہاں دفن ہے؟ کیونکہ نواب کو اتناک تو اپنے صلے سے یا اوسی ہی ہوتی تھی۔

قاسم بازار کی تسخیر کی خبر در اس ۵ ارجو لائی کو پہنچی۔ گورنر نے کلپٹرک کی کمان میں ۲۳۰ یورپی سپاہی فوراً پہنچی روانہ کر دیئے۔ ۲ اگست کو یہ ٹکٹا کلاؤں کے قریب پہنچ گئے۔ اس قلعے کو فوجی حملہ نہیں ختم کر دینا چاہئے۔

کلائیو اور وائس
کی جنگ کا مدعا

کلپٹرک کے قلعے پہنچنے کے تین روز بعد کلائیو کو ٹھہری کے حادثے کی اطلاع در اس پہنچی۔ یہاں کی حالت نازک تھی۔ گو رنگھوڑی ہمیشہ فرانسیسیوں کے خلاف اعلان جنگ کا خوف لگا رہتا تھا مگر اپنی فوج کا بہترین حصہ روانہ کر چکا تھا۔ اب سوال یہ پیش تھا کہ ایسی حالت میں جب کہ فرانس سے جنگ چھڑنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے اپنے احاطہ کی فوج میں کمی کرنا کس حد تک مناسب ہے؟ اس پر ایک طویل طویل بحث ہوئی۔ آخر انگریزوں کی فوج تسمتی سے یہ قرار پایا کہ ہر ایک جہاز اور ہر ایک سپاہی جو دستیاب ہو سکے پہنچی روانہ کر دیا جاوے۔ اس فوج کے سپہ دار کے تھمر کے متعلق اور بھی طویل بحث ہوئی۔ جب سب نے اپنے اپنے حقوق جتا لئے تو یہ قرار پایا کہ بڑی فوج کی کمان کلائیو کو دی جاوے۔ مشورہ کی یہی غرض ہے اسکو فورٹ سینٹ حاج سے بلا لیا گیا تھا لیکن اسکے ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ وہ امیر البحر وائس کی نیابت میں کام کرے گا جسکے پاس اس وقت بڑے کی کمان تھی۔ اکتوبر کے دوسرے ملتے تک یہ باتیں طے ہوئیں اور ۱۶ تاریخ کو جنگی بیڑہ پہنچی روانہ ہو گیا۔ فلٹا پر پہلا جہاز ارڈر ہر گوبینا اسمکے علاوہ اور دو جہاز پہنچے۔ ایک میں سامان رسد تھا اور دوسرا اس پالما تیس سے ہو کر آیا تھا (تھیں یہ دونوں مل گئے) باقی جہاز ۲ اور ۲ تاریخوں کے درمیان وہاں پہنچے۔

بری فوج جو کلائیو کی کمان میں تھی اوس میں مع کلپٹرک کی فیس فوج کے چھ بیاری کی وجہ سے بہت کم ہو گئی تھی کل ۸۳۰ یورپی اور ۱۲۰۰ دیسی سپاہی تھے اور تھوڑا سا توپ خانہ تھا۔ ایک جہاز جس میں تقریباً دو سو سپاہی تھے وہ بھی تک نہ پہنچا تھا۔

ان میں سے اکثر بیارون کی فہرست میں درج تھے۔

۷ اوسمبر کو واشٹن نے نواب کو ایک مراسلہ روانہ کر دیا تھا کہنی کے جو نقصانات ہوئے تھے انکی تلافی کا اوس نے اس میں مطالبہ کیا تھا لیکن اسکا کچھ جواب موصول نہ ہوا۔ بجز اون دو جہازوں کے جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے باقی سب جہازیں غائب ہو گئے تو واشٹن نے دوسرا مراسلہ روانہ کیا اور نواب کو آگاہ کر دیا کہ اگر اسکی تعمیل نہ ہوئی تو انگریزوں کو مجبوراً قانون اپنے ہاتھ میں لینا پڑیگا۔ ۲۷ مارچ کو بیڑہ ساحل پر پہنچ گیا۔ اور ۲۹ کو مینا پور پہنچا۔ یہ گاؤں پنج نچ کے قلعے سے دس میل کے فاصلے پر تھا دونوں کمانداروں کی یہ رائے تھی کہ اس قلعے پر قبضہ کر لیا جاوے لیکن اختلاف اس امر پر تھا کہ حکم کیونکر کیا جاوے۔ کلایو کی یہ رائے تھی کہ فوجیں دریکے راستے سے قلعے کے قریب اوتار دی جاویں۔ واشٹن کا اس پر اصرار تھا کہ فوجیں مینا پور لے جاویں اور وہاں سے وہ قلعے پر نہیں۔ کلایو نے اپنی مرضی کے خلاف اس حکم کی تعمیل کی۔ جہاز سے اترنے کے بعد دس میل مسافت طے کی اور دوسرے دن حملہ کر نیکی غرض سے روکھاؤں میں ان فوجوں کو اوتار دیا۔ فوجیں ٹھکی ہوئی تھیں۔ دشمن کا خوف نہ تھا۔ بے خبر پڑ کر سو گئیں لیکن کلایو کا گورنر ٹانک چنداوسی روز صبح کو دوہر پیلوے اور سینڈو سو سوار لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اوس نے کلایو کے تمام انتظامات کو پوشیدہ طور پر دیکھ کر شیخون مارینکا ارادہ کر لیا۔ اور شب کو یکایک حملہ کیا اس شیخون کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کی حالت خطرناک ہو گئی لیکن یہ موقع بھی کچھ اسی قسم کا تھا جس پر کلایو اپنے جوہر دکھا سکتا تھا اوس نے فوراً اس بات کا اندازہ کر لیا کہ اگر دشمن کی آتش سے بچے کیلئے اوس نے اپنی فوج کو ہٹایا تو اوس میں بے ترتیبی اور برہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے لہذا اوس نے فوج کو اپنے مقام پر ہی جمے رہنے کا حکم دیا اور دونوں بازوؤں سے ایک ایک پلٹن لیکر خود دشمن پر حملہ آور ہوا۔ ان میں سے ایک کو تو دشمن کی آتشباری نے سخت نقصان پہنچایا لیکن انگریزوں کی ایسی شجاعت جسارت اور جرأت کا جو اس قدر کثرت تعداد کے مقابلے میں اونھوں نے ظاہر کی دشمن پر ایسا کہ انگریزوں کا اوسکی دسی فوجیں باوجود اپنے افسروں کی سخت کوشش کے پیچھے ہٹ گئیں۔ اس سے کلایو کو اپنی فوج کو کسی اور مناسب مقام پر ترتیب دینے کا موقع مل گیا اور جونہی ایک چند کی گڑی پر سے ایک گولی متانی ہوئی ٹھکی

نواب سے ملتا
اور جنگ

اوس نے اپنی فوج کو مراجعت کرینکا حکم دے دیا۔ اوی شب کو بج بچ کا قلعہ ایک
مہوش مل کے ہاتھ لگ گیا۔ خراب کے نشے میں یہ اوسکی جبار دیواری پر چڑھ گیا اور اندر
کو دکر اپنے ساتھیوں کو لیکار نے لگا۔ انھوں نے وہاں پہنچ کر دیکھا تو قلعہ خالی تھا۔

۲ جنوری کو کلائیو نے کلکتے کو تسخیر کیا۔ یہاں حاکم مقرر کرنا جب سوال اٹھا
تو کلائیو اور واسٹن میں پھر کچھ بحث و تکرار ہو گئی۔ واسٹن نے میجر آئمر کوٹ کو نامزد کر دیا تھا
لیکن کلائیو نے اس قدر سختی سے اوسکی مخالفت کی کہ واسٹن نے مجبوراً قلعے پر خود قبضہ
کر لیا اور اوسکی نجیاں بعد میں ڈیک کے حوالے کر دیں۔ یہ وہی ڈیک تھا جس طرح الدولہ
کے منے کے وقت بے حیائی سے قلعہ چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا تین دن بعد کلائیو نے
ہنگلی پر گولہ باری کی۔ ابتدا میں یہ مقام پر تلگائیوں کے مقبوضات میں شامل تھا اور
بعد میں انگریز اس پر قابض ہو گئے تھے۔ لیکن اس وقت یہ نواب کے تحت میں تھا۔

اس عرصہ میں نواب جلد چالیس ہزار فوج لیکر اپنی کھوئی ہوئی فتوحات کو
واپس لینے کے لئے روانہ ہو چکا تھا۔ اس فوج کا اندازہ کرنیکی غرض سے کلائیو نے
کلکتے کے قریب کاسمی پور پر جہاں اب توپوں کا کارخانہ ہے قیام کیا۔ جوں ہی نواب
کی فوج دکھائی دی اوس نے دھمکانے کے لئے حملہ کرنا چاہا لیکن اوسکو مقابلے کیلئے
تیار نہ دیکھ کر واپس ہو گیا اور کسی اور مناسب موقع کی ناک میں رہا۔ ۳ فروری تک نواب
کی پوری فوج مرہٹوں کی خندق کے قریب جمع ہو گئی۔ کلائیو نے اپنے دو سفیر نواب سے
گفت و شنید کر نیلے لئے روانہ کئے لیکن جب اوسکو یہ معلوم ہوا کہ انکی سخت توہین کی گئی
اور حقارت سے انکو دیکھا گیا تو اوس نے امیر البحر سے چند سلاح مانگے اور
اوسکی اجازت حاصل کر کے دوسرے روز علی الصباح نواب پر حملہ کرینکا فیصلہ کر دیا اور
۴ فروری کو بیچ کے ۳ بجے اونٹھ کھڑا ہوا۔ اوس وقت یہاں اس قدر سخت گھراؤ تھا
جیسا کہ عام طور پر بڑے دن کے قریب جنگاں میں پڑتا ہے۔ اسی حالت میں وہ نواب
کے پراڈ ٹانگ گھسا چلا گیا۔ ایک مرتبہ پھر وہ خطرناک حالت میں تھا کیونکہ وہ بے وقت
جب چند لمحوں کے لئے کھڑا ہٹا تو اوس نے دیکھا کہ غنیم کی سوارہ فوج اوسکے ایک بازو پر
جمی ہوئی ہے غنیم بھی کلائیو سے کچھ کم پریشان نہ ہوا اور گولیوں کی ایک سخت بوچھاڑ
نے اوسکو فوراً منتشر کر دیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد کھڑا ہو کر آیا کلائیو کو اب تک معلوم نہ تھا کہ

کلکتے کی تسخیر

نواب کی فوج کی ہلاکت

دہ کہاں اور کس مقام پر ہے۔ اوسکے آدمی گھبرا رہے تھے اور کلائیو خوب سمجھتا تھا کہ
 اوس قسم کی گھبراہٹ کے بعد دوسرا درجہ فوج کی بہرہی بے ترتیبی اور تکلیف کا ہوتا ہے
 اوسکے اوسان نام نہان خطا ہوتے۔ اوسکے ہوش و حواس قائم رہنے اور وہ اپنے آدمیوں
 کی روک تھام کرتا رہا اور جب ۸ بجے کے قریب دوبارہ کھرا پھٹا اور کلائیو نے
 یہ دیکھا کہ وہ دشمن کے عین قلب پر موجود ہے تو فوراً سیدھا باڑھا چلا گیا۔ اس طور سے
 کلائیو محض اپنی فوجوں کو ہی نہ نکال لایا بلکہ اوس نے نواب کو ایسا مرعوب کیا کہ وہ اپنی
 فوجوں کو یہاں سے پیچھے ہٹا لے گیا اور ورتاج کو صلح پر راضی ہو گیا اور لاکڑیوں نے
 سابق ملاقات میں انصاف کرنے اور ٹکٹے میں اونکا جوال ضبط کیا گیا تھا اوسکو واپس
 کر نیکامی وعدہ کیا۔ آئندہ جو واقعات پیش آئے اون سب کا راز اس کہے کے
 حادثے اور اوسکے نتائج میں ہی بستہ ہے ان واقعات کا نواب پر نہایت گہرا اثر پڑا
 اور اگر نری سردار سے وہ کچھ اس قدر خائف ہو گیا کہ اوسکا خوف اوسکے دل سے
 نکلتے نہ نکلتا تھا اور چند ہفتے بعد جب انگلستان اور فرانس کے درمیان جنگ چھڑ گئی
 خبر موصول ہوئی اور کلائیو نے باوجود نواب کی دافنت کے فرانسیسیوں کے علاقہ چندنگر پر
 (۲۴ مارچ کو) قبضہ کر لیا تو یہ خوف اور بھی بڑھ گیا۔ اور جب کچھ عرصہ بعد اس نے فرانسیسی
 سپاہ کو حوالہ کی کمان میں بھی برخاست کر کے اپنے دار الحکومت سے سو میل باہر بھیجا اور
 اپنی فوج کو پلاسی سے واپس بلا کر اپنے مستقر کے قریب رکھا تو اس خوف کا تمام دنیا
 میں اعلان ہو گیا۔ یہ وہی لہ تھا جس نے نہایت سیدھے طور پر چٹاپلی کا محاصرہ کیا تھا۔
 اب سرکار الدولہ کا کچھ حال لکھنا چاہئے جس علاقے پر وہ اس زمانے میں
 اپنے دار السلطنت مرشد آباد سے حکومت کرتا تھا وہ اون بڑی جاگیروں میں سے تھا
 جو سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد قائم ہوئیں تھیں۔ سترہ اے تک جو خاندان یہاں
 برسر حکومت تھا اوسکو دہلی سے فرمان شاہی حاصل تھا لیکن جب نادر شاہ کے حملے
 نے سلطنت مغلیہ کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا تو ایک عہدہ دار علی وردی خاں نے جو ایک
 ادنیٰ حیثیت سے عروج کر کے بہادر کا حاکم ہو گیا تھا بغاوت کا علم بلند کیا اور مغلوں کے
 نامزد کردہ خاندان کے نمائندوں کو مقام گہر اپرا ایک لڑائی میں شکست دی اور انکا
 خاتمہ کر کے جنوری ۱۷۵۷ء میں خود صوبہ دار بن بیٹھا۔ علی وردی خاں ایک نہایت قابل شخص تھا۔

نواب
صلحنواب برج الدولہ
کا حال

اکبر اور اورنگ زیب کے تخت پر جو اس وقت برائے نام بادشاہ تھا اوسکو نذرانہ دیکر اوس نے اپنے آپ کو بنگال و بہار و اوڈیسہ کا صوبہ دار تسلیم کر لیا۔ اور بعد ازاں نہایت خوش اسلوبی اور دانشمندی سے اوس نے وہاں حکومت کی ۱۵۷۱ء میں اوسکا نو عمر پوتا سراج الدولہ جسکی نسبت اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ وہ کلایٹو سے حد درجہ مرحوب ہو گیا تھا مسند نشین ہوا۔

نواب کے خلاف سازش اور کلایٹو کا طرز عمل

کلایٹو کے ہر کام سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اوسکی کوشش یہ تھی کہ بنگال کا انتظام ایسا کر دیا جاوے کہ وہاں آئندہ کال کوٹھڑی کے سے حادثے میں آلے کی گنجائش ہی نہ رہ جاوے اوسکے سامنے یہ سوال درپیش تھا کہ جو کام اوسکے تفویض کیا گیا ہے اگر محض اوسکی کو مکمل کر کے وہ واپس ہو گیا تو اس بات کا کیا اطمینان ہے کہ اوسکی واپسی کے بعد صوبہ دار اپنی اس توہین اور ذلت کا جو اوسکو برداشت کرنی پڑی ہے اور بھی زیادہ محنت انتظام نہ لینگا۔ کلایٹو کے نزدیک اسکا ایک ہی علاج تھا کہ وہ خود کمپنی کو بھی مستحکم بنادے اور یہی ایک مناسب طریقہ تھا جس پر وہ آسانی سے عمل کر سکتا تھا لیکن اوسکو اس بات کا احساس ہو چلا تھا کہ جب تک سراج الدولہ ان تینوں صوبوں پر حکمراں ہے یہ بات کمپنی کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ روز بروز یہ خیال مضبوط ہوتا گیا اور جب اوس پر یہ انکشاف ہونے لگا کہ نواب کے گرد جو امراء اور متمول تاجر ہیں وہ اوسکا ساتھ چھوڑنے اور انگریزوں کے ساتھ مل کر اوسکی مرضی کے موافق نواب کے خلاف کارروائی کرینگے لئے تیار ہیں تو اس خیال کو اور بھی تقویت ملی۔

اب صرف یہ دقت باقی رہ گئی کہ ان میں کس شخص کو حلیف بنایا جاوے سب سے پہلے یار ظف خاں نے جو ایک نہایت ممتاز امیر اور فوج کا سپہ دار تھا قاسم بازار کے انگریزی ایجنٹ والٹن کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ وہ محض اس شرط پر انگریزوں کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہے کہ اوسکو صوبہ دار بنا دیا جاوے۔ اسکے بعد دوسرا پیغام بھیجا یہ اس سے بھی زیادہ اعلیٰ عہدہ دار بخشی یعنی سپہ سالار میر جعفر کی طرف سے تھا۔ اوسکو کلایٹو نے قبول کر لیا۔ بعد ازاں راجہ وکاب رائے اور دیگر سرکردہ امراء اور بااثر تاجر اور ساہوکاروں کی طرف سے امداد و اتحاد کے پیغام آئے۔

اسکے بعد اوس مصلحت کا سلسلہ شروع ہوا جس نے اس نامور سپاہی کے نام پر

پنچھڑے کے ساتھ کلائیو
کا فریب

ایک بد نما داغ لگایا ہے۔ فریقین نے کلکتے کے ایک مہتمول ساہوکار امین چند کو درمیان میں ڈالا۔ یہ شخص نہایت با اثر تھا اور بڑا مالدار تھا لیکن اوس کے ساتھ ہی حد درجہ کلبے ایمان تھا۔ جب سازش زور میں چل رہی تھی تو اوس شخص نے جو سراج الدولہ کے ساتھ غداری کر رہا تھا اور نواب کے اعتماد کو اس طرح کھو رہا تھا کلکتے کی مجلس کو مطلع کیا کہ اگر معاہدے میں باضابطہ طور پر ہمیں لاکھ کی رقم اوس کے لئے مخصوص نہ کی گئی تو سازشیوں کی تمام تدبیروں کی اطلاع وہ صوبہ دار کو کر دے گا۔ یہ وقت ایسا تھا کہ اگر ذرا سی بات بھی باہر چلی جاتی تو سارا کھیل بگڑ جاتا اور لازمی طور پر سب سازشیوں کا فوری خاتمہ ہو جاتا۔ اون میں سے اکثر تو فوراً ہی قتل کر دئے جاتے۔ اس غدار کی حرص و طمع کا علاج کرینکی غرض سے کلائیو نے اقرار نامے کی دو نقلیں کرائیں۔ اور ایک میں سے امین چند کا نام غائب کر دیا۔ اوس کا شبہ برفع کرنے اور اوسے اطمینان دلانے کے لئے جعلی کاغذ اوس کو دکھایا جس میں اوس کا نام شریک تھا فریقین میں سے ہر ایک نے اس کاغذ پر دستخط کر دئے لیکن امیر البحر وائس نے انکار کر دیا اور کلائیو نے جو بیان مجلس مبعوثان کی ذیلی مجلس کے سامنے دیا اوس میں اوس نے لکھا کہ ”جہاں تک مجھ کو خیال ہے اوسکو (وائس کو) اس پر اقرار ضرور تھا کہ کوئی اور اوس کے دستخط اس پر بنا دے گا“

نواب مرید اللہ
کی تباہی و مالت

یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ اون تمام مختلف طریقوں اور حربوں کو بیان کیا جاوے جو ان سازشیوں نے نواب کو اس امر کا یقین دلانے کے لئے استعمال کئے کہ اوس کی نجات محض اس میں ہے کہ وہ انگریزوں سے جنگ آڑا ہو گا اس شخص سے بچنے اور کلائیو کے خوف کو اپنے دل سے نکالنے کی اوس نے بہر ممکن کوشش کی جس سے جو اس وقت حیدر آباد میں تھا اوس نے مراسلت کی۔ مرہٹوں کو اوس نے پیغام بھیجا۔ دربار دہلی اور نواب وزیر اودھ سے اوس نے امداد چاہی۔ لیکن اتحاد قائم کرینکی پھر ممکن کوشش بے سود ہوئی۔ اپنے خاص خاص امراء اور ساہوکاروں اور میر جعفر سے وہ لڑ چکا تھا۔ سازش کا شبہ تو اوس کا ضرور گذرا لیکن اس کا ٹھیک پتا اوسکو نہ چل سکا بالآخر مرہٹوں کو اطلاع ملی کہ وائس اور اوس کے ماتحت سب کے سب میر جعفر سے ملاقات کر کے جس پر کہ نواب کا اس وقت قتل تھا قاسم بٹار سے فرار ہو گئے ہیں۔

یہاں اوس نے ہار مان لی۔ اس بات کا اوسے احساس ہو گیا کہ اپنے امراء کے بغیر وہ بالکل بے بس ہے۔ اب وہ کل سازش کو بھی سمجھ گیا۔ کلائیو کی چالوں اور اپنے آدمیوں کی غداری کا بھی اوس نے اندازہ کر لیا۔ مجبوراً میر جعفر کی طرف رجوع ہوا اور اسکی خوشامد کی کہ مصیبت کے وقت اوسکو اس طرح ساتھ نہ چھوڑنا چاہئے۔ میر جعفر اور دیگر امراء جو زیادہ تر اس سازش میں شامل تھے ان سب نے وفاداری اور اطاعت کا حلف اٹھایا۔ میر جعفر ان سب میں سب سے پیش پیش تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ صوبہ دار پر سے ہر چیز قربان کر دینگے۔ لئے تیار ہیں۔ وہ بخت انگیزیوں کو نکال باہر کرینگے اور بنگال کو ان کے اثر سے پاک کر دکھائیگے۔ اس حور سے مطمئن ہوئے بعد اوسکے ہوش و حواس قائم ہوئے اور بائیس میل کے فاصلے پر غیر رو قاسم بازار میں پلاسی کے قریب جہاں اوس نے خندقیں کھدوائی تھیں فوج کو کوچ کر نیکا حکم دیا۔ انکی تنخواہ کا کچھ جھگڑا تھا انہوں نے یہ شرط پیش کی کہ اگر انکے مطالبات طے نہ کیے گئے تو وہ ہرگز نہ لڑیں گے۔ غیر خواہوں کی کوششوں سے یہ وقت رفع ہوئی اور تین دن بعد فوج نے کوچ کیا اور ۲۲ جون کو منزل مقصود پہنچ کر ٹراؤ ڈالا۔

اب میں کلائیو کی نقل و حرکت اجمالی طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ بعد ازاں اوس فیصلہ کن لڑائی کے واقعات قلمبند کئے جا دیں گے جو اسکے اس جزیرہ پر پہنچنے کے بعد ہوئی

نواں باب

جنگ پلاسی

اس عرصہ میں کلایو نے فوج کے کوچ کی پوری تیاری کر لی تھی اور اوس کی ایک بڑی تعداد کو چند رنگر میں رکھ دیا تھا۔ جو سپاہی اوسے دستیاب ہو سکتے تھے اور ۱۵۰ اطلاع جو امیر لہور نے اوسے دئے تھے ۱۲ رجمن کو اون سب کو بھی اوس نے وہیں روانہ کر دیا۔ محض چند بیمار یورپی سکتے کی حفاظت کے لئے اور چند دیسی سپاہی فرانسیسی اسیروں کی نگرانی اور چند توپچی ددموں کی نگہداشت کے لئے چھوڑ دئے۔ ۱۳ اپریل کو اوس نے چند رنگر سے کوچ کیا۔ یورپی تمام توپیں۔ گولہ بارود و دیگر سامان اپنے ساتھ لے کر دریا کے راستے سے ۲۰۰ کشتیوں میں روانہ ہوا ہندوستانی لاجوں نے ان کو کھینچا۔ دیسی سپاہی دریا کے دائیں ساحل پر اوس شاہراہ سے روانہ ہوئے جو مغلوں نے ہنگلی سے پلٹے تک بنائی تھی۔ فوج میں کل ۹۰۰ یورپی ۲۰۰ مخلوط ہندوستانی اور برنگالی یورپوں کی زیر قیادت تھے۔ تھوڑا سا لشکر تھا اور ۲۱۰۰ دیسی سپاہی تھے۔ توپ خانے میں آٹھ بڑی توپیں اور دو چھوٹی خندق کے کام کی توپیں تھیں۔ فوج کی روانگی کے ایک روز بعد کلایو نے صوبہ دار کو ایک مراسلہ روانہ کیا جسکو درحقیقت اعلان جنگ سمجھنا چاہئے اور جب وہ دشمن کے پڑاؤ کے قریب پہنچا تو اوس نے ایسا طرز اختیار کیا کہ گویا اعلان جنگ منظور ہو چکا ہے ۶ تاریخ کو وہ لکھی پہنچا جو دریائے قاسم بازار کے مغربی ساحل پر جالنگی کے سنگم سے جھمیل کے ناصیلے پر واقع ہے۔ بارہ میل آگے چلنے کے بعد وہ کٹوا کے قرب میں پہنچ گیا۔ یہاں کے حاکم کا بھی شمار سازشیوں میں تھا لہذا کلایو کا خیال تھا کہ یہاں مقابلہ سخت نہ ہوگا اوس نے میجر آیر کوٹ کی ماتحتی میں ۶ تاریخ کو ۲۰۰ یورپی اور ۵۰۰ دیسی سپاہی بھیج دیے لیکن یہاں کے حاکم نے باتو اس وقت انہی رائے بدل دی تھی یا ابتدا میں محض ظاہری طور پر انگلیزوں کے ساتھ ہو گیا تھا۔ کوٹ کے مقابلے کے لئے وہ تیار ہو گیا۔ کوٹ نے فوراً حملے کی تیاری شروع کر دی اور کچھ ایسا طرز عمل اختیار کیا کہ اہل قلعہ نے مقابلہ بے سود سمجھا اور

نواب کے خلاف
اعلان جنگ

سلسلہ آمد و رفت بند ہو جانے کے ڈر سے وہ قلعہ کو خالی کر گئے اور فوجیں کے لئے سامان رسد بھی کافی چھوڑ گئے دوسرے روز ۱۸ تاریخ کو ایک سخت بادی طوفان کی وجہ سے فوج نے پڑاؤ ڈالا۔ کلایٹو نے محض میر جعفر کے بھروسہ پر ہی اس مہم کے لئے کمر باندھ دیا تھا۔ دوسرے روز اس امیر کا خط ملتا ہے کہ اس نے محض ظاہر داری کیلئے صوبہ دار سے موافقت کر لی ہے اور انگریزوں کے خلاف حلف بھی اٹھایا ہے لیکن جو گفتگو پہلے ہوئی ہے اسکی پوری تہیہ ہونی چاہئے جس شخص پر سارا دار و مدار تھا اسکی اس قسم کی تحریر کے بعد نظائمو کو خیال پیدا ہو گیا کہ کہیں میر جعفر دھوکا نہ دیا ہو۔ اس امکان کے خیال سے کلایٹو کو اس مہم کے خطرات کا نہایت صاف اندازہ ہو گیا اس نے محسوس کر لیا کہ اپنے مقام سے ۵۰ میل کے فاصلے پر ایک ناقابل عبور دریا کو دشمن کی ایک کثیر فوج کے مقابلے میں عبور کر نیکی کوشش کرنا درحقیقت نہایت خطرناک ہے۔ جیسے میر جعفر نے اپنے آقا کے ساتھ دغا کی ہے اگر اسی طرح وہ کلایٹو کو بھی دھوکا دیگا اور انگریزوں کو شکست ہوگئی تو اسکی سرگزشت بیان کرنے کے لئے اون میں سے کوئی فرد نہ بچے گا۔ کلکتہ پھر معرض خطر میں آجادیگا اور ایک مرتبہ اسکو دوبارہ حاصل کر نیکی بھی کوئی صورت نہ ہوگی لہذا ان خیالات سے متاثر ہو کر اس نے یہ طے کیا کہ جب تک میر جعفر کا قابل اطمینان جواب نہ آوے دریا کو عبور نہیں کرنا چاہئے۔

دوسرے روز ۲۰ تاریخ کو اس کے ایجنٹ واسٹن کا ایک قاصد کلکتہ سے اسکا ایک خط لایا جس میں اس نے تحریر کیا تھا کہ لاہر شاہ آباد سے روانہ ہونے سے قبل وہ میر جعفر اور اس کے بیٹے سے گفتگو کر رہا تھا کہ اتنے میں صوبہ دار کے چوہدری آپہنچے انکی موجودگی میں میر جعفر نے مجھ کو جاسوس کہا اور دھکی دی کہ اگر انگریزوں نے ہٹا کر قی کو عبور کر نیکی کوشش کی تو وہ اونکو نیست و نابود کر دیگا۔ اس تحریر کے بعد کلایٹو نے اپنی رائے قائم کر لی اور فیصلہ کیا کہ مجلس کا اجلاس ہونا چاہئے۔

۲۱ جون کو دوسرے وقت مندرجہ ذیل اصحاب اجلاس میں شریک ہوئے۔
 کرنل کلایٹو۔ میجر کلرک۔ کرنل۔ کپتان گب۔ ہولڈ۔ فشر۔ پامر۔ لی۔ ہو۔ ویگلز۔ کارنیل جیسنگز۔
 کپتان لفٹنٹ پارشا۔ ویولور۔ میجر آیر کوٹ۔ کپتان الکر انڈر گرنٹ۔ کڈ مور۔

آرٹسٹر جنک۔ مویر بیکسل۔ اور کپتان لفٹنٹ کارسٹیز انکے سامنے میسک مشین کیا گیا کہ
 لایا موجودہ حالت میں بغیر کسی امداد کے دریا کو عبور کرنا اور فوراً نواب سے جنگ آزمودہ ہونا
 مناسب ہو گا یا کھٹا پر اپنی حفاظت کا معقول انتظام کر کے موسم بارش کے ختم تک
 انتظار کیا جاوے اور اس عرصہ میں مرہٹوں یا اور کسی دوسری طاقت کو اپنے ساتھ شریک
 کر کے ترغیب دلائی جاوے۔ عام دستور کے خلاف کلائیو نے پہلے تقریر کی اور اس کے
 بعد ہر شخص اپنے رتبہ کے لحاظ سے بولا۔ کلائیو نے فوری حملے کے خلاف تقریر کی اور
 اس کے خلاف ہی۔ اُسے دی فہرمت بالا میں بارہ نام جو کلائیو کے بعد درج میں انہوں
 نے اس کا ساتھ دیا اور باقی سات اصحاب نے کلائیو کی مخالفت کی۔ میجر آیر کوٹ نے
 فوری حملے کی نہایت زور سے تائید کی۔ اس طور سے مجلس میں کثرت رائے
 کلائیو کے موافق رہی۔

آیر کوٹ کی آئندہ زندگی اور خصوصاً اس کے جنوبی ہند کے کارناموں سے
 یہ بات ثابت ہو گئی کہ میدان جنگ میں وہ کلائیو سے بہت گرا ہوا تھا لیکن اس موقع پر
 ان دونوں میں وہی زیادہ ٹھیک تھا۔ چند سال بعد مجلس مبعوثان کی ذیلی مجلس کے روبرو
 انہار دیتے وقت کلائیو نے کہا کہ اگر وہ مجلس کے فیصلے پر عمل کرتا تو ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ
 ہو جاتا۔ اجلاس کے برخاست ہوتے ہی کلائیو نے اپنی رائے پر دوبارہ غور کیا۔ بیان کیا
 جاتا ہے کہ وہ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گیا اور فریقین کے دلائل کو اپنے دل ہی دل
 میں دھرتا رہا۔ یہاں وہ بیٹھا ہوا تھا کہ میر جعفر کا دوسرا خط ملا جس میں اس نے غلط خواہ
 اطمینان دلایا تھا۔ کلائیو نے اب جنگ کرنا فیصلہ کر لیا۔ اس کے دل سے اب تمام فیہمات
 رنج ہو گئے۔ اب پھر اس میں استقلال و اعتماد آ گیا اور اپنی ذات پر پورا کو بھروسہ ہو گیا۔
 اپنے مستقر پر وہیں ہوتے وقت اس نے آیر کوٹ سے مل کر کہہ دیا کہ اس نے اپنی رائے
 تبدیل کر دی اور انیکا فیصلہ کر لیا ہے۔ اپنے پڑاؤ پر پہنچ کر کوچ کے لئے احکام نافذ کرنے
 شروع کر دیئے۔

۲۲ تاریخ کو طلوع آفتاب کے وقت فوج نے دریا کی راہ لی مہ بجے شام تک
 وہ غیر دماقت دوسرے ساحل پہنچ گئی۔ یہاں میر جعفر کا ایک اور خط ملا جس میں اس
 نے نواب کی نقل و حرکت کی اطلاع اوسکو دی تھی۔ کلائیو نے جواب میں تحریر کیا کہ اب

کلائیو اور آیر کوٹ
 میں اختلاف

آیر کوٹ کے لئے
 پرکھا ہو گا عمل
 اور جنگ کی تیاری

بلا تاخیر وہ پلاسی کو کوچ کر گیا اور صبح کو داؤد پور سے چھ میل آگے بڑھ گیا اور اگر سیر جعفر اوس سے یہاں نہ ملتا تو وہ نواب سے صلح کر لیتا۔ دو گھنٹے بعد غروب آفتاب کے قریب موسلا دھار بارش میں اوس نے کوچ شروع کر دیا اور سب کے سب خوب تر ہو گئے۔ ہر لحاظ سے اس کوچ میں سخت آزمائش تھی۔ بارش کے پانی میں سب ڈوبے ہوئے تھے اور متواتر آٹھ گھنٹے فوج کو دریا کے کنارے پر چلنا پڑا۔ اکثر پانی کمر تک آجاتا تھا۔ ہر چوں کو بندرہ میل کی مسافت طے کر کے ایک بجے کے قریب یہ پلاسی پہنچے اور اہل کے بانی میں پکڑ کر مو گئے نواب کے پڑاؤ سے ڈھول و ہارے کی جواڑ آ رہی تھی وہ بجائے غل جو نیلے ان کو لوریاں دے رہی تھی۔ صوبہ دار اپنے پڑاؤ پر ان سے بارہ گھنٹے قبل پہنچ گیا تھا۔

جنگ پائی

آہوں کا یہ باغ جس میں انگریز آرام کر رہے تھے نواب سراج الدولہ کے پڑاؤ سے ایک میل پر تھا۔ اسکا طول تقریباً آٹھ سو گز اور عرض ۳۰۰ گز تھا۔ درخت باقاعدہ قطاروں میں لگے ہوئے تھے۔ اس کے چاروں طرف مٹی کا ڈھیر تھا جو دمبوں کا کام دے رہا تھا۔ اس کے آگے ایک خندق تھی جس میں کوڑا کرکٹ اور گھاس بھوس بھرا ہوا تھا۔ باغ کا طول دیا۔ سے تڑچھا واقع ہوا تھا۔ اوسکا شمال مغربی گوشہ ساحل سے تقریباً ۵ گز کے فاصلے پر تھا۔ اور جنوب مغربی گوشہ ۲۰۰ گز کے فاصلے پر۔ اس سے کچھ آگے نواب کی لشکر گاہ تھی جسکی چار دیواری تختہ اینٹ کی بنی ہوئی تھی۔ کلائیو نے شب میں ۲۰۰ یورپی اور ۳ سو سیپاہیوں کو دو توپیں دیکر یہاں بھیجا لیکن صبح میں انکی ایک بڑی تعداد واپس بالی۔ اب اسکے پاس پیدل اور توپ خانہ ۵۰ یورپی اور دو سو مختلف قوموں کے آدمی جو مثل یورپیوں کے مسلح تھے۔ ۵۰ جہازوں والے ملاح اور ان کے ساتھ سات افسر۔ اور ۲۱ دیسی سپاہی تھے کچھ تھوڑا سا لشکر تھا اور چند توپیں تھیں جنکا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جس مقام پر نواب نے پڑاؤ ڈالا تھا اور خندقیں کھدوائی تھیں وہاں سے دریا مڑ کر گھوڑے کے کسٹ کی شکل اختیار کر لے۔ اس کے دونوں سرے اندر کی طرف مڑ کر ایک جزیرہ نما کی شکل بناتے ہیں جسکا دائرہ تقریباً تین میل اور ٹوک تقریباً ایک ربع میل سے کم ہے۔ اس کے جنوبی سرے سے خندقوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو دریا کی طرف ۲۰۰ گز چلا گیا ہے اور وہاں سے گھوم کر شمال کی سمت میں تین میل تک چلا جاتا ہے اس کو نے پر ایک سوڑ تھا جہاں غنیم نے چند توپیں چڑھا دی تھیں۔ یہاں سے

مشرق کی جانب .. ۳۰ گز کے فاصلے پر ایک ٹیلہ تھا جس کے گرد نخل تھا اور جنوب میں ۸۰۰ گز کے فاصلے پر کھائیو کے باغ کے قریب ایک تالاب تھا یہاں سے اور .. اگر جنوب میں ایک اور بڑا تالاب بھی تھا۔ ان دونوں تالابوں کے گرد مٹی کا مضبوط پشتہ تھا جو پہاڑی قیلے کے ساتھ لکڑا اس مقام کو نہایت اہم بنا دیتا ہے۔ جو فوج بھی اس پر قبضہ کر لے اس کے لئے نہایت کارآمد ہے صوبہ دار کی کچھ فوج اس جزیرہ نما میں مقیم تھی اور کچھ دریائی خندقوں میں۔ اس کے پاس جگہ پچاس ہزار سپیدل۔ اٹھارہ ہزار اعلیٰ قسم کی سوارہ فوج اور ۵۳ توپیں تھیں جن میں سے زیادہ تر ۳۲۔ ۲۴ و ۱۸ پونڈ والی تھیں۔ سپیدل زیادہ تر تفنگ قتیلہ۔ تیغ۔ نیزہ و تیر و کمان سے مسلح تھے لیکن ان میں اگر کوئی ترتیب تھی بھی تو نہایت ہی کم۔ سوارہ فوج نہایت باقاعدہ اور نہایت اچھے طور پر مسلح تھی توپیں نہایت مضبوط چوبیسوں پر جمی ہوئی تھیں جن میں پٹھے لگے ہوئے تھے اور چالیس پچاس مضبوط بیل کی جوڑیاں اور کوکھیا پھتی تھیں۔ انکی مدد کے لئے ہاتھی بھی موجود تھے لیکن اسکی فوج کا نہایت کارآمد دستہ وہ تھا جس میں چالیس پچاس فرانسیسی چند لکڑی کی مجلس کے سابق رکن ایم سینٹ فریس کی اتھنی میں تھے۔ اس کے پاس چار ہکی توپیں تھیں۔

۲۳ جون کو علی الصباح نواب اپنی فوج کو خندقوں سے لیکر کھائیو کے پڑاؤ کی طرف بڑھا۔ اکثر دستے نہایت ترتیب سے بڑھ رہے تھے۔ سینٹ فریس پیش پیش تھا۔ اس نے کھائیو کے باغ کے قریب بڑے تالاب پر قیام کیا۔ اس کے دائیں طرف دریا کے قریب چند بجاری توپیں ایک ہندوستانی افسر کی اتھنی میں تھیں۔ ان دونوں کے پیچھے اتنے فاصلہ پر کہ ضرورت کے وقت یہ دونوں مدد سے سکیں نواب کے خاص مقبرہ اور وفادار سپہ دار میر میدان کی کمان میں نہایت چیدہ پانچ ہزار سوار اور سات ہزار سپیدل تھے۔ نواب کی باقی فوج ایک کمان کی شکل میں ترتیب دی گئی تھی جس کا ایک سرا پڑاؤ کے قریب کے قیلے پر تھا اور دواں سے گھوم کر دوسرا سرا باغ کے جنوب مشرقی کے کنارے پر تھا۔ اس درمیان میں سوار اور سپیدل کثیر تعداد میں موجود تھے۔ انگریزوں کے قریب میر جعفر کی فوج تھی۔ اس کے بعد یا بلطف خاں کی اور اس سے آگے راجہ دلا رام کی۔ اس طور سے انگریز جو باغ میں مقیم تھے وہ ایک طرف دشمن کی فوج سے اور دوسری طرف دریا سے محصور ہو گئے لیکن میر جعفر کی موعودہ غداری کا لحاظ رکھتے ہوئے سب سے بڑا خطرہ

سینٹ فریس کی جماعت اور میر سیدان کی فوج سے رہ جاتا تھا۔

شکار گاہ کی چھت پر سے کلایٹو نے غنیم کی ترتیب کو دیکھ کر ہلکا ہلکا اندازہ کیا کہ اگر اسکے سب سپہ دار اپنے اتفاق کے ساتھ ذرا بھی وفادار رہے تو وہ آسانی انگریزوں کو روک سکیں گے۔ کلایٹو نے اپنے مراسلہ مورخہ ۲۶ جولائی میں مجلس نظام کی راز دار کیٹی کو تحریر کیا کہ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور ۶ بجے تک اونھوں نے بھاری توپوں سے ہم پر سخت گولہ باری شروع کر دی اور چند گھنٹے تک نہایت تیزی سے آگ برساتے رہے۔ اس وقت ہماری قیام گاہ ہمارے خوب کام آئی۔ ہم ایک بڑے باغ میں تھے جس کے چاروں طرف مضبوط مٹی کا پشتہ تھا وہ ہمارے گرد ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر مقیم تھے۔ لہذا گولہ باری سے اونکی مطلب باری تقریباً ناکم تھی۔ ہم خاموش پڑے رہے رات کو اون پر چھا پہ مارنا مناسب سمجھا۔ دوپہر کے قریب غنیم اپنے توپ خانے کو لے کر اپنے اپنے پڑاؤ پر واپس ہو گیا۔

سہ پہر تک کی جنگ کا خاکہ کلایٹو کا تحریر کردہ ہمارے لئے موجود ہے لیکن یہ محض خاکہ ہی ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ سینٹ فریس نے اپنی چار توپوں میں سے ایک سے گولہ باری شروع کی جس سے ایک یورپی زخمی اور ایک ہلاک ہوا اسکے بعد فوراً ہی غنیم کی کل فوج نے آتش باری شروع کر دی لیکن اونکی گولیاں اونچی گئیں اور وہ بہت کم نقصان پہنچا سکیں۔ کلایٹو نے اس عرصہ میں اپنی دو توپیں اور اپنے دو ہاونڈرز شکار گاہ کے سامنے دو سو گز کے فاصلے پر جادئے اور اپنی باقی فوج کو باغ کے سامنے اس طور پر ترتیب دیا کہ اوسکا نیسرہ شکار گاہ کی طرف رہا جوں ہی غنیم نے آتش باری شروع کی اوس نے تیزی سے اوسکا جواب دیا۔ اسکی باقی چھ توپیں یورپی ملٹن کے دونوں باروؤں پر کھدی گئی تھیں اور یہ انگریزی فوج کا قلب تھا۔ اونھوں نے غنیم کی بھاری توپوں کا جواب دیا لیکن یہ کمزور رہیں اور کوئی خاص اثر انکی آتش باری کا نہ ہوا۔

نصف ساعت کی آتش باری میں انگریزوں کے دس یورپی اور بیسی سپاہی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ کلایٹو نے ایک دستہ تو شکار گاہ پر چھوڑ دیا اور ایک اینٹوں کے ٹیلے کے قریب۔ باقی سب کو باغ کے اندر لے کر واپس ہو گیا۔ اس مراجعت سے غنیم کے دل بڑھ گئے۔ وہ اپنی توپوں کو اور آگے لے آئے اور انکی آگ زیادہ تیز ہو گئی۔

اور مسلسل جاری رہی لیکن یہ بھی زیادہ ہلک ثابت نہ ہوئی کیونکہ انگریزی فوجیں فوجوں کے سامنے تھیں اور پشتہ کی آڑ میں تھیں اور بیٹھنے کے بعد وہ بالکل آڑ میں ہوجاتی تھیں۔ ابجے کے قریب باقاعدہ جنگ شروع ہوئی نواب کے نقصانات انگریزوں کے کم سے کم زیادہ رہے بعد ازاں کلائیو نے اپنے خاص افسروں کو مشورے کے لئے بلایا اور ان کی رائے سے یہ طے کیا کہ آدھی رات تک یہیں مقیم رہنا چاہئے اور اس کے بعد نواب کے پڑاؤ پر چھاپہ مارنا چاہئے۔ کلائیو کے جس مراسلے سے اوپر اقتباس لیا گیا ہے اس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ غنیم اپنا توپ خانہ واپس لے گیا غالباً اسی وقت اون کا مشورہ بھی ختم ہوا ہوگا۔

جلس کے برخاست ہو نیکے بعد ہی موسلا دھار پانی پڑنے لگا۔ بارش کے موسم میں یہاں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے نصف گھنٹے تک بارش ہوتی رہی اور اسی عرصہ میں نواب کی آتش باری بھی رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی اور آخر میں بالکل بند ہوگئی۔ نواب نے بارود کو بالکل کھلا چھوڑ دیا تھا لہذا بارش میں وہ قطعی سیکا ہوگئی۔ کلائیو نے اپنی بارود کو نہایت احتیاط سے محفوظ کر لیا تھا اور جب غنیم کی سوارہ فوج نے یہ خیال کر کے حملہ کیا کہ انگریزوں کی بارود بھی خراب ہوگئی ہوگی تو اونکا سختی سے مقابلہ کیا گیا اور گولہ باری نے بہت سی زینوں کو خالی کر دیا اور وہ سب کے سب چکر کھا کر واپس ہو گئے۔ میر میدان جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس ہم میں ہلاک ہوا۔

اس وفادار اور شجاع سپاہی کی موت سے صوبہ دار بہت ہمت ہو گیا۔ اس نے میر جعفر کو بلایا اور اس سے التجا کی کہ اپنی قسم پر قائم رہنا، اپنی پگڑی ادا کرنا کہ اپنے اس پھوپھو کے پاؤں پر رکھ دی اور نہایت لمباحث سے کہہ کہ ”جعفر اس پگڑی کی عزت تیرے ہاتھ ہے“ میر جعفر نے دوبارہ اسکا وعدہ کیا لیکن بجائے وعدہ پورا کرنے اس کم ظرف مفیلے مسلمان نے کلائیو کو ان تمام واقعات سے مطلع کیا اور اس سے التجا کی کہ اسکو آگے بڑھا چلا آنا چاہئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسکو رات میں ضرور حملہ کرنا چاہئے۔ شام تک یہ خط کلائیو کو نہ مل سکا لیکن دیگر واقعات بھی اس کو اسی رات پہلے لارے تھے۔

اس نوعمر نواب سے جسکے گرد و خواروں کا اجتماع تھا جس کے تنہا وفادار صادق معاون کا

نواب کے وفادار
سردار کی موت اور
خدا اور کفار نور

کام تمام ہو چکا تھا ہمدردی کے بغیر رہنا ممکن ہے۔ میر جعفر کے ہٹنے کے بعد ہی دوسرا غدار راجہ دلاب رام جسکے پاس نواب کے قریب والی فوج کی کمان تھی اوسکے پاس پہنچا۔ اوس نے نواب کو نہایت پریشان پایا۔ انگریز آگے بڑھتے دکھائی دیتے تھے۔ اوسکے آدمی پیچھے ہٹتے جاتے تھے۔ امیدوں کا خاتمہ ہوا جا رہا تھا بجائے اسکے کہ وہ صوبہ دار کی ہمت بڑھاتا اور لڑائی جاری رکھنے کی اوسکو ترغیب دیتا اس غدار راجہ نے اوسکی دہشت کو اور بھی بڑھا دیا۔ اوس سے کہنے لگا کہ "اب شکست ہو گئی یہاں سے" مرزا بوجھل دینا ہی اچھا ہے، "مصیبت کے وقت اپنی جان بچانے اور اپنے خاندان کا وجود برقرار رکھنے کی غرض سے اوس نے اسکی بات مان لی اور اپنی فوج کو خندقوں میں واپس ہونے کا حکم دیا ایک تیز رفتار مارتہ پر سوار ہوا اور دو ہزار سواروں کی ہمرکابی میں اپنے دارلنکوت کو روانہ ہو گیا۔

نواب کی
مراجعت

نواب سے ملنا
فرمائیے
مہاراجہ دار
مستقبلہ

اس وقت دن کے دو بجے تھے۔ کلائیو نے اپنے مشورے کیلئے جو مجلس کی تھی اوسکے برخاست ہو چکے بعد پہلے گھنٹے میں تو بارش ہوتی رہی۔ دوسرے گھنٹے میں صوبہ دار کی سوار فوج نے مراجعت کی۔ اسکے بعد مراجعت کرنے والوں کا تعاقب ہوا۔ اور صوبہ دار کی اپنے دو غدار سپہ داروں سے گفتگو رہی۔ دو بجے تک غنیمت کا حلقہ بالکل ختم ہو گیا اور وہ خندقوں میں واپس ہونے لگے اپنے بیلوں کو جوڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میدان میں صرف فرانسیسیوں کی ایک قلیل جماعت باقی رہ گئی اسکے متعلق پہلے بتا دیا گیا ہے کہ یہ باغ کے قریب بڑے تالاب پر مقیم تھی۔ اس مقام کی خاص اہمیت یہ تھی کہ انگریز یہاں سے سپاہ شہ غنیمت کی فوج کو اپنی زدیں لیکر اونکو سخت نقصان پہنچا سکتے تھے۔ سینٹ فرانس تقریباً تنہا رہ گیا تھا وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ انگریز اس جگہ سے کیا فائدہ اٹھائیں گے۔ غداروں میں اپنے آپ کو وفادار ثابت کرنے کی غرض سے اوس نے اپنی قومی شجاعت پر عمل کیا اور حتی الوسع اس مقام کو محفوظ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

کپٹن کی فوجیں بھی اس وقت ایک نہایت بہادر عہدہ دار کی کمان میں تھیں۔ شینس یہ جسمیں کلچرلک تھا جو جو بی ہند میں کافی امتیاز حاصل کر چکا تھا۔ کلچرلک نے بھی سینٹ فرانس کے انداز کو دیکھ لیا تھا۔ وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ اس مقام پر قبضہ کرنے سے کیا فائدہ

حاصل ہو سکتا ہے اور اگر انگریزوں نے کوچ کے وقت تک فریس اس پر قابض رہا تو وہ اوکو کی نقصان پہنچا سکتا ہے لہذا اس نے اسکو یہاں سے ہٹانیکا ارادہ کر لیا۔ کلائیو کو اپنے ارادے اور اپنے دلائل سے آگاہ کر کے اس نے دو دستے اپنے ساتھ لئے اور سینٹ فریس کی طرف بڑھا۔

حالانکہ غنیم کا حزمہ ختم ہو چکا تھا لیکن میر جعفر کا خط نہ ملنے کی وجہ سے کلائیو نے یہ طے کیا کہ غروب آفتاب تک آخری حملہ ملتوی رکھا جاوے اور چونکہ کئی گھنٹوں کا وہ تنکا ماندہ اور پریشان تھا اور اس سے کہیں زیادہ تنکا نہ پریشانی کے شیش آہٹکا اندیشہ تھا کچھ آرام لینے کی غرض سے شکار گاہ کو واپس ہو گیا لیکن یہ حکم دے گیا کہ اگر غنیم کی حالت میں کچھ تبدیلی واقع ہو تو اوکی اطلاع اسے فوراً کر دیا جاوے۔ یہاں اسکو کلائیو کا پیغام پہنچا۔ فوراً اٹھ کر کھیلکت کے پاس روانہ ہوا۔ وہ جملے کے لئے بڑھنے ہی والا تھا کہ یہ وہاں پہنچ گیا۔ بغیر اجازت اس قسم کی حرکت کرنے پر اسکو ڈانٹا لیکن یہ دیکھ کر کہ وہ آگے بڑھ چکا ہے اس نے نوڈکمان لے لی اور کھیلکت کو واپس بھیج دیا کہ وہ باغ سے ایقانہ فوج کو اپنے ساتھ لے آوے۔ جب فریس نے انگریزوں کی جدوجہد اور اپنی سبکی پر غور کیا تو وہ اس مقام کو خالی کہے کے واپس ہو گیا اور خندقوں کے قریب کے ٹوہڑ پر پہنچ گیا اور وہاں اپنی توپیں جاویں۔

جب انگریزوں کی فوج اس طرح آگے بڑھ رہی تھی تو میر جعفر کی فوج پسپا شدہ فوج کے پیچھے آتے ہوئے دکھائی دی۔ اسکے بعد یہ دیکھا گیا کہ بان کی شمالی حد پر بڑھنے کے بعد وہ بائیں طرف منگٹی اور اس سمت میں بڑھنا شروع کر دیا۔ شروع میں تو انگریزوں کو یہ خیال ہوا کہ یہ فوج اس کے اسباب پر ٹوٹ پڑنے والی ہے لہذا ایک جماعت کو ایک توپ دیکر اس کے روکنے لئے بھیج دیا۔ یہ فوج پھر رک گئی۔ اور آہستہ آہستہ دوسری فوجوں سے غلغلہ ہٹنے لگی اور ایک دوسری سمت میں آگئی۔ ان کا قصہ اب ہم پھر بیان کریں گے۔

جب یہ فوج یہ چالیس چل رہی تھی کلائیو ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا تھا جہاں سے وہ غنیم کی فوج پر گولہ باری کر سکے۔ اس آتشباری سے صوبہ دار کی فوج کو سخت نقصان پہنچا اور اس نے بائیں چل گئی لیکن انگریزوں کی جو فوج فرانسیسیوں کی زد میں تھی اسکو بھی نقصان پہنچا۔ منسلک کی آتشباری کو روکنے کی تدبیر کلائیو نے یہی ہوئی کہ پہلے اس کو دکھائی

میر جعفر کی فوج سے ملنے لگی

رخ کیا جاوے لیکن جب تک موخر الذکر فوج کا رخ خطرناک رہے وہ فرانسیسیوں کے سخت مقابلے پر اپنی فوج لائیکے لئے تیار نہ تھا۔ لیکن ہے کہ وہ فوج میر جھٹر کی ہو لیکن اسکا کوئی یقین نہ تھا۔ نہ تو میر جھٹر کا کوئی خط آیا تھا اور نہ کلایٹو کو اتناک نوب کے فرار ہوئی کی اطلاع ملی تھی۔ اس نازک وقت میں یہ فوج پیچھے ہٹتی ہوئی دکھائی دی اور اسکے بعد تمام شکوک رفع ہو گئے۔ اوسکو اب یقین ہو گیا کہ وہ نہوچہ اوسکے معاون کی فوج ہے۔ اس طور سے یقین ہو جانیکے بعد کہ یہ فوج اوسکو نقصان نہ پہنچاویگی اوس نے اپنی پوری فوج اوس موٹر پر اور اوسکے مشرق میں ٹیلہ کی طرف ڈال دی۔ سینٹ فرانس نے بڑا سخت مقابلہ کیا۔ ہندوستانی سب اوسکو چھوڑ چکے تھے اپنی قلیل جماعت کو دوسرے کسی موقع کے لئے محفوظ رکھ کر وہ یہ جگہ بھی چھوڑ گیا اور اوس نے اپنی توپیں بھی وہیں چھوڑ دیں۔ یہ انگریزوں کا آخری مقابلہ تھا۔ سینٹ فرانس کی واپسی کے وقت ٹھیک پانچ بجے تھے اور گھڑی کے گھنٹے نے اوس مبارک ساعت کا اعلان کیا جس میں انگریز ہندوستان کے زرخیز ترین قطعہ پر قابض ہوئے اور جس پر قابض ہونیکے بعد ان کو اپنے مستقر سے آگے بڑھ کر اوس ہزاری تک پہنچنے کی مجبوری لاحق ہوئی جو کسی نہ کسی وجہ سے » ہندوستان کے قلعے کا گلے سس (Glacis) کہلاتا ہے «

جب یہ شکست خوردہ فوج اپنے سپہ داروں کی غداری سے نقصان اٹھانیکے بعد اپنے باربروادی کے سامان۔ اور فیل و شتر کو لیکر اور ہیشمار سامان رسدہ ہوشی۔ اور چیخوں اور دیگر قسم کے مال و اسباب کو چھوڑ کر مراجعت کر رہی تھی تو کلایٹو کے پاس میر جھٹر کے قاصد پہنچے کہ وہ اوس سے ملاقات کی درخواست کرتا ہے۔ کلایٹو نے جواب دیا کہ کل صبح داؤد پور میں ملاقات ہوگی۔ یہ مقام مرشد آباد سے جنوب کی طرف بیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فوج کی زیادہ تعداد نے اُدھر ہی کا رخ کیا۔ اور انعام میں نقد روپیہ ملنے کے وعدہ کے بعد انہوں نے اوسی دن شام کو خوش خوش کوچ کیا۔ سر آیر کوٹ کی کمان میں ایک دستہ نیم کے تقاب میں گیا تاکہ وہ دوبارہ جمع نہ ہونے پاوے۔ تھوڑے عرصے کے لئے فوج نے اپنے تھکے ماندے سیلوں کو صوبہ دار کے اعلیٰ درجہ کے مضبوط سیلوں سے بدلنے کے لئے قیام کیا بعد ازاں فوجیں بڑھی چلی گئیں اور صبح آٹھ بجے سب داؤد پور پر جمع ہو گئیں۔

سینٹ فرانس
کی مراجعت
اور جنگ کا
خاتمہ

میر جھٹر کی
کلایٹو سے
درجات

یہ تھی جنگ پلاسی۔ انگریزی فوج کے نقصانات نہایت قلیل تھے۔ سات یورپی اور سولہ سپاہی ہلاک اور تیرہ یورپی اور چھتیس سپاہی زخمی ہوئے کوئی افسر ہلاک نہیں ہوا البتہ دو زخمی ہوئے لیکن انہوں نے کام نہیں درج نہیں۔ گینٹ کے ایک ملاح شورٹچ نامی کی ہلاکت میں تو پانچ سو پر کام کرتے وقت گولی لگی۔ غنیمت کے نقصانات اس سے کہیں زیادہ تھے اسکے کل مقتول و مجروحین کا انمازہ ایک ہزار کا کیا جاتا ہے ان میں بہت سے افسر بھی شامل تھے۔ انگریزوں کے مقابلے میں وہ گولی کی زد میں بھی زیادہ تھے جس ماسلہ کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اس میں کلایو ۲ بجے سے پانچ بجے تک کے واقعات درج کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ غنیمت کی سوار فوج نے اپنے آپ کو بہت زیادہ نمایاں کر دیا۔ ان میں سے بہت سے ہلاک ہوئے اور قتلین میں چار پانچ بڑے پائے کے اعلیٰ افسر بھی تھے۔

کلایو نے فوج کو حاصل کر لی لیکن اب ہم کو یہ تحریر کرنا ہے کہ اس سے اس نے کیا استفادہ حاصل کیا۔

دسواں باب

پلاسی کے مال غنیمت کی تقسیم اور کلایو کے تعلقات میر جعفر سے اور جونی ہند کے بڑوں اور ولندیزیوں سے

دوسرے دن صبح کو کلایو نے اسکرپٹن اور بربک کو میر جعفر کے استقبال کے لئے بھیجا۔ اب وقت آگیا تھا کہ مال غنیمت کی کم سے کم ایک چیز کو تقسیم کر دیا جاوے۔ جن تین سپہ داروں کے پاس میدان پلاسی میں خاص فوجوں کی کمان تھی اور ان میں سے ہر ایک نے لڑائی سے قبل ہی کلایو کو مختلف تجاویز پیش کی تھیں۔ پہلے بارنٹ خاں نے سودا کیا۔ وہ محض صوبہ دار ہی چاہتا تھا۔ لیکن میر جعفر کی بولی اس سے بڑھتی۔ اس نے اپنے ساتھ راہبہ ڈلاب رام کو بھی لایا اور وہ میر جعفر کی مانتی میں وزارت ال پر رہی ہو گیا۔ یہ قرار پایا کہ میر جعفر کو تینوں صوبوں کا صوبہ دار بنادیا جاوے اور وہ اس کے معاونے میں انگریزوں کے اُن تمام مراعات خصوصی کو تسلیم کرے جو گرنشہ فروری میں میراج الدولہ اوکو وینکا کے حکمت کے جنوب کی تمام اراضی مع ایک قلعہ زمین کے جس کا عرض تقریباً ۶۰ گز ہے اور جو سرہٹوں کی خندق کے گرد واقع ہے کمپنی کو دیا جاوے۔ فرانسیسیوں کے جتنے کارخانے صوبہ میں ہیں وہ سب انگریزوں کے حوالے کر دئے جاویں۔ صوبہ دار اس بات کا عہد کرے گا کہ نہ وہ اندر آئندہ اس کے جانشین نصب ہوگی کے بچے کوئی قلعہ تعمیر کریں گے اور بیرونی حملے کے وقت صوبہ دار اور اس کے جانشین کو انگریزوں سے امداد و طلب کر سکا حق حاصل ہوگا اور اسی طرح انگریز بھی ان کی اعانت کے مستحق ہوں گے۔ میر جعفر نے ان تمام نقصانات کی تلافی کی غرض سے جو انگریزوں کو کھٹے کے پہلے حلے کے بعد سے ادا ملنے پڑے تھے کمپنی اور اس کے متعلقین کو کثیر رقم ادا کر سکا و وعدہ کیا اور سند نشینی کے سلسلے میں جو خدمات تھیں ان کا صلہ ان رقم سے عطا کیا۔

سلہ بحیرہ کو ۲۵ لاکھ روپیہ ملا اور اسی قدر فوج کو بھرتی کر دیا گیا کہ جو میراج الدولہ کے حملے کے وقت اس اپنے ساتھیوں کے جہاز پر نہ اپنے کیلئے قلعہ جوڑ کر بھاگ گیا تھا اور یہ بھی دو لاکھ اسی ہزار

میراج الدولہ کے
سپہ داروں
کی بخاری

جو رقم صرف کمپنی کو ادا کی گئی اور اسکا اندازہ ایک کروڑ یعنی دس لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے۔ دس لاکھ کلکتے کے باشندوں کو اور سات لاکھ آرمینیوں کو دئے گئے۔ دوسری مدین فوج۔ بحریہ اور کلکتے کی مجلس کے ارکان کو انعام عطا ہوئے جن کی رقوم ذیل میں درج ہیں۔ اس معاہدہ کی تعمیل کے لئے جسکی پابندی اب فریقین پر لازم ہو گئی تھی ۲۴ جون مقرر ہوئی اور یہی دن کلائیو اور جعفر کی ملاقات کا تھا۔ میرا خیال ہے کہ شاید ناظرین اس سپردار کے کچھ سابق حالات معلوم کرنے کے شائق ہو گئے جس نے اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے اپنے آقا کے ساتھ غداری کی اور آخر میں خود مصائب و بے چینی کا نشانہ بنا۔

میر محمد جعفر ایک شریف خاندان سے تھا جس نے بہار میں سکونت اختیار کی تھی۔ اس نے علی وردی خاں کی ملازمت اختیار کی اور اسکا ایک مقبرہ عہدہ دار بننا۔ سراج الدولہ کی پھولی سے اس نے شادی کی۔ علی وردی خاں کے انتقال کے بعد بخشی کے عہدے پر مامور ہوا اور بحیثیت سپہ سالار کے اسکو فوج کی کمان ملی۔ اور جون ۱۸۵۶ء میں کلکتے پر جس فوج نے حملہ کیا تھا وہ بھی اسکی کمان میں تھی۔ سراج الدولہ سے اس کے

جنگ پراس کی
بعد پھولی
جعفر سے
ملاقات

بقید حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ عطا ہوئے۔ کرنل کلائیو جو بدکاروں کی حیثیت سے میر جعفر سے گفت و شنید کر کے لے مقرر ہوا تھا اس سے بھی اسی قدر رقم ملی۔ سبج کلرک۔ وائس اور بیچر کو ارکان مجلس کی حیثیت سے ۲ لاکھ چالیس ہزار فی کس ملے۔ یہاں قبل از وقت ہی اتنا اور اضافہ کر دینا چاہئے کہ بعد میں ان حضرات کو مزید رقوم بطور انعام کے بھی ملیں۔

کلائیو۔ ۱۶ لاکھ

وائس۔ ۳ لاکھ

مجلس کے چھ ارکان کو ایک لاکھ فی کس

مدارس کے بخشی اور کلائیو کے متعدد وائس کو ۵ لاکھ

اسکریفٹن کو۔ ۲ لاکھ

پوشگلشن پچاس ہزار

میر گرانٹ جسکے پاس نہ ۳۰ کی شاہی ملٹن کی کمان تھی اس سے بھی ایک لاکھ روپیہ ملا۔

لے اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ پانچ بجے کے قریب نواب ایک کھلی بالی میں اپنے بخشی اور سپہ سالار

تعلقات کبھی ایسے نہ رہے۔ اس نوعِ شخص کی تعلیم ہوئی تھی اور نہ تربیت۔ اس نے بچپن کا وہ کبھی محاذ نہ کرنا تھا ہمیشہ گستاخی سے اس کے ساتھ پیش آتا۔ اس نے کئی مرتبہ اس کی ٹوہن بھی کی اور ایک مرتبہ اس کو برخواست بھی کر دیا۔ یہ جتنی پر یہ سب ذلتیں شائقِ گزشتہ تعلیم کیسے خون کے ٹھونٹ پیکر رہا تھا۔ یہ زمانہ انقلاب کا تھا میرٹھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ خاندان کے خاندان تہ وبالا ہو گئے۔ چار برس ہیں۔ وہی کا تخت تک اس انقلاب سے محفوظ نہ تھا لہذا اس نے بھی اس شخص کو جو اسے ذلیل کرتا تھا اور پست اور سربزگرتا تھا مرشد آباد کے تخت سے معزول کر نیکی غرض سے غیر ملکیوں کے ساتھ جہانے میں کہ پس پیش نہ کیا۔ لیکن اس کی جو حقیقت اس سے ادا کرنی تھی اور کیا وہ اسے کچھ انداز نہ تھا اور کبھی اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی ہوگی۔ یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ مستقبل اس کی آنکھوں سے اوجھل تھا اور اس کو کچھ عرصہ کے لئے اطمینانِ قلب حاصل ہو گیا لیکن جو مصائب بنگال کی تاریخ کے اون واقعات سے واقف ہیں جو کلائیمو کے افغانستان واپس ہونیکے پیش آئے وہ اس بات کو تسلیم کریں گے کہ جیسی معقول نہ میرٹھ کو اپنی غلامی کی ملی وہ شاید ہی کسی اور غلام کو ملی ہوگی۔

لیکن اس وقت وہ کلائیمو سے ملنے اور اپنے ساتھی سے اپنی غلامی کا صلہ حاصل کرنے کے لئے جا رہا ہے ایک طرف تو اس بات کی فکر ہے کہ دیکھئے کیسا استقبال ہوتا ہے دوسری طرف یہ خوف ہے کہ کہیں یہ ڈانٹ نہ پڑے کہ حسب وعدہ کل پورے طور سے مدد کیوں نہیں کی۔ ایک ہمعصر موصوف لکھتا ہے کہ اذخیمہ پر پہنچنے کے بعد وہ اپنے ساتھی سے اوجرا و رہا نہ آگے بڑھ کر نہایت عزت سے اس کو سہارا دیا میرٹھ اس کا مطلب نہ سمجھا اس میں اپنی تباہی کا اشارہ سمجھ کر وہ پیچھے کو ہٹنے لگا اتنے میں کلائیمو نے تیزی سے بڑھ کر اس سے معاف کیا اور بہار۔ بنگال۔ وادریسہ کے صوبہ وار کی حیثیت سے جب وہ آداب بکالایا تو اس کا خوف رفع ہوا ایک گھنٹے تک ان میں گفتگو ہوتی رہی۔ کلائیمو نے اس بات پر زور دیا کہ اس کو نور ام رشید آباد پہنچ کر سراج الدولہ کی خبر لینی چاہئے تاکہ وہ خزانہ رہا تھ نہ مار سکے۔

بقیہ ماشیہ صوفیہ گزشتہ۔ میرٹھ جو وہ گرا علی بہار داروں کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا، "لاڈلکھا میو" برہم صفو ملا اور اپنے کتابتِ بیخ بند کی دوسری جلد میں صفو سے پہلے ہی اس کی نام کیا ہے۔

نئے صوبہ دار صاحب کی سبجوس میں یہ بات آگئی۔ فوج میں واپس آئے اور وہاں سے روانہ ہو کر شام تک دارلنکو مت پہنچ گئے۔ کلائیو نے دیگر سازشیوں کو دوسرے خطوط لکھے اور چھیل آگے بڑھ کر بیٹا نکاؤں میں شام تک قیام کیا۔ دوسرے دن دوبہ کو ماہو پور پہنچا اور وہاں سے وینڈس اور ویلش کو سو سپاہیوں کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ وہ مذکورہ بالا قوم کے وصول کر نیکا انتظام کریں۔ انھوں نے جا کر دیکھا کہ خزانہ میں جو روپیہ ہے وہ ان مطالبات کو پورا نہیں کر سکتا لہذا انھوں نے یہ طے کیا کہ ان میں سے نصف رقم ادا کر دیا وے اور اس نصف میں ۱۰۰ روپے نقد ہونا چاہئے اور ۱۰۰ روپے جو اہلست اور دیگر قیمتی سامان، اور باقی نصف تین سال کے عرصے میں تین مساوی اقساط میں ادا کر دیا جاوے۔

یہاں جب اس معاملے کی باتیں ہو رہی تھیں کلائیو دوسرے سازشیوں کو شرائط پیش کر رہا تھا اور جب وہ سب اسکی شرائط پر راضی ہو گئے تو وہ ۲۰۰ یورپی اور ۳۰۰ دیسی سپاہیوں کی ہمرکابی میں ۲۹ جولائی کو مرشد آباد میں داخل ہوا اور مراد باغ میں مقیم ہوا۔ اوسکے ساتھیوں نے بھی باغ میں ہی پڑاؤ ڈالا۔ میر جعفر کا بڑا بیٹا میراں اوسکے استقبال کو آیا اور صوبہ دار صاحب کے محل پر اوسکو اپنے ساتھ لے گیا۔ یہاں میر جعفر اور اوسکے خاص خاص عہدہ دار اوسکے استقبال کے لئے موجود تھے کلائیو میر جعفر کو آداب بجالایا اور مرشد تک اوسکو لے گیا میر صاحب نے ذرا انکسار سے کام لیا اور کچھ پس پیش ظاہر کرنے لگے لیکن کلائیو صاحب نے اوسکو مسند پر بٹھا ہی دیا اور رواج کے مطابق لغزہ بلند کیا اور سواشیوں کی نذر پیش کی۔ اور ایک ترجمان کے ذریعہ سے امرا کو خطاب کیا۔ اوسکے آقا کی تبدیلی پر اوسکو مبارک باد دی اور میر جعفر کے ساتھ وفادار رہنے کی اوسکو تلقین کی بعد ازاں حسب دستور دیگر رسوم ادا کی گئیں اور جدید صوبہ دار کی مسند نشینی کا شہر میں عام اعلان کر دیا گیا۔

میر جعفر نے اسے جس عزیز کے ساتھ اس طور پر غدار کی کی تھی اوسکا حال مختصر طور پر بیان کے بغیر اس داستان کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ سراج الدولہ پلاسی کے میدان سے بھاگ کر اسی مدت مرشد آباد پہنچ گیا تھا دوسرے روز صبح اسے اپنی فوج کے بالکل تباہ و برباد ہوا ہلکی خبر ملی شام تک اوس نے اپنے محل میں آرام کیا اور وہاں سے اپنی عزیز بیوی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک کشتی میں اس امید پر روانہ ہوا کہ ایم۔ لاجو بھاگلپور سے آ رہا تھا شاید اسکو پناہ دے سکے لیکن راج محل پر

میر جعفر کی
مسند نشینی

سراج الدولہ کا
قتل

کشتی بان تھک گئے اور اس نوعمر نواب نے ایک باغ کی ویران عمارت میں رات گزار دی یہاں یہ سچان لیا گیا اور پھر کریم پور کے حاکم کر دیا گیا۔ ان دونوں میں جو ملاقات ہوئی اس کے خیال سے تاریخ انگلستان کے عہد کو چھبیس ثانی اور ڈیڑھ آف ناماؤتھ کی ملاقات کا نظارہ یا آجادیگا ایک طرف اسی قسم کی یہاں بھی جان بخشوائی کی بے سود کوشش تھی اور دوسری طرف سے اسی قسم کی سرجی کا انکار تھا۔ اسی رات سراج الدولہ اس کے قید خانہ میں ملا کر آیا گیا۔ ایک دن تیل ایک اور اسی قسم کا واقعہ پیش آچکا تھا جو اس سے کوفرت انگیز نہ تھا۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ سازشیوں نے دو عہد نامے تیار کئے تھے۔ ایک حقیقی اور دوسرا جعلی جو امین چہند کو دھوکا دینے کی غرض سے تیار کیا گیا تھا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت سکار بنگالی کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری ہوا۔ یہ شخص کسی لحاظ سے بھی قابلِ حیرت نہیں باوجود اسکے کہ سازشیوں کے راز میں تھا اور اس نے او کو اس بات کی دھمکی دی تھی کہ اگر بیس لاکھ روپیہ اس کے لئے مخصوص نہ کیا گیا تو وہ سب راز افشا کر دیگا۔ آج کل کی اصطلاح میں اس کی اس حرکت کو استحصال بالجبر کہنا چاہئے۔ کھلیجو اور دیگر عہدہ دار جتنے ساتھ وہ شریک تھا انہوں نے اس کو دھوکا دینا ہی مناسب سمجھا۔ دونوں عہد نامے اب اس کے سامنے پیش کئے گئے اور اس کے تفتیش نے ذرا کچھ بددی سے اس سے کہہ دیا کہ جو کاغذ اس کو دکھایا گیا تھا وہ جعلی تھا اور اس کو کچھ نہیں مل سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس فوری مدد سے اس کا دل غراب ہو گیا لیکن اگر ایسا بھابی تو یہ فضل محض عارضی تھا وہ فوراً تیرتھ کے لئے مالٹا چلا گیا اور کچھ عرصے کے لئے اپنا کاروبار بھی بند رکھا۔ برخلاف اسکے چلتے کے پرانے کاغذات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے جلد کاروبار شروع کر دیا تھا کیونکہ کلائیو کی واپسی کے بعد انگریزوں کے اکثر معاملات میں اس کا نام ملتا ہے۔

مال غنیمت کی تقسیم میں محض امین چہند کا ہی ایک واقعہ ایسا تھا جس سے بد مزگی پیدا ہوئی بلکہ فوج میں اس خبر سے بے چینی بھی پھیل گئی کہ ملاحوں کو سپاہیوں کے مقابلہ میں کچھ زائد رقم ملنے والی ہے اور اس کا وعدہ بحریہ سے پہلے کر لیا گیا تھا۔ دونوں محکموں کے نمائندوں کی ایک ذیلی مجلس نے ملاحوں کے خلاف فیصلہ کر دیا کہ ان کو دو سو روپوں سے حصہ نہیں مل سکتا اور کلائیو کے پاس اس کو منظوری کے لئے پیش کیا گیا تو اتنی مخالفت نہ ہوئی

امین چہند کے
ساتھ کلائیو کا
غریب

مال غنیمت کی
تقسیم کا فوج
پر اثر

نہایت سخت تھا اس نے مجلس کے فیصلے کو رد کر دیا اس کے صدر آرمسٹرانگ کو
حراست میں لے لیا اور مجلس برخواست کر دی۔ ایک معقول تحریر میں مجلس کو اس کی غلطی
بتادی اور اس سے معافی منگوائی لیکن اس سے دل کھٹے ہوئے اور سبھی وجہ
سے فوجی عدالت نے کپتان آرمسٹرانگ کو بری کر دیا۔ ایک اور لحاظ سے بھی نرکی تقسیم
مضر ثابت ہوئی۔ اس سے بدکاری اور شراب خواری بڑھ گئی اور اسو است
زیادہ ہونے لگیں۔

صوبہ دار صاحب کو بھی احساس ہونے لگا کہ ریاست کی مسند پھولوں کا بستہ نہیں۔
انگریز عیسویوں اور دیگر معاہدوں کے قلمی مطالبات کی وجہ سے تنگ آکر اس نے حکایتوں کی
کلکتے سے واپسی کے بعد اپنی رعایا کے متحمل ہونے کو کتنا ضرور گوارا تھا کہ اس کے
ہزار سائشیوں پر بھی اسکا اثر پڑنے لگا۔ راجہ ولاب رام جسکو وزیر مال بنایا گیا تھا وہ جس سے
یہ قرار پا چکا تھا کہ جو روپیہ سرکاری خزانہ میں داخل ہوا اس میں سے پانچ فی صدی وہ
اپنی ذات کے لئے لے سکتا ہے وہ بھی پریشان ہو کر اپنی ڈیوٹی کو چھوڑ کر میر جعفر سے
تعلقات منقطع کر دیئے اور اس سے قطعی کچھ نہ وکار نہ رکھا پور پٹیا کے راجہ اور بہار کے
گورنر نے بغاوت بر کر باندھی اور اس خورش کا اثر ڈھا کہ ملک پہنچا جہاں سابق نواب کے
خاندان کا ایک شخص سر فرزند ساموئیل کی تاک میں آس لگا سکے بیٹھا تھا۔ ان حالات
کی وجہ سے میر جعفر نے کلایٹو سے مدد مانگی حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اسکا بار اس پر کتنا بڑھ گیا
لیکن وہ مجبور تھا۔

انگریزی سردار کو اسکی توقع تھی اور وہ اس درخواست کا منتظر تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ
مشرق میں حکومت وقت کا انحصار روپیہ پر ہے۔ میر جعفر کا خزانہ خالی ہو چکا ہے۔
گداگر کی طرح اسکو انگریزوں سے آگے اٹھ پھیلنا پڑ گیا۔ کلایٹو نے سرکاری سے معاملات کو
سمجھ لیا تھا۔ سابق صوبہ دار کو معزول کر کے جو صدر وہ دیسی حکومت کو پہنچا جتنا نقص
اس کے بعد سراج الدولہ کی بھی مطلق العنانی نامکن تھی۔ اب تو اسکی ضرورت تھی کہ صوبہ دار صاحب
برائے نام امور کو انجام دیتے رہیں اور انگریز ہر طور سے اسکی نگرانی اور حفاظت کریں۔
کلایٹو یہ بھی جانتا تھا کہ میر جعفر اسکو ہرگز پسند نہ کریگا لیکن جب وہ اسکو بھی اختیار کرنی
پڑ گئی۔ وہ تازگی تھا کہ نئے صوبہ دار صاحب حکومت کے اتنے متواسم میں کہ برائے نام حکومت

جدید صوبہ دار
کی مالی شکلات

جاگیرداروں کی
بغاوت کا
صوبہ دار پر اثر

اور محض ظاہر ہی ٹھہرے کے لئے ہی وہ ہر قسم کی شرائط قبول کریں گے۔ البتہ اس بات کا
اوسے خیال تھا کہ مغزو مسلمان اُمرا جنکو سلطنت مغلیہ کے زمانے میں جاگسیریں
مل چکی تھیں وہ کس طرح یہ گوارا کریں گے کہ مغربی حملہ آور تو کل اختیارات غصب کر لیں اور
اونکے ہم مذہب و ہم ملت نواب کی حکومت برائے نام رہ جاوے۔

میر جعفر نے اس وقت درخواست کر کے کلائیو کو اس بات کے امتحان کا بھی موقع
دیدیا۔ اوس نے طے کر لیا کہ اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا چاہئے کہ حقیقی فرمانروا تو وہ خود
ہو گا لیکن اسکے ساتھ ہی صوبہ دار کا اعزاز و اقتدار برقرار رکھا جائیگا لہذا، ارنوہر کو
اپنی تمام فوجیں ایک جواب صرف ۵۰۰ انگریز اور ۱۳۰۰ ایسی سپاہ پر مشتمل تھیں کھلتے سے
مرشد آباد کو بردار نہ ہوا اور راجہ پورنیا جو میر جعفر سے بدظن ہو گیا تھا اوسکو اپنے ہمراہ
لیتا ہوا ۲۵ تاریخ کو وہاں پہنچ گیا۔ میر جعفر سے اسکی مصالحت کرائی اور ۲۵ یورپی
ہو قاسم بازار میں چھوڑ دئے گئے تھے اونکو اپنے ہمراہ لیکر وہ راج محل چلی اور وہاں صوبہ دار
کی فوج کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔ صوبہ دار کی افواج بہار پر اثر ڈالنے کی غرض سے
یہاں جمع ہو گئیں تھیں۔

کلائیو کے ہاتھ اب ایک موقع آ گیا تھا۔ بہار میں بے مضنی تھی اور صوبہ دار
وہاں کے اُمراء کو بغیر انگریزوں کی مدد کے دبا نہ سکتا تھا۔ کلائیو نے صوبہ دار کو مدد دینے
سے قطعی انکار کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ جب تک انگریزوں کی مابقی رقوم ادا نہ کر دی جاویں گی
اور سابق معاہدہ کی شرائط کی تکمیل نہ ہو جاوے گی اوسکا ایک سپاہی بھی آگے نہ بڑھے گا۔
میر جعفر کے لئے یہ ایک بہت بڑا ہتھی تھا۔ روپیہ اوسکے پاس نہ تھا روپیہ حاصل کر سکی
کو شمش سے اوس نے سب کو اپنا دشمن بنالیا تھا۔ اس مصیبت کے وقت میں اوسکو
اپنا سابق وزیر مال راجہ دلاب رام جبکو اوس نے فٹا کر دیا تھا یاد آیا۔ کلائیو کے ذریعہ
اس سے مصالحت ہوئی اور بعد ازاں کلائیو کی مرضی کے موافق تمام معاملات طے ہوئے
جنکی بدولت صوبہ دار کے علاقہ میں انگریزوں کا نبردِ فعل ہو گیا۔

یہ قرار پایا کہ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ کلائیو کو مرشد آباد کے خزانے سے دیا جاوے۔
اور ساڑھے دس لاکھ بر دوآن بکشن گڈنہ اور مگلی کی مالگزار سے اور آئندہ اپریل تک
جو رقوم واجب الادا تھیں اونکی بابت انیس لاکھ روپیہ بھی انہی علاقوں سے اوسکو ادا کیا جاوے۔

مزید رقم
مصلحت
کی توفیق

کلکتے کا جنوبی علاقہ جو اب تک کمپنی کو نہیں دیا گیا تھا وہ بھی اسی سلسلے میں اس کے حوالے کر دیا گیا۔ اسکی آمدنی ۸۵۸ ۲۲۲ روپے سالانہ تھی۔ ان معاملات کے طے ہو جانے کے بعد کلائیو صوبہ دار کے ہمراہ بہار کے مشہور شہر پٹنہ پہنچا۔ صوبہ دار یہاں اپنے تفریحی منظری کے فرمان کا انتظار کرتا رہا۔ کلائیو نے بھی طے کر لیا کہ اسکو خود کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو وہ بھی صوبہ دار کے قیام تک پٹنہ سے ہرگز نہ ہٹے گا۔ تین مہینے تک دونوں یہاں مقیم رہے۔ کلائیو نے اپنے اس قیام میں اپنے ملک والوں کو خاطر خواہ فائدہ پہنچایا صوبہ دار شہر کے کی تجارت کا مرکز تھا۔ اسکا اجارہ یجنٹوں کو دیدیا جاتا تھا جو دوبارہ کثیر منافع کے ساتھ دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیتے تھے۔ کلائیو نے یہ طے کیا کہ اسکا اجارہ کمپنی کو دیدیا جاوے اور جو رقم اتنی دوسروں نے ادا کی ہے اس سے زیادہ کمپنی ادا کر لگی۔ میر جعفر اتنا بیوقوف نہ تھا کہ وہ یہ نہ سمجھتا کہ اگر اس نے یہ تجویز منظور کر لی تو ملک کی ایک اہم تجارت اس کے غیر ملکی محافظوں کے ہاتھ میں چلی جاوے گی اور اس سے اون کو کس قدر بیش بہا منافع حاصل ہوگا لیکن انتظار کرنا محض بے سود تھا وہ تو ایک چڑیا کی طرح چڑی مار کے ہاتھ میں پھنس گیا تھا لہذا جمہور اسکو بھی تسلیم کر لینا پڑا۔

جس فرمان کا انتظار تھا وہ بالآخر ۱۱ اپریل کو موصول ہوا۔ میر جعفر کے غضب کو شاہی منظری عطا کر کے ساتھ ہی ایک فرمان کلائیو کو بھی عطا ہوا جسکی رو سے اس کو چھ ہزاری منصب حاصل ہوا اور سلطنت مغلیہ کے امرا میں اسکا شمار ہوا۔ دوسرے روز اسکی رسم ادا کی گئی۔ بعد ازاں فوجیں بارہ کو روانہ ہوئیں اور وہاں سے جدا ہو کر صوبہ دار نے مرشد آباد کا رخ کیا اور کلائیو کو کچھ عرصہ وہاں قیام کر کے کلکتے کو روانہ ہو گیا۔

کلائیو ۲۴ مئی کو کلکتہ پہنچ گیا۔ اب وہ سیاہ و سپید کا مالک تھا۔ وہ صوبہ دار کے کیرکٹر کو خوب سمجھ گیا تھا اور اس نے اندازہ کر لیا کہ جب تک وہ خود ہندوستان میں ہے اور میر جعفر مسند پر موجود ہے انگریزوں کو کسی بات کا کھٹکا نہیں لیکن مشرق میں کسی والی ریاست اور خصوصاً ایک غاصب کی زندگی کچھ بھر سوا نہیں ہو سکتا۔ اس زمانے میں جو خطرات اس نے مول لئے تھے وہ آجکل کے زمانے کے لحاظ سے کہیں زیادہ مہلک تھے۔ باوجود اور با اثر امراء کی پوشیدہ بے چینی اور خصوصاً صوبہ دار کے بیٹے میراں خاں اور اسکے داماد میر قاسم کی بھکاری کا کلائیو کو خوب احساس تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے

بجائے کی حالت
اور اطمینان
مہم و اہمیت

نواب کے دار الحکومت کے قریب قاسم بازار میں انگریزی فوج رکھ دی اور خود سکلٹے پنپکر ایک ایسا قلعہ تعمیر کرائیگی تدبیر سوچی جس میں انگریز محفوظ رہ سکیں۔ اس مطلب کے لئے اوسکو ایک بنائیا قلعہ مل گیا۔ اسکو جاب چارنک Jobharnock نے شاہ ولیم ثالث کے زمانہ میں تعمیر کرایا تھا لہذا اوسکا نام فورٹ ولیم رکھا گیا ایک ماہ بعد ۲۰ جون کو انگلستان سے پہلے موصول ہوئے جو سکلٹے کی تسخیر کی اطلاع پہنچنے کے بعد اور اگلے بعد کے واقعات کی خبر پہنچنے سے قبل روانہ کئے گئے تھے ان میں بنگال کے مقبوضات بمبئی کے لئے ایک جدید دستور راج تھا جس پر عمل کر کے لئے احکام صادر کئے گئے تھے۔ واقعات کے لحاظ سے یہ دستور نہایت مضحکہ خیز اور قطعی ناقابل عمل تھا۔ اس میں اس شخص نامزد کئے گئے تھے جن میں سے ایک بھی بنگال کا انتظام نہ کر سکتا تھا۔ کلایٹو کا نام ان میں شامل نہ تھا۔ اوسکا کہیں ذکر تک نہ تھا۔ کمپنی کی خوش قسمتی سے نامزد شدہ دس اشخاص کو اپنی استعداد کا اپنے آقاؤں کی بہت زیادہ صحیح اندازہ تھا۔ اونیٹوں نے بالاتفاق مجلس لٹا کو یہاں کی حالت سے آگاہ کیا اور خود متفق ہو کر کلایٹو سے درخواست کی کہ وہ انکی صدارت قبول کرے اور مجلس کے احکام آنے تک تمام امور کو انجام دے۔ کلایٹو کو بجز قبول کر کے کچھ چارہ نہ تھا۔

کمزور حکومت اور باہمی تفاق و تفریق کا یہ زمانہ نہ تھا۔ کلایٹو نے فرامیسیوں کے جو مقبوضات جنوبی ہند میں تسخیر کر لئے تھے انکو دوبارہ حاصل کرنیکی وہ کوشش کر رہے تھے۔ فائنلے کا ایک مشہور فاتح کاؤنٹ لیلی کمشنر فوج کے ساتھ پانڈیچری بھیج دیا گیا تھا اور وہ وہاں سے پیچھے پر کوچ کر رہا تھا۔ بستی بھی صوبہ دار کرن کے دربار سے واپس بلا لیا گیا تھا ان خبروں کے ساتھ ہی یہ درخواست موصول ہوئی کہ حکومت بنگال کی ضرورت کے وقت سکلٹے کی تسخیر کے لئے جو فوجیں مدراس سے مستعار دی گئی تھیں وہ ازراہ مناسبت واپس کر دیا جائیں۔

کلایٹو نے اس درخواست کی اہمیت اور مدراس کی نازک حالت کا صحیح اندازہ کر لیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ اس کے رد کرنے سے کس قسم کے خطرات کا امکان ہو سکتا ہے وہ خود بھی مدراس سے عارضی طور پر آیا تھا اگر فوجیں واپس بھیجی ہی ہیں تو اسے خود انکو لیکر جانا چاہئے لیکن اس نے یہ بھی محسوس کیا کہ اوسکا ویزان افواج کا ٹھکانہ اب بنگال ہی ہے

خاص طور سے ایسی حالت میں جب کہ پہلی اور فرانسیسی بیڑے کی کامیابی کی خبر گشت لگاری تھیں۔ ان افواہوں کے بعد اگر وہ بنگال سے روانہ ہو گیا تو بہار و بنگال کے امراء بھڑک اٹھیں گے اور میر جعفر کی وساطت سے یا بغیر اس کے وہ اپنی آزادی کو حاصل کیونکی پوری کوشش کریں گے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کو اس امر کا احساس تھا کہ انکی آزادی سلب ہو چکی ہے۔

بنگال و بہار کی حالت درحقیقت نہایت نازک اور خطرناک ہو چکی تھی۔ انگریزوں کے مطالبات پورا کرتے کرتے میر جعفر کا خزانہ خالی ہو چکا تھا۔ اویسے امرا اس سے بدظن ہو گئے تھے۔ ساہوکاروں اور روسیہ سپہ دلوں کا طبقہ اس کے سخت خلاف تھا شمالی ہند سے شہنشاہ دہلی کے باغی ولیعہد اور نواب وزیر آودھ کے حملے کا خوف لگا ہوا تھا ان سب باتوں کی وجہ سے میر جعفر کی حالت ایسی تھی کہ اسکی استعداد کا آدمی جو کچھ ذکر بیٹھے تھوڑا ہے۔ ابتدا میں اس نے مرہٹوں سے امداد حاصل کر نیکا خیال کیا لیکن وہیں یہ سوچ کر کہ یہ علاج مرض کی تکلیف سے بھی زیادہ بدتر ہو گا اس ارادے کو ترک کر دیا۔ جب باغی ولیعہد بہار میں داخل ہو گیا اور پٹنہ پر بیٹھنے لگا تو میر جعفر نے ناچار وہی راستہ اختیار کیا جو ہر طرح سے ناگزیر تھا لہذا نہایت بے بسی کی حالت میں اور حد درجہ غمزہ و انکسار کے ساتھ کلایٹو سے امداد کا خواہاں ہوا۔

اگرچہ جنوبی ہند کی نازک حالت اسکی فوری توجہ کی محتاج تھی لیکن اس نے میر جعفر کو مدد دینے کا ارادہ کر لیا۔ راجہ وریا نگرم کا ایک خط پہنچا جس میں اس نے یہ غاہر کیا تھا کہ بستی کی فوجوں کو جب سے لیلی نے اورنگ آباد سے واپس بلا لیا ہے شمالی سرکار کا علاقہ غیر محفوظ ہو گیا ہے۔ اس نے اور اس کے ساتھ چند اور راجاؤں نے بغاوت کر دی ہے لہذا کچھ انگریزی سپاہ پیچیدہ بادے تاکہ اسکی امداد سے باقی ماندہ چند فرانسیسیوں کو بھی یہاں سے خارج کر دیا جاوے۔ کلایٹو میں یہ ایک خاص بات تھی کہ اہم اور مشکل معاملات کو وہ فوراً سمجھ جاتا تھا۔ مشکل سے کچھ آدمی ایسے نکلیں گے جو بروہی حملے کے خوف سے فوج تیار کریں اور وہ اڑی کو ایک دور دراز مقام پر روانہ کریں اور خود دیگر ذرائع سے اسکی مدافعت کے کوشاں ہوں لیکن کلایٹو نے بغیر کسی دیش یا اندیشے کے تاڑ لیا کہ جو کام اس نے جنوبی ہند میں چھ سال قبل شروع کیا تھا اسکی تکمیل کا

کون پر توفیق
قائم کرنے کا
مناسب موقع

اب وقت آگیا ہے اور صوبہ دار دکن کے دربار میں جو اقتدار بخشی کو حاصل تھا وہ اب انگریزی قوم کو وہاں حاصل ہو سکتا ہے بنگال و بہار کی ٹکرائی اپنے ذمے لیکر اوس نے اپنے ایک سبتر افسر کرنل فورڈ کو ۵۰۰ یورپی اور ۲۰۰۰ ہندوستانی سپاہی اور چند توپیں دیکر ڈائیسسی سپاہ کو شمالی سرکار سے لٹکانے کے لئے (۱۲ اکتوبر کو) روانہ کر دیا اور اوسکی یہ ہدایت کر دی کہ صوبہ دار کے دربار میں ایک جو اقتدار بخشی کا تھا اگر ممکن ہو سکے تو اُسکو اپنے لئے حاصل کرنیکی کوشش کرے یہاں تیان کوانغزوی ہے کہ فورڈ ہندوستان کے بہترین سپاہیوں میں سے تھا اوس نے نہایت دانشمندی اور ہوشیاری سے کام لیکر ان دونوں باتوں میں کامیابی حاصل کر لی۔ اوس نے ڈائیسسی کو شکست دیکر ہتھیار ڈالنے اور قلعہ چھوڑنے پر مجبور کیا اور جب صوبہ دار اونکی حمایت نہ کئے گئے پھینچا تو اوس نے بڑی ترکیب سے کام لیا اور صوبہ دار کو اس بات پر راضی کر لیا کہ اس علاقے کو وہ شیخ رکھ جائے وہ انگریزوں کے تحت میں رہے اور اوسکے دربار میں جو اقتدار فرانسسین کو حاصل تھا وہ اب انگریزوں کو حاصل ہو گا۔ فورڈ کی فتوحات سے اوس نفوق کی بنیاد رکھی گئی جسکو چالیس سال بعد ویلزلی نے مستحکم کیا اور جواب تک قائم ہے۔ یہ کہنا بظہر ہے کہ قلعہ ہونگا کیہ کامیابی اوس عقل سلیم و دانشمندی اور جرأت کا نتیجہ تھی جس سے کلاشو نے سخت کٹھن وقت میں کام لیا تھا۔ اس عرصہ میں میر جعفر کا تقاضا اور اصرار اور بھی بڑھ گیا۔ مندوں کے شہنشاہ اعظم تک نے کلاشو کو قصداً کی معیت سے اپنے ولیعہد کی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے طلب کیا۔ کلاشو نے اس سے بھی انکار کر دیا۔

وہ فروری ۱۷۵۹ء میں ۴۵۰ یورپی اور ۲۵۰۰ دیسی سپاہی لیکر مرشد آباد کو روانہ ہوا۔ کلکتہ میں صرف چند سوار اور معذور سپاہی چھوڑ دیئے ۸ راج کو مرشد آباد پہنچا اور میر جعفر کی فوج کے ساتھ ۸ اپریل کو پٹنہ میں داخل ہوا۔ چار روز قبل باغی ولیعہد پٹنہ سے مراجعت کے گئے بنید ملکھنڈ میں پناہ گزین ہو چکا تھا۔ کلاشو ایک فاتح کی معیت سے پٹنہ میں داخل ہوا۔ گرد و فواج کی شورشن کو سختی سے رنج کیا اور بعد ازاں کلکتہ واپس ہو گیا۔ یہاں پہنچکر فورڈ کی کامیابی کے واقعات سننے لیکن اس کامیابی سے جو دیر بانتاج ٹھوڑے ریونیوالے تھے اونکی اطلاع ابھی موصول نہ ہوئی تھی۔ کلکتہ کے جنوبی علاقے کی زمینداری جسکو کپہنی نے پتہ پر حاصل کیا تھا وہ میر جعفر نے پٹنہ سے واپس ہوتے وقت کلاشو کو بطور جائیداد عطا کر دی۔

ولیعہد کے
حکام وقت

کلائمو کے کلکتہ پہنچتے ہی ولندیزیوں کی طرف سے کچھ مشکلات پیش آگئیں۔
 سولہویں و سترھویں صدی میں جو تین قومیں مشرق میں اپنے اپنے مقبوضات
 قائم کر چکی کہ شش کر رہیں تھیں اون میں ولندیزی بھی شامل تھے اور اکثر اوقات
 وہ مقابلے میں کامیاب بھی رہے تھے ملاکس (Molouccas) میں انکا تجارتی اجارہ
 حاصل تھا اور جزائر میں چند مقبوضات پر وہ قابض تھے۔ پرتگالیوں کو انھوں نے
 نیکا (۱۶۴۱) لنکا (۱۶۵۸) سلنیز (Celebes) (۱۶۶۳) جنوبی ہند کے چند اور
 خاص ساحلی مقامات سے نکال دیا تھا۔ اٹھارھویں صدی کے اوائل میں ولندیزی
 ہندوستانی کمپنی کے تحت میں سات علاقے۔ چار بندرگاہ چار اہم فوجی مقامات اور
 چار کارخانے تھے کمپنی ہوسہ والی تھی اور اس پر بہت کم قرضہ تھا۔

اونی مقبوضات جو اسکے تحت میں تھے اون میں چسورا بھی شامل تھا جو کلکتہ
 سے بیس میل ہنگلی پر واقع ہے۔ چسورا ایک معمولی مقام تھا لیکن نواب اور انگریزوں کے
 درمیان مناقشات ہونے سے قبل اس سے خوب منافع حاصل ہوتا تھا۔ یہ دیکھ چکے
 ہیں کہ کس طرح میر جعفر نے کلائمو کے دباؤ سے چند اہم تجارتی مراعات انگریزوں کو
 لئے تھے۔ آئندہ چل کر برطانیہ کے یورپی حریفوں کی تجارت نے اون کی خودداری
 اور اُنکے اقتدار پر اسکا یقینی اثر پڑینا والا تھا۔ ان حریفوں میں سب سے بڑے تجارت
 ولندیزی تھے۔ انکو مندرجہ ذیل تبدیلیاں بڑی ناگوار گزرتی تھیں۔

- (۱) شورہ کی تجارت کا اجارہ جو کمپنی کو حاصل ہو گیا تھا۔
- (۲) ہنگلی میں آئینوالے تمام جہازوں کی تلاش لینے کا حق۔
- (۳) بحر انگریزی ملاحوں کے دوسروں سے کام لینے کی ممانعت۔

جب وہ انکا خیال کرتے تھے تو اُنکے سینہ پر سائب لوٹ جاتا تھا لہذا انھوں نے
 انکا خاتمہ کر دیا تھا یہ کر لیا اور اپنے مقصد کو حاصل کر چکی غرض میر جعفر سے راز
 میں مصلحت کی اور کچھ عرصہ بعد اس سے ایک معاہدہ کیا جسکی رو سے ولندیزیوں نے
 ایک جنگی بیڑہ اور کچھ فوج جو انگریزوں کو مشکل سے خارج کر سکے لے کافی ہو گئے ہنگلی
 بمبے کا وعدہ کیا اور صوبہ دار نے بھی اسی امداد کے لئے ایک فوج راز میں تیار کر دیا
 وعدہ کیا جب کلائمو کل فوج فوراً کی کسان میں شمالی سرکار کو روانہ کر دیا تھا تو اس کے

ولندیزیوں کا
 حملہ

تھوڑے ہی عرصہ بعد اور اسکے پٹنہ پر کوچ کرنے سے کچھ عرصہ قبل جس کے نتائج پچھلے صفحہ پر تحریر ہو چکے ہیں نومبر ۱۸۵۷ء میں اس معاہدے پر دستخط ہوئے تھامس ہالٹ نہایت خوبی کے ساتھ راز میں رکھی گئی۔ کلائیو کو اس سازش کا دشمن و گمان تک نہ لگزا۔ جہاں تک ملکی یسوں کا تعلق تھا وہ سمجھتا تھا کہ میر جعفر اسکی دشمنی میں ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ فرانسیسیوں میں اتنا ہونا نہیں کہ وہ صوبہ دار کو دوسرے سکیمیں اور چنسنورا کی حقیر نوآبادی کا اسکو کبھی خیال تک نہ آتا تھا۔

کلائیو کے کلکتے واپس ہونے کے بعد جون ۱۸۵۷ء میں میر جعفر کو ولندیزیوں کا پیغام ملا کہ انکی تیاریاں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ اسکے بعد وہ انگریزوں کے مستقر پر کچھ عرصہ قیام کر کے وہاں سے چلا گیا لیکن اکتوبر میں پھر وہیں واپس آ گیا تاکہ موقع کے وقت وہ قریب ہی رہ سکے۔ اس عرصہ میں یہ افواہ اڑنے لگی کہ ولندیزیوں کا ایک فوجی بیڑا ہنگلی میں آئیوا لایا ہے۔ اور ڈامند بندر گاہ میں ایک دستہ بھیجا رہا ہے۔ لیکن سپاہیوں کے آہمی پہنچا ہے۔ کلائیو نے ولندیزی حکام سے فوراً اسکی باز پرس کی اور نہایت معمولی طور پر میر جعفر کو اس عام افواہ اور اس خاص واقعہ کی اطلاع دیدی۔ ولندیزی حکام نے جواب دیا کہ انکا جہاز نگاہم کو جا رہا تھا۔ ہوا کی مخالفت اور اسکی زور کی وجہ سے ہنگلی میں اسکو جمبورا پہنچا دینی پڑی۔

جب اکتوبر میں میر جعفر کلکتے پہنچ گیا تو ولندیزی نوادہ ہوئے۔ اور انکا بیڑا سخت حملہ تھا۔ انکے پاس چار جہاز تھیں۔ جن میں سے ہر ایک پر چھتیس چھتیس توپیں تھیں۔ دو پر چھبیس چھبیس توپیں اور ایک پر سولہ تھیں۔ اس بیڑے میں ۷۰۰ یورپی اور ۷۰۰ مایائی سپاہی تھے۔ چنسنورا میں انکے پاس ۵۰ یورپی اور کچھ ہندوستانی موجود تھے۔ صوبہ دار انکی مدد کے لئے تیار تھا۔ ان سب کے مقابلے کے لئے کلائیو کے پاس صرف تیس توپ والے تین ہندوستانی جہاز تھے اور سامان وغیرہ لجا ئیکے لئے ایک معمولی کشتی تھی۔ کلکتے اور اسکے گرد و نواح میں کل ۳۳۰ یورپی اور ۱۲۰۰ ہندوستانی سپاہی تھے قریب ترین مقام جہاں سے ملک آسکتی تھی وہ بھی اس قدر فاصلے پر تھا کہ اس خطرے کے مقابلے کے لئے وقت برا دینا نہ چاہیے تھا لیکن ایک اور جگہ سے اسکو ملک ملنے والی تھی جسکا اسے پتہ نہ تھا۔

کلائیٹو اس خطرے میں غلطاں و سچاں تھا لیکن اس کے جوہر بھر نمایاں ہو گئے اور شاید ہی کسی موقع پر وہ ایسے چلکے جھٹکے اور سکی ذات اپنے گرد کی تمام اداوی صورتوں میں ہمیشہ روح بیوقوفیتی تھی یہ اوس کی جرأت تھی جو دوسروں کو اوجھار سکتی تھی اور شل اپنے اوتکو جبار بنا سکتی اور اناکثات کو مغلوب کر کے دکھا دیتی تھی۔

اس موقع پر اسکا جو کیکڑ بیان کیا جا رہا ہے وہ خاص طور سے قابل توجہ ہے۔ میرے بھروسے جو مختصر طور پر ملاقات ہوئی اوس سے اس کے شبہات اور بھی بڑھ گئے لیکن اوس نے انکو غماہ نہ ہونے دیا اوس نے میرے جھڑکے کو اگلی ہینکر و لنڈیری حکام سے ملاقات کرینکا بھی موقع دیدیا۔ لیکن جب صوبہ دار نے وہاں ہینکر اوسکو خط لکھا کہ اوس نے لنڈیریوں کو محض چند معمولی تجارتی مراعات عطا کر دی ہیں تو وہ ضحیح قتیہ پر پہنچ گیا اور دوسرے خطرات کے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہو گیا۔

مختلف طریقے جو وہ اختیار کرینوالا تھا اون میں صوبہ دار کو اوس نے بالکل نظر انداز کر دیا۔ اوس سے وہ قلعی نہ گھبرا تا تھا۔ ولنڈیریوں سے اوسکا مقابلہ تھا اور اونکی طرف وہ جلد رجوع ہو گیا۔ مختلف جوبکوں سے تمام سپاہیوں کو بلانیکے لئے خاص قاصد روانہ کئے اور تین سو آدمیوں کی ایک فوج شہر اور قلعہ کی حفاظت کیلئے تیار کی جسکا پچھلے یورپیوں پر مشتمل تھا۔ نصف فوج رضا کار سواروں کی بنائی اور جو رضا کار سوار ہی نہ جانتے تھے اونکو پیدل میں بھرتی کیا اور ڈاک ایمانیوالی کشتی کو نہایت تیزی سے ساحل اراکان پر روانہ کر دیا جہاں امیر البحر کو پیش کمک بھیجنے کے لئے تیار تھا۔ تین ہندوستانی جہازوں کو جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے قلعے کے نیچے قیام کرینکا کم دیا اور کلکتے کے قریب جواہر راستے تھے اونکے توپخانے مستحکم کر دیئے اور فورٹ ولیم پر جویں جڑھاویں جہاں تک تدبیر کا دخل تھا اوس نے سب تیاریاں اوسکی مدد سے مکمل کر لیں اور تقدیر کی حریف دینی نے بھی اوس پر عنایت کی۔ ان تیاریوں کے مکمل ہونے ہی کرلے فورڈ اور کرنل ناکس شمالی سرکار کی تازہ فتوحات سے فخر ہو کر پہنچ گئے فورڈ کو کلائیٹو نے میدان جنگ کی تمام فوج کی کمان دیدی اور دونوں توپ خانوں کو ناکس کے حوالے کر دیا۔

اتناک ولنڈیری اپنے آپ کو صلح پسند تجا رہی بتاتے رہے تھے لیکن جب میرے جھڑکے

اونکی گفت و شنید ختم ہوئی اور اوس نے انھیں چند گھنٹوں سے بڑھنے کی اجازت دیدی تو اُنھوں نے تمام عہد کھول دیا کلائیو کو دیکھی دی کہ جہازوں کی تلاش کے حق سے اگر انگریزوں نے دست برداری نہ کی اور سابق شکایات کی تلافی نہ کی گئی تو اس کے خلاف سخت انتہائی کارروائی عمل میں لائی جائیگی۔ کلائیو نے جواب دیا کہ تمام امور میں وہ ان اختیارات کو عمل میں لاتا ہے جو شہنشاہ اعظم کے نمائندے صوبہ دار نے اُس کو عطا کئے ہیں لہذا یہ معاملہ اوس کے بس کا نہ تھا۔ اور اگر جملہ شکایات صوبہ دار کے سامنے پیش کیا دیں تو وہ بنیاد پر خوشی سے ثالث کا کام دے گا۔ ولندیزی کماندار نے اس پر جواب کی کچھ پروا نہ کی اور اسے اعلان جنگ سمجھ کر اپنی کارروائی جاری رکھی۔ کلائیو کا جواب موصول ہوئے بعد اوس نے اُن سات کشتیوں کو گرفتار کر لیا جو فالتا کے قریب دریا میں پڑی تھیں۔ ان میں ڈاک کشتی بھی شامل تھی جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اس نے انگریزی جھنڈوں کو بھاڑ کر پھینک دیا۔ اونکی توپوں اور اونکے دیگر سامان کو اپنے جہازوں میں منتقل کر لیا دریا کے کنارے پر جو چند مکانات تھے اونکو لوٹ لیا بعد اُسے اپنے جہاز لیکر آگے بڑھ گیا کچھ ہزاروں کی کمی کی وجہ سے انکی رفتار سست تھی۔

ان مظاہروں کی خبر سننے کے بعد کلائیو نے فوری کارروائی شروع کی۔ پہلے اوس نے صوبہ دار کو مراسلہ روانہ کیا اور اُس کو مطلع کیا کہ دو یورپی قوموں میں جو جنگ چھڑ گئی ہے وہ انہی پر چھوڑ دینی چاہئے لیکن یہ جعفر کی آزمائش کے لئے اس میں اتنا اور تغیر کر دیا کہ اگر وہ اپنے تحت ولندیزیوں کو حراست میں لیکر اونکو تمام امکانی تھکالیضہ پہنچا دیتا تو اس سے اوسکی صداقت و اخلاص کا پورا ثبوت ملتا دیکھا۔ بعد ازاں فوراً کو حکم دیا کہ ہر گھر جو کلکتہ سے پانچ میل سگلی کے بائیں ساحل پر واقع ہے قبضہ کر لے اور سب اپنی افواج اور چار توپوں کے شری رام پونچے جو وہاں سے نو میل کے فاصلے پر ہے اور اس بات کی تاکید کیا کہ اس مقام پر یا اس سے آگے کسی اور جگہ پر ولندیزی افواج خشکی کے راستہ سے چنوسا پہنچنے کی کوشش کریں تو اونکو روکے۔ جب اُس کو یہ خبر ملی کہ ولندیزی جہاز انگریزی توپ خانے کی ریں سکرال تک پہنچ گئے ہیں اور وہاں اپنی فوجیں ہمارے چنوسا پر بڑھنا چاہتے ہیں تو اوس نے فوراً آتشباری کا حکم دیدیا۔

فوراً یہ اندازہ کر کے کہ خشکی پر اترنے سے غنیمت نے آپ کو اپنے جہازوں سے دور کر لیا

اوس نے ٹاکس کو فورڈ کے پاس روانہ کر دیا اور جس راستے سے غنیم کے گزرنے کا امکان تھا اوہی بھی اوس نے اطلاع کر دی اور باقی معاملات کا تقصیف اسکے ہاتھ میں چھوڑ دیا بعد ازاں اپنے ہندوستانی جہازوں کے اعلیٰ کپتان کو ڈر وین کو احکام روانہ کئے کہ وہ ولندیزی کمانڈر کو مطلع کرے کہ اوس نے اور اسکے ماتحتوں نے انگریزوں کی جوہتک کی ہے اوہی معافی چاہے۔ جو اسیر گرفتار کئے ہیں اور جو مال لوٹا ہے وہ واپس کرے اور مچھلی سے فوراً واپس ہو جاوے۔ اگر ان سب کی فوری تعمیل نہ کی جاوے تو غنیم کے بیڑے پر حملہ کر دینا چاہئے۔

ولندیزیوں
کی ناکامی

اسکے بعد جو مسطور میں آیا اوسکا شمار انگریزی جہازرانوں کے شاندار کارناموں میں ہونا چاہئے تینوں کپتان جرأت و جسارت میں پورے دھلے ہوئے تھے جب اڈکو اپنے سے دو گئے بیڑے پر حملہ کر ٹیکا حکم ملا تو اڈکو ان میں سے کسی کو بھی اپنی فتح کے متعلق شبہ نہ گزرا۔ یہاں بعض اتنا کہنا کافی ہے کہ جب ولندیزیوں نے انگریزی کمانڈر کی تجاویز کو رد کر دیا تو انگریزی کپتان غنیم پر ٹوٹ پڑے اور تقریباً دو گھنٹے کے مقابلے میں انھوں نے غنیم کے چھ جہازوں میں سے کچھ کو غرق کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور ساتواں جہاز جو سمندر کا نیچے تیرتا تھا وہ دوسرے دو جہازوں کے ہاتھ لگ گیا جو اوس وقت دریا میں داخل ہو رہے تھے فاطمین اس موقع پر اپنے جذبات کا اظہار اپنے ایک بڑے قومی شاعر کے ان الفاظ میں بطور پر کر سکتے ہیں :-

وہ جنگ اور وہ کامیابی کی مید وہ فتح و مسرت کا روزِ سعید
کیا جب سے سیزر نے جعندہ المند ہوا دہر میں جب سے وہ تمسند
کسی نے نہ دن ایسا پایا کبھی نہ یہ وقت دنیا میں آیا کبھی

ولندیزی سپاہی جو اس وقت چستور کو جا رہے تھے انگریزوں کی اس فتح کے بعد بے دست و پا ہو گئے۔ اوہی سلامتی اب اوہی کامیابی میں تھی اور کامیابی اوہی حاصل نہ ہو سکی جب انھوں نے فورڈ پر حملہ کیا تو اوس نے اپنے مستقر چند رنگر سے اوہی سپاہی کو دیا اور جب دوسرے دن ٹاکس اوس سے جاملاتو اوس نے بدلا کاٹوں کے قریب کی لڑائی میں جو چند رنگر اوچسوڑا کے درمیان میں واقع ہے انھیں ہلاک کر ڈالا۔ بہت کم لڑائیاں ایسی فیصلہ کن ہونگی۔ ۶۰۰ یورپی اور ۸۰۰ ملائین میں سے جو جہازوں سے اترے تھے ان میں سے ۱۲۰ اور ۲۰۰ علی الترتیب

میدان جنگ میں کام آئے اور اسی تناسب سے کل زخمیوں کی تعداد تقریباً ۳۰۰ تھی اور باقی ماندہ میں سے بجز ۶۰ وولنٹریوں اور ۲۵۰ ملاویوں کے سب گرفتار ہوئے۔ اس کارزار کے دن (۲۵ نومبر) فورڈ کے پاس ۲۰ یورپی۔ ۸۰۰ دیسی سپاہی اور ۵۰ یورپی رضا کار سوار تھے۔ ایک دن پہلے ہی اس خیال سے کہ اوسکو اپنی قلیل تعداد سے غنیمت کا مقابلہ کرنا پڑے گا اوس نے کلائیو سے ہدایات طلب کیں۔ کلائیو کے پاس جب اسکا خط پہنچا تو وہ نتیجہ کر رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مقابلہ کس سے ہے لہذا اوس خط کے حاشیہ پر ہی پیل سے لکھ دیا کہ "عزیزم فورڈ۔ فوراً جنگ کر دو۔ مجلس سے احکام حاصل کر کے کل تھارے پاس روانہ کرو ونگٹا، خاصہ کو یہ جواب دیکر واپس کر دیا۔

ہر لحاظ سے یہ دونوں لڑائیاں فیصلہ کن تھیں۔ اسکے بعد وولنٹریوں نے ہندوستان کے امن میں خلل اندازی کی کبھی جرأت نہ کی۔ میر جعفر دیکر مرعوب ہو گیا۔ بدرا کی لڑائی کے تین دن بعد اوسکا بیٹا میران مرشد آباد سے چھ ہزار سوار لیکر سپہا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ وولنٹریوں کا قلع قمع کر کے لئے آیا ہے۔ کلائیو فتح و نصرت کے بعد ہمیشہ رحمدل ہو جاتا تھا اوس نے اونکے پریشان ساتھی کے خلاف انھیں امان دی کیونکہ جس غنیمت سے خوف نہ ہو اوسکو پناہ دینے میں وہ کچھ مضائقہ نہ سمجھتا تھا۔

کلائیو کی وہی
اور وہ کے
دوبارہ لکھ

کلائیو کے نزدیک بنگال میں انگریزوں کی حالت اس قدر اطمینان بخش تھی کہ اوس نے آرام لینے اور اپنے اقتدار سے حظ اٹھانے کی غرض سے انگلستان کی واپسی کا ارادہ کر لیا۔ اوس نے تین سال کی مدت میں ایسے کارنامے کر دکھائے کہ او لٹکا شمار اونکے ملک کی تاریخ کے سخت چہرے انگیزہ بخیز اور دیر پا کارناموں میں ہو سکتا ہے۔ ۱۷۵۷ء کے اوّل میں ایک قلیل فوج کے ساتھ کلکتے پر اتر کر اوس نے صوبہ دار کو جو کال کوٹھری کے جانگاہ واقعہ کا زور دیا تھا لیکن جس نے درہل اسکا حکم نہیں دیا تھا کلکتہ غالی کرنے پر مجبور کیا اور اسکی آنکھوں کے سامنے چند رنگ کو تھیر کر لیا بعد ازاں اپنے ملک کی بہبودی کے خیال سے اس بات کا تہیہ کیا کہ بنگال میں ایسا انتظام کیا جاوے کہ ۱۷۵۷ء کے سے جانگاہ واقعہ کے لئے وہاں آئندہ گھامش ہی نہ رہے اوس نے سراج الدولہ کو جو خود ایک غاصب کا بیٹا تھا معزول کرنے اور ایک ایسے رئیس کو جو انگریزوں کی اعانت کا محتاج ہو اور ہمیشہ اونکے مسلک پر چل سکے مسند نشین کرانیکا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کو حاصل کر کے غرض سے اوس نے اسکے اُمرار سے سازش کی۔

اوسکی رعایا میں بدلتی پھیلائی اور بالآخر اوسکو جنگ پر مجبور کیا۔ جنگ پلاسی میں کلایو نے سارنیتھوں پر بھروسہ کر کے ایک بڑا فوجی حملہ کیا لیکن وہ وفادار نکلے۔ اوس نے جنگ میں فتح حاصل کی جو ششاندازہ تھی لیکن فیصلہ کن ضرورت تھی۔ اونچے کے دوسرے دن جس امیر کو اوس نے مسند نشین کرایا اوسکا خود سردار علی بن بیٹھا۔ غالباً کسی مصلحت کی بنا پر وہ اپنے اس نامزد کردہ نواب کو ابتدا سے ہی آزادی نہ دے سکا۔ سچ تو یہ ہے کہ میر تقی میر اپنے جلیفوں کے کثیر رقتی مطالبات کی ادائیگی کی وجہ سے سنبھل ہی نہ سکا اور مسند نشینی کے دن سے معزولی کے وقت تک وہ زندہ رہنے کے قابل نہ تھا۔ کلایو نے جو تہمات مراءعات اوس سے جبراً حاصل کئے اوسکی بدولت اگر نروں کو حکومت در حکومت مل گئی ہر خلاف اسکے صوبہ دار مصیبت میں پھنس گیا۔ جب شہنشاہ سے حملہ ہوا تو اوس نے ہر چند اس بات کی کوشش کی کہ کلایو سے مدد مانگے لیکن کلایو جیسی ذات کا ٹالنا ممکن نہ تھا جو اپنی بہترین فوج شہنشاہی سرکار کی سپہ سالار اور صوبہ دار دکن کے دربار میں مستقل تعلقات قائم رکھنے کے لئے روانہ کر چکا تھا اور جنھوں نے جنوبی ہند کے بعد علاقوں تک میں انگلستان کا مستقل تفوق قائم کیا۔ اوس نے جس طرز سے اوسکی امداد کی وہ ہندوستانیوں پر اثر ڈالنے میں نہ رہ سکتی تھی غنیمت اوسکو دیکھ کر ہی بھاگ نکلا۔ صوبہ دار کے پاؤں کی بیٹری مضبوط ہو گئی۔ اسکے بعد ولندیزیوں کا حملہ ہوا یورپی حریفوں کی ایک بڑی فوج پہلی مرتبہ برطانوی ہندوستان کے ساحل پر اوتری۔ صوبہ دار جو اپنی آزادی حاصل کر چکے تھے بے قرار تھا اوس نے اوسکو مدد دینے کا وعدہ کیا۔ کلایو کے جوہر پھر نمایاں ہوئے اور بہ مقابل سابق موٹوں کے یہاں اس نے اور بھی زیادہ شان کے ساتھ ایک غیر منسوب ہیرہ کی جرات و جسارت دکھائی۔ صوبہ دار کو نظر انداز کر کے یورپی حملہ آور کی طرف پوری توجہ کی اور نہایت ہی قلیل ذرائع سے غنیمت کو پریشان کر دیا اور اعلیٰ ایسی سرکوبی کی کہ وہ اوسکو ہمیشہ یاد رہی اور جس خیال سے انھوں نے اس بات کی جرات کی تھی کہ وہ کاویری پاک اور پلاسی کے فاتح سے اپنی شرائط منوا سکتے ہیں اوس پر اوسکو نادم ہونا پڑا۔ اوس نے اپنے تسخیر کردہ علاقوں کو محفوظ کر دیا تھا اور جو حکومت اوسکے بعد وہاں قائم ہوئی تھی اگر وہ ہندوستانیوں کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتی اور یورپی حریفوں کے خلاف ساحل کو محفوظ رکھ سکتی تو یہاں کبھی کسی قسم کا خطرہ واقع نہ ہوتا۔

اس زمانے میں کلایٹو سے جو لغزشیں ہوئیں اونکے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ آخر وہ انسان ہی تو تھا لیکن افسوس اوکی چند غلطیاں اس قدر سخت تھیں کہ اون سے اوکے نام پر جو اور لحاظ سے قابل ستائش ہے ایک دائمی بدنامی داغ آگیا۔ وائسن کے جلی دستخط بنانا ہی ایک جرم تھا گو یہ کہا جاتا ہے کہ وائسن اوکی اجازت دیکھا تھا اور جس مقصد کے لئے یہ کام کیا گیا تھا یعنی امین چند بنگالی کو دھوکا دینے کے لئے اوس کے لحاظ سے یہ جرم خفیف ہو جاتا ہے کیونکہ امین چند انتہا کا بد معاش اور دغا باز تھا اوس نے یہ کہا تھا کہ لا مجھ کو روپیہ دو ورنہ میں تمہارا راز افشا کر دوں گا یہ سب کچھ سہی لیکن اسکے معنی یہ نہیں کہ کلایٹو بھی ویسے ہی ذرا لٹے سے اوسکا مقابلہ کرے اور فریب کے جس میدان میں امین چند کے ملک والے ماہر تھے اون میں وہ خود ہی کو دھڑے غالباً سوسائٹی کے رنگ کا اوس پر اثر پڑا اور اسی کی وجہ سے وہ صداقت و راستبازی کی راہ سے انحراف کر گیا لیکن باوجود اسکے بھی داغ تو باقی رہتا ہے اور کسی طور سے یہ ملنے نہیں مٹ سکتا۔ اوسکی زندگی میں اسکا اثر اوس پر پڑا اور آئندہ بھی یہ کبھی نہ مٹ سکیگا۔

بعد ازاں جہاننگ سراج الدولہ اور میر جعفر کے معاملات کا تعلق ہے کلایٹو کے کلکتے پر قابض ہونیکے بعد کے ہر کام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نوعمر نواب کو مسند سے علمدہ کرینیکا فکر میں تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ کال کو ٹھہری کے واقعہ سے اوسکو یہ خیال پیدا ہوا لیکن یہ صیح نہیں ہو سکتا کیونکہ جس فوج نے ۱۸۵۶ء میں کلکتے کو تسخیر کیا اوس کی کمان میر جعفر کے پاس تھی اور وہ بھی ان میں برا بکانت نہ کیا تھا۔ یہ خیال بھی ہرگز قابلِ وقعت نہیں کہ سراج الدولہ حیدر آباد کے فرانسیسیوں سے سازش کر رہا تھا۔ کلایٹو کو معلوم تھا کہ اوکی خاصیت سے کسی قسم کا خوف نہیں ہو سکتا تھا۔ کلایٹو نے محض نواب کو معزول ہی نہ کیا بلکہ اپنے مسلک سے۔ اپنے تشدد سے۔ اور شور سے کا اجارہ حاصل کر نیکے امرار سے اوکے ہانشین کو بھی حکومت کرنی دشوار کر دی۔ جب تک کہ وہ اپنے ہمتوں کی نگرانی کر نیکے لئے خود موجود رہا اوسکا مسلک کا سیلاب رہا لیکن یہ عیاں تھا کہ کبھی نہ کبھی یہ معاملات پٹا کھاؤں گے۔ بہار کی جنگ کو رعایا مغلوب نہ ہوئی تھی اسکا اوسے احساس تھا۔ اونھوں نے کلایٹو کی امداد اس لئے نہ کی تھی کہ وہ سمندر پار کے رہنے والے جنیوں کے محکوم بن جائیں بلکہ اس غرض سے کہ ایک فرمانروا کے بجائے جبکہ وہ ناپسند کرتے تھے دوسرے قابلِ اعتماد ہندوستانی کو

وہ سنڈیشن کر سکیں جب او کو اس امر کا احساس ہوا کہ اس انقلاب سے کبھی محکوم ہی نہ بنے بلکہ سب کے سب بغل بھی ہو گئے تو انہوں نے وہ رنگ دکھایا جسکو بغاوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور خنزیر لڑائیوں میں ثابت کر دکھایا کہ پلاسی کے میدان میں محض سراج الدولہ مغلوب ہوا تھا نہ کہ وہ سب کے سب ۔

کلائیو کی حکمت عملی اور کارناموں کا یہ ایک خطرناک نتیجہ تھا۔ کلائیو نے خود بھی اس کا کسی قدر اندازہ کر لیا تھا۔ اس نے اپنے جانشین ویسٹسٹاٹ کو لکھا کہ شکال میں جس بات کا اُسے خطر ہے وہ رشوت ستانی اور اسی قسم کی بے عنوانیوں سے پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر وہ ان میں اتنا اور اضافہ کر دیتا تو زیادہ مناسب ہوتا کہ پلاسی کے مالِ فنیست کی وجہ سے ایک سوسائٹی ایسی قائم ہو گئی ہے جس میں یہ تمام عیوب نمایاں طور پر موجود ہیں اور شور سے کا اجارہ ۔ کرکڑگری کی معافی اور دیگر اس قسم کی مراعات اس کی تائید کرتے ہیں جو خطرہ کلائیو کی واپسی کے بعد پیش آئیں والا تھا اور اس کا احساس موبہ دار کو بھی تھا لیکن وہ اتنا دل پسند تھا اس نے خیال کیا کہ وہ دوسروں کے ہاتھ کو روک سیکے گا لیکن اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ نوادروں کو وہ اپنی کوشش سے بے عنوانیاں اور بڑھچکی اور معاملات اور بھی زیادہ خوفناک صورت اختیار کریں گے جب کلائیو جنگال سے واپس ہو رہا تھا تو ولوب نے بھی زمانے کے حسیال کو ان الفاظ میں ادا کیا کہ

”جسم سے روح پرواز کر رہی ہے“

ویسٹسٹاٹ کے آنے سے قبل ۱۵ فروری ۱۸۵۷ء کو کلائیو نے اپنا جائزہ کال کوٹھری ولے لال کو دیا۔ مجلس کی رضامندی سے پھر کلیاڈ کو فوج کا سپہ سالار نامزد کیا۔ مجلس کے چار اراکان اس کے ساتھ مجلس کی خدمات سے ہٹکدوش ہو گئے ۔

گیارہواں باب

کلائیو کا انگلستان میں دوسرا پھیلا

بنگال کی چار سالہ حکومت میں مجلس نظامت کے متضاہ احکام کی وجہ سے کلائیو کو اکثر وقتیں پیش آتی رہیں۔ اس مجلس میں چار جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت، جو تھی جو کمپنی کے ہندوستانی مقبوضات کے استیضالی مسلک سے خوف زدہ تھی۔ دوسری جماعت میں ان کی ترقی کے حامی شریک تھے اور ایک درمیانی فرقہ تھا جو مقبوضہ علاقے پر قبضہ قائم رکھنے کے موافق تھا لیکن ایک فاتح کو انہی فتوحات پر برقرار رکھنے کے لئے بسا اوقات آگے بڑھنے کی جو ضرورت پیش آتی ہے اسکو نہ دیکھتا تھا اور نہ کمپنی کو ایک قدم آگے بڑھانے کی منظوری دینے کے لئے تیار تھا۔ چوتھا طبقہ وہ تھا جو محض لوٹ مار پر تیار ہوا تھا۔ ان فرقوں میں کبھی ایک کبھی دوسرا حاوی ہو جاتا تھا اور اسی کے موافق ان احکام کا رنگ ہوتا تھا جو ہندوستان میں موصول ہوتے تھے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں اس عام مجلس کی نگرانی کرنے اور ضرورت کے وقت اس کے احکام میں مناسب ترمیم کرنے بلا تخصیصی رد کر دینے کے لئے کوئی بورڈ آف کنٹرول نہ تھا Board of control ان متواتر تبدیلیوں کی وجہ سے ہی مقامی اثب کو اپنے اختیار میں پراپیٹا کر کے اپنی ذمہ داری پر کام کرنا پڑتا تھا اور جب تک اعلیٰ اختیارات کلائیو اور وارن ہیسٹنگز جیسے اشخاص کے ہاتھوں میں رہے ان باتوں کا یہ تک زچہ نہیں تھا لیکن جب یہ اختیارات ایسے ہاتھوں میں پہنچے جن میں نہ ذاتی قابلیت تھی اور نہ ہمت و جرات اور نہ کسی خاص اعلیٰ اصول پر وہ کار بند تھے تو معاملات نے نہایت خطرناک صورت اختیار کر لی۔

کلائیو کی واپسی کے بعد کچھ عرصہ تک حالت قابل اطمینان رہی لیکن ہر وقت یہاں کی کاپیلٹ ہو جانیکا امکان باقی تھا۔ اسی بنا پر کلائیو نے ایک ایسے شخص کو اپنا جانشین نامزد کیا تھا جسکو اس نے اپنے نزدیک خوب سمجھا پڑھا لیا تھا اور جسکو وہ اپنی مرضی کے موافق سمجھتا تھا لیکن ٹیسیٹس Tacetus نے محالیا Galba پرکارتہ پھینی کرنے میں

بنجالی کی عام حالت پر کلائیو کے خیالات

جو رائے ظاہر کی ہے یہاں اسکا ٹھیک طور پر اطلاق ہوتا ہے کہ لاہر شخص کو اس بات سے اتفاق ہے کہ گوئلڈاوس نے سرداری نہ کی ہوتا ہم وہ سرداری کا اہل ضرورت تھا۔ ہکو آگے چل کر معلوم ہو جاوے گا کہ اس مقولہ کا اطلاق ویسٹسٹارٹ پر کیونکر ہوتا ہے ساحل بنگال سے روانہ ہونے سے تقریباً ایک سال قبل کلائو نے ایک خط (۷ جنوری ۱۷۵۹ء) پیٹ Pit کو لکھا جو اس زمانے میں معتد سیاسیات تھا اور جو بعد میں لارڈ مینٹیم ہوا۔ اس خط میں اوس نے یہاں کی حقیقی مشکلات سے اوسے مطلع کر نیکی علاوہ اونکے صل کر نیکی تدبیر بھی لکھی تھی۔ صوبہ دار کے متعلق وہ کہتا ہے کہ لاہ وہ انگریزوں کے موافق ہے اور اوس وقت تک موافق رہیگا جب تک کہ اسکا کوئی اور معاون پیدا نہ ہو۔ جہاں تک ہمارے احسانات کا تعلق ہے اونکا اس پر قطعی کوئی اثر نہیں کیونکہ آسامندی ایک قوم کا خاصہ نہیں ہے۔ علاوہ انہیں وہ عمر سیدہ ہے۔ اسکا بیٹا میران قطعی نااہل ہے اور وہ اس قدر نا اہل ہے کہ اسکا مسند نشین کرنا خطرے سے خالی نہ ہوگا اور اسکے بعد فوٹا پیشین گوئی کے طور پر وہ لکھتا ہے کہ اگر ہندوستانی فرمانرواؤں نے سر اوٹھائی جرات کی تو دو ہزار انگریزی سپاہیوں کی مدد سے انگریزوں کی بادشاہت حاصل کر سکیں گے۔ واقعات کو بالتفصیل بیان کر کے بعد وہ اس نتیجہ پہنچتا ہے کہ اس قسم کی تبدیلی محض آسان ہی نہ ہوگی بلکہ ہندوستانی بنی عام طور سے اسکو پسند کریں گے لیکن اس قدر عظیم الشان شہنشاہی ایک تجارتی جماعت کے لئے زیبا نہیں لہذا یہ امر خاص توجہ کے قابل ہے کہ شاہ انگلستان اس مسئلے کو اپنے ہاتھ میں کیوں نہ لے۔ اسکے لئے اس کے دلائل یہ تھے کہ اول تو انگریز ان وزیر خزانہ و مالدار ولایتوں کو خوب آسانی حاصل کر سکتے ہیں اور علاوہ انہیں آمدنی کے لچھہ سے کم کے وعدہ پر بھل بادشاہ سے بھی انکو حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس طور سے علاوہ پیش بہا قدرتی و مصنوعی پیداوار کے خالص دو بلینوں کی کمیت ہوگی۔

دوسرے اسکی وجہ سے انگلستان کو یورپ میں ایک خاص اثر حاصل ہوگا اور اقتدار میں اضافہ ہوئے گا۔ ساتھی اوسکو دیگر اہم فوائد بھی دلاں حاصل ہو گئے۔ اسی سلسلے میں وہ لکھتا ہے کہ یورپی سپاہیوں کی ایک معمولی فوج درکار ہوگی کیونکہ ہندوستانی سپاہی کثرت سے بھرتی کئے جاسکتے ہیں اور وہ خود خوشی سے بھرتی ہوتے ہیں۔ یہ خط اوس نے ویلش کے ہاتھ بھجوا دیا جو جنگ پلاسی میں اور اس کے ایک سال بعد تک اسکا معتد رہا تھا۔

او کی بابت وہ لکھتا ہے کہ ان معاملات پر ان کو کامل عبور حاصل ہے اور وہ آج کو اچھے طور سے سمجھا دیگا کہ کس ترکیب سے اور کس قدر آسانی سے اس کام کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

پٹ کے پاس یہ خط پہنچ گیا لیکن ہندوستان اور او کی حالت کی اوجہ کی وجہ سے او کے دماغ میں کچھ ایسی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں کہ وہ اس تجویز پر عمل نہ کر سکا جس شخص کا باپ کمپنی کے ابتدائی زمانے میں جب کہ انگریز ہندوستانی فرمانروا کے لئے اولیٰ ترین سپہ دار تھے مدراس کا گورنر رہ چکا ہو اور اس کو ایک ایسے علاقے کی ملکیت حاصل کر نیکی تجویز جو اس کے ملک سے رقبے اور زرخیزی میں کہیں زیادہ ہو لازمی طور پر پُر اظہار نظر آئے۔ لیکن او کی قابلِ قدر ذہانت کی توہین کئے بغیر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تمام مشکلات محض اس کے خیال میں ہی تھیں کیونکہ وہ اس کے بعد سے آسانی سے رفع ہوئی گئیں۔

جب ستمبر ۱۸۵۸ء میں گلابیو انگلستان پہنچا تو اس خط کی بدولت اس کا تعارف اس بڑے درجے سے ہو گیا۔ وہ مالدار ہو کر، آپس آیا تھا جو صلے اس کے لئے تھے۔ بحیثیت سپاہی کے او کی خدمت تمام ملک میں پھیل چکی تھی۔ او کی آمد سے کچھ عرصہ قبل (۱۸۵۸ء میں) پٹ مجلس سچوان میں اس کے متعلق کچھ کہہ چکا تھا کہ لاہور خدا داد قابلیت کا سپہ دار ہے وہ تنہا افسر ہے جس نے بری یا جبری جنگ میں اپنے ملک کا نام قائم کر کے او کی عظمت کو دولا کیا ہے۔ جب سپہ مالار فون نے شاہ جارج تیسویں کے پاس تجویز پیش کی کہ کم سن لارڈ فوٹو مور کو فوج سپاہ گری پیش کرنے کے لئے پرسنل ڈیپارٹمنٹ کے Prince Ferdinand of Brunswick کے پاس سیمینڈ اجاو سے توشاہ نے جواب دیا کہ لاہوریک آف پرنسٹونک کے پاس جا کر وہ کیا سیکھے گا۔ انگریز سپاہ گری وہ سیکھنا چاہتا ہے تو اس کو کلائیو کے پاس جانا چاہئے ان باتوں سے کہ اگر کم سن لارڈ فوٹو مور نے اس کے احساسات کا پتہ چلتا ہے اور اس بات کا اندازہ ہو جائے کہ جب انگلستان کا یہ اخیر ہیرو اپنے وطن واپس ہو گا تو اس کے ہموطن اس کا استقبال کس طور سے کریں گے۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے اس کا استقبال او کی توقعات کے لحاظ سے گرا ہوا رہا۔ بادشاہ کی طرف سے او کی خدمات کا کوئی تحریری اعتراف نہ ہوا۔ مجلس نظام میں اس کے مخالفین کا زور تھا۔ اوصوں نے بے اتفاقی سے بھی بدتر سلوک اس کے ساتھ کیا۔ پہلا اعتراض اوصوں نے

کلائیو کی
دلیمت
سے ملاقات

یہ جڑا کر میر جعفر نے جو جاگیر اوسکو عطا کی ہے اوس پر اوسکو کیا حق حاصل ہے۔ عوام کی طرف سے بھی کچھ اعتراض خیال نہ ہوا۔ کلاٹو کو احساس ہوا کہ ہندوستان کی طرح انگلستان میں بھی اوسکو خود ہی اپنے بڑھائی کی کوشش کرنی پڑیگی۔

کلاٹو کی
ملاّت

اکثر وہ صحت سے نہ رہتا تھا۔ بنگال میں اوسے وجہ مفاصل کا عارضہ ہو گیا تھا۔ جسکی اسے تکلیف رہتی تھی۔ اور اسکی حالت فترتیں کے مریضوں کی سی ہوتی جاتی تھی۔ اس مصیبت سے نجات ملنے کے بعد ہی وہ ایک اور موزی مرض میں مبتلا ہو گیا جس سے اوسے آخر دم تک نجات نہ ملی۔ اسکا بہت کچھ اثر اسکی ہمت پر پڑا اور رفتہ رفتہ وہ گھٹنے لگا۔ بچپن میں بھی اوسے اسکے دورے ہوتے تھے لیکن اس زمانے میں مرض زور پکڑ گیا اور تمام طبیب بے بس ہو گئے اس پر بھی نہایت صبر کے ساتھ وہ ان سب تکالیف کو برداشت کر رہا اور امن و سکون کے زمانے میں جو تداویر اوس نے سوچی تھیں انھیں کو حسب معمول نہایت ہمت کے ساتھ بڑھا تا رہا پینتیس سال کی عمر تھی۔ کثیر دولت پاس موجود تھی جو طے بلند تھے۔ آئندہ کامیابی کا کامل یقین تھا لہذا خیال کر کے کہ مرض علاج سے اچھا ہو ہی جاوے گا اوس نے اپنی ذات پر بھروسہ کر کے جسکی بدولت اٹلہ۔ اوسے ہندوستان میں کامیابی ہوئی ہی تھی انگلستان میں اپنا کام شروع کر دیا۔ اوسکا خیال تھا کہ انگلستان پہنچنے کے بعد وہ مجلس اعیان کارکن بنا دیا جاوے گا لیکن اول تو بادشاہ کی طرف سے عزت افزائی میں دیر ہوئی اور بعد میں محض آئرش پیرج Irish peerage ملی مجبوراً اس پر ہی اکتفا کرنا پڑا۔ اور مجلس اعلیٰ سے محروم ہونے کے بعد مجلس ادنیٰ میں داخل ہوئی کوشش کی اور یہاں بہت جلد جگہ مل گئی۔

کلاٹو کی باہمی
ادبیات کا مطالعہ
میں اوس کا
جدید جذبہ

سیاسیات میں جو عمل اوس نے اختیار کیا اوس سے غالباً اوس نے اپنے آئندہ مواقع کو صدر مینیا یا اکتوبر سٹالہ میں جابجائی نے انتقال کیا۔ جدید بادشاہ نے جسکو اپنے انگریزی نسل سے ہونیکا بڑا فخر تھا لارڈ بوت Lord Bute کو مستعدیاسیات بنایا۔ پٹ اپنے ہمدے سے مستغنی ہوا کیونکہ ہسپانیہ کے خلاف جنگ آزادی کا جو مسلک اوس نے اختیار کیا اوسکی اور وزیرانے تائید نہ کی۔ ڈیوگ آف نیوکاسل Duke of newcastle برائے نام کامیابیت کا صدر قائم رہا۔ سٹالہ میں ڈیوگ نے بھی استعفا دیا اور لارڈ بوت اوسکی جگہ وزیر اعظم ہوا۔ سر جان ایسکلم کا بیان ہے کہ کلاٹو کی جلد تباہی کو اس شرط پر منظور کیا وعدہ کیا گیا کہ وہ بوت کی وزارت کا ساتھ دے لیکن کلاٹو

اپنے دماغ کو دوسری طرف رجوع کر چکا تھا لہذا اوس نے اس سے انکار کر دیا اور کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد اس کے ساتھ سمیت سر جہری کا رتنا ڈھوا۔

اگرچہ کلائیو بیوٹ کی وزارت کے حامی نہ تھا لیکن جب انگلستان و فرانس کے درمیان شرائط صلح طے ہو رہی تھیں اوس وقت اوس نے مشورہ دینے میں تامل نہ کیا۔ دونوں طاقتوں کی خواہش تھی کہ قبضہ ہند میں بھی اسی صلح پر عمل ہو۔ بس لارڈ کلائیو نے لارڈ بیوٹ کو ان شرائط سے مطلع کیا جو اس کے نزدیک ایسٹ انڈیا کمپنی کے تحفظ کے لئے ضروری تھیں اور لکھا کہ انہی شرائط پر لارڈ موصوف اصرار کریں۔

(۱) سب میں بڑی شرائط تھیں کہ جنوبی ہند میں جو فوج فرانسیسی رکھیں اوس کی تعداد معین و محدود کر دی جاوے۔

(۲) بجز تجارت کے دیگر فرانسیسی بنگال میں داخل نہ کئے جاویں لارڈ بیوٹ نے لارڈ کلائیو کے مشورے پر اس حد تک عمل کیا کہ فرانسیسیوں کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ بنگال یا شمالی سرکاریں اپنی کوئی فوج نہ رکھیں لیکن جب وہ اس سے آگے بڑھا اور مجلس نظام کے صدر لارنس سلوین Lawrence sulivan کی تجویز پر اوس نے یہ تحریک پیش کی کہ دونوں طاقتیں چند ہندوستانی فرمانرواؤں کو اپنے مختار میں تسلیم کر لیں تو کلائیو نے حسب معمول اپنی دور بینی سے کام لیکر اسکو نہایت مضراور انگلستان کے آگے ہلکا بتایا اور وزیر مملکت کو اس تحریک کے واپس لینے پر راضی کر لیا۔

لارنس سلوین جسکا ذکر اوپر ہوا محض حسد کی وجہ سے کلائیو کا سخت دشمن ہو گیا تھا۔ سلوین نے ہندوستان میں ملازمت کی تھی گو کوئی خاص امتیاز وہ حاصل نہ کر سکا تھا لیکن اوس نے دولت خوب جمع کر لی تھی اور ایک شاندار اور فضا رخص ہوئی وجہ سے وہ کمپنی کا ناظم بن گیا تھا جب تک کلائیو ہندوستان میں رہا سلوین اوسکا مداح رہا اور اوس کے کارناموں کو ہمیشہ تحسین کی نظر سے دیکھتا رہا اور جب مجلس نظام کی صدارت کا وہ امیدوار ہوا تو اوس نے کلائیو کے عداوت در تقا سے اسی بنا پر مدد طلب کی اور صدارت بھی حاصل کر لی آزاد رائے اور مستقل مزاج ہوئی وجہ سے مجلس کا حاکم بھی بن بیٹھا۔ اس زمانے میں بھی وہ کلائیو کے موافق رہا لیکن جب اوس نے اس کے انگلستان آئینی خبر سنی تو اس خوف سے کہ خود اس کے اقتدار پر اسکی آمد کا اثر نہ پڑے وہ اوسکا سخت مخالف ہو گیا۔ اسی نے اپنے ساتھیوں کو

سلوین کی
کلائیو کے
ملاقات
کارروائی

اوبھار کر اوسکی جاگیر پر اعتراض کرایا تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اعتراض کے دلائل بیان نہیں کئے گئے تھے بلکہ بعض اشارہ ان کا ذکر کیا گیا تھا کیونکہ اس زمانے میں مجلس نہ صوبہ دار کے اعلان کرنے پر اور نہ کلائیو کے قبول کیے گئے انشیا پر اعتراض کر سکتی تھی۔ ان سب باتوں سے اوسکا حقیقی مقصد یہ تھا کہ کلائیو انڈیا ہاؤس میں جگہ نہ حاصل کر سکے اور اس میں ایک عرصہ تک سلوین کامیاب رہا۔

سلوین کی فتح
اور ہندوستان
کے حالات کا
کلائیو پر اثر

سیاسی معاملات میں سلوین کو اوسکی مخالفت کا موقع مل گیا۔ کلائیو نے صلح پیرس کے خلاف رائے دی تھی (۱۰ فروری ۱۷۶۳ء) لارڈ بیوٹ کے اس معاملے کی جب مخالفت ہوئی تو وہ ہست برہینختہ ہوا اور تین باوقار امراء کو درخواست کر کے اوس نے اپنا زور دکھایا۔ کلائیو سے بھی وہ خفا ہو گیا اور اوسکو ذک سپہائیکے لئے سلوین سے مل گیا۔ اب تک تو کلائیو خاموش تھا لیکن اس واقعہ کے بعد وہ بھی اونٹ نہ کھڑا ہوا۔ مقبوضہ ہی عرصہ بعد سلوین مالکان کپنی کی مجلس کی رکنیت کے لئے دوبارہ امیدوار ہوا۔ اسکو شکست دینے کی غرض سے کلائیو نے سرمایہ ہند کے کافی شخص خرید کر اپنے دوست واجب کو تقسیم کر دیئے۔ رائے لیتے وقت جب ہاتھ اوٹھائے گئے تو اکثر سلوین کے خلاف تھے لیکن جب رائے رائے دینے کی تحریک منظور ہوئی تو پانچ سو پلٹ گیا اور سلوین اور اسکا رفیق بقتاد کو خیر نقب ہو گیا۔ اب کلائیو کی شکست مکمل ہو گئی اور اوسکا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اوسکے مخالفین نے بھی اوسکو اپنا اثر محسوس کرانے میں تاخیر نہ کی جاگیر کا مسئلہ دوبارہ چھیڑا گیا۔ کلائیو کے قابل مشیر کی رائے اس وقت بھی یہی تھی کہ مجلس کے اس مقدمے میں قطعی جان نہیں لیکن سلوین کی جماعت جی رہی۔ مقدمے کی سماعت سے ایک روز قبل ہندوستان سے ایک ایسی خبر موصول ہوئی جس سے مجلس کے خیالات میں تلاطم پیدا ہو گیا۔ کلکتے سے اطلاع ملی کہ کلائیو نے جن سول ہندو داروں کو وہاں چھوڑا تھا اونہی حرم و طبع۔ ادنیٰ برطانوی اور ادنیٰ سفاکی نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے اور پس اہم کام کی کلائیو ٹولیل کر کے آیا تھا اور اسکا تقریباً فاتحہ ہو گیا ہے اور وہاں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس حالت کو سنبھال سکے اور جب تک وہاں کا کام کسی تابین شخص کے تفویض نہ کیا جاوے گا کپنی کے مقبوضات بنگال خطے سے خالی نہ ہو گئے۔ اس خبر سے انڈیا ہاؤس میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ قدرتاً کلائیو کا نام ہر فرد کی زبان پر آیا۔ مالکان کپنی کا پورا اعلان منعقد ہوا۔ خوف زدہ ہو کر انہوں نے

محض صدارت ہی کلائیو کے سر نہ ڈالی بلکہ اسے گورنر جنرل بنا کر پورے اختیارات بھی عطا کر دیئے اس خیال سے کہ جاگیر کا مسئلہ اس کے اس عہدے کے قبول کرنے میں مانع نہ ہو اور انہوں نے یہ طے کر دیا کہ جاگیر کے مقدمے کی کارروائی بند کر دیا جائے اور کلائیو کے حق معاوضت کو سرکاری طور پر تسلیم کر لیا جاوے۔

درحقیقت یہ مکمل فتح تھی۔ ویراید درست آید کا مصداق خوب راست آیا لیکن کلائیو نے جیسے شکست میں مردانگی دکھائی تھی ویسے ہی فتح میں اس کے کشادہ دلی سے کام لیا۔ امکان کمپنی کے وقتی جوش و خروش سے اس نے فائدہ اُڑا دیا تھا۔ یہ پتہ ان کے لئے کہ جاگیر کے متعلق وہ ایک تجویز پیش کرنا والا ہے جس کو غالباً مجلس ضرورتیں تسلیم کر لے گی اس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ وہ اپنے پیچھے ایک مخالف مجلس اور دشمن صدر کو چھوڑ کر ہندوستان روانہ نہیں ہو سکتا۔ کم از کم موجودہ صدر کو علیحدہ کر دیا جاوے۔ مالکان کمپنی کو اس نے اپنا ہم خیال بنالیا اور جدید انتخاب کی تدابیر مل میں آئیں۔

۲۵ اپریل ۱۸۵۷ء کو انتخاب ہوا۔ سلیوین نے جن امیدواروں کو پیش کیا ان میں سے نصف کو شکست ہوئی وہ خود ایک رائے کی کثرت سے متغیب ہوا۔ صدر و نائب صدر جو متغیب ہوئے وہ دونوں کلائیو کے حامی تھے۔ اسی عرصہ میں کلائیو جنگال کا گورنر جنرل و سپر سالار مقرر ہوا۔ (ماہ ۱۸۵۷ء) مجلس کا اندر توڑنے کی غرض سے شیشی اسکے چار اراکان کی ایک ذیلی مجلس قائم کی گئی جس کو یہ اختیار دیدیا گیا کہ وہ بغیر مجلس اعلیٰ کے مشورہ کے خود اپنی ذمہ داری پر ہر قسم کے امور کو انجام دے سکتی ہے۔

قبل اسکے کہ اس اعلیٰ ہستی کا ذکر شروع کیا جاوے جو پورے اختیارات حاصل کر کے اپنے کارناموں کے سابق میدان میں قدم رکھنے والی تھی ایک دو حرف اون حربوں کے متعلق کہنے ضرور ہیں جو سلیوین اور اس کے احباب نے کلائیو کو پریشان کرنے کے لئے استعمال کئے۔ مجلس کے جدید انتخاب کے بعد ہی کلائیو نے ہائیر کے متعلق یہ تجویز پیش کی کہ دس سال تک کمپنی اس جاگیر کا پورا اراکان اسے ادا کرے۔ اس مدت کے بعد اس کے متعلق قطعی فیصلہ کیا جاوے اور اگر اس عرصے میں اس کا انتقال ہو جاوے تو لگان کی ادائیگی موقوف کر دیا جائے مجلس نے اسے قبول کر لیا۔

ان معاملات کے طے ہو جانے کے بعد کلائیو نے اپنے اہمیت مہمہ دار

کلائیو کا رد ہوا
تقریر ہندوستان
کو دیکھی وہاں

خود منتخب کئے۔ ان میں سے سمندر اور ساگس جو اوس کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اُن دونوں کو اپنے ہمراہ لے کر ہم جوں سہلے کو وہ عازم کلکتہ ہوئے۔ کلائیو کی بیوی اُس کے ہمراہ نہیں گئی کیونکہ بچوں کی تعلیم کی غرض سے اوس کا انگلستان میں قیام ضروری تھا۔

بارھواں باب

بنگال میں بدقسمی کا دور

کلائیو نے ونسٹارٹ کو مجلس بنگال کی صدارت کے لئے اپنا جانشین نامزد کیا تھا اور سکا یہ اندازہ تھا کہ رشوت ستانی کی گرم بازاری اور روز افزوں بیخودانہ رویوں کو روکنے کے لئے وہ پوری کوشش کریگا۔ ہندوستان چھوڑنے سے قبل جو کچھ اوس نے اس شخص کو لکھا تھا اوسکا ذکر ہو چکا ہے۔ اوس نے یہ الفاظ بھی استعمال کئے تھے کہ جس ملک کے آئینی خیرے وہ بجز رشوت ستانی اور بدکاری کے بنگال کو تمام خطرات سے پاک کر دیں گے، لیکن کلائیو نے اس معاملے پر کافی غور نہیں کیا کہ صدارت کے لئے ایک ایسے شخص کا انتخاب جو راستہ کی مانتی میں نہیں تھا ایک بگاڑا ہوا مداراس سے تھا باہمی بیخ و بید پھیلانے کے لئے کافی ہے اور نہ اوس نے اس بات کا اندازہ کیا کہ باوجود تمام اعلیٰ ذاتی اوصاف کے ونسٹارٹ میں نہ ہمت و جرأت ہے اور نہ ایسی فصاحت جس سے وہ دوسروں کو اپنا بنا لے اور نہ اوس میں وہ قوت ارادی ہے اور نہ وہ قابلیت جس سے خود کلائیو دوسروں پر حاوی ہو ضرورت کے وقت سرکش ساتھیوں کو دبانے کے لئے کام لیتا تھا۔ وہاں کی جماعت کا ایک فرد وہ بھی تھا جس نے یہ خواہش کہ وہ اپنی ذات سے اچھا تھا اور مرد و بے عنوانیوں اور رشوت ستانیوں کے خلاف تھا لیکن ہر لحاظ سے وہ ایک معمولی آدمی تھا۔ جن دو خرابیوں کی وہ مذمت کرتا تھا، ان میں بھی زیادہ کا استہان ہوا تھا اور نہ اوس کے مواقع اوسے ملے تھے۔

جائزہ لینے کے بعد ہی اوسکی قابلیت کا بہت سخت امتحان ہوا۔ پہلے اسکا ذکر ہو چکا ہے کہ اس نے کلائیو سے جائزہ نہیں لیا تھا بلکہ جملائی مشاعرے کے اواخر میں ہاتھوں سے جائزہ حاصل کیا تھا۔ اس غرض میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس سے بنگال کی غامض حالت میں سخت انقلاب پیدا ہو گیا۔ کلائیو کی راجگی کے پانچ مہینے بعد مہاراجہ نے ایک مجمعہ میں ہمارے کے اکوٹے بیٹے میران پر تہنیتی گری جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ ناظرین ان الفاظ کو

ونسٹارٹ کی
کمزوری کا
بجھل پراثر

میر جگر
بیشیر
بیشیر
بیشیر

اپنے دھیان میں لیں جو کلائیو نے اپنے مراسلے میں اسکی بابت پتہ کو لکھے تھے وہ اسکو
 ششک اور ایک مخفی بیکار نوٹمیں شخص بتاتا ہے اور لکھا ہے کہ وہ انگریزوں کا اس قدر علائقہ
 دشمن ہے کہ اسکو گندی نشین کرانا ہرگز خطرے سے خالی نہ ہو گا یہ اگر کوئی دوسرا حقیقی دعویدار
 موجود ہوتا تو میران کی موت بلائے انکھانی تصور نہ کیا جاتی لیکن کوئی اور جانشین موجود ہی نہ تھا
 دوسرے بیٹے کی عمر صرف تیرہ سال کی تھی۔ اس طرح کے اور اسکے چھوٹے بہائیوں کے
 علاوہ بہت سے دعویدار تھے لیکن ان میں سے ایک ہی ایسا نہ تھا جسکے حقوق ضمیمہ طور پر
 ثابت ہو سکیں۔ میرجعفر خود بھی انہی میں سے زیادہ بڑھا معلوم ہوتا تھا۔ امرا نے میران کے
 جانشین کی نامزدگی بالاتفاق کھٹکتے کی مجلس کے سپرد کر دی۔ جب وینسارٹ نے کھٹکتے سے
 مجلس کی صدارت کا جائزہ لیا تو وہاں یہ معاملات درپیش تھے۔ اتفاق سے بنگال کے
 دو افسر مسخر کیا ڈ اور انکس جنھوں نے کہنے کی اعلیٰ خدمت کی تھی وہ بھی کلائیو کی وہابی کے
 وقت انگریزی و دہی سپاہ لیکر شاہ دہلی کے کھٹے کی مدافعت کے لئے روانہ ہوئے تھے۔
 عام خیال یہ تھا کہ میران ہی کے اشارے سے یہ حملہ ہوا تھا۔ ظہیم نے جب پتہ چرک کیا تو
 اوس کو نقصان عظیم اوشاکر سپاہیوں پڑا۔ وینسارٹ کھٹا ڈ سے بحیثیت دوست کے
 خوب واقف تھا اسکو یہ بھی علم تھا کہ وہ کلائیو کے خاص معتبر شناس میں سے ہے لہذا
 اوس نے مجلس کے اوس اجلاس کی شرکت کے لئے اسے طلب کیا جسکی کارروائی پر
 بنگال کی قسمت کا انحصار تھا۔ نہایت طویل طویل اور سرگرم بحث رہی۔ جو فریقہ کلائیو کے
 غم خیال تھا اسکا اظہار مذکورہ بالا مراسلے میں ہو چکا ہے اس نے یہ رائے دی کہ کئی احوال
 میرجعفر کی کو برقرار رکھا جاوے لیکن اسکے انتقال کے بعد ملک کو راست انگریزی حکومت
 کے مات میں لے لیا جاوے۔ اگر موقع سے فائدہ اوشاکر اس قسم کے مسلک پر عمل کیا جاتا
 تو غالباً وہ تمام خدایاں جو بعد میں ظہور پذیر ہوئیں وقوع میں نہ آتیں۔ اثناء بحث میں
 صوبہ دار کی طرف سے اسکا دانا نیز قاسم بیٹیا۔ میر محمد قاسم ایک قابل ہوشیار۔ معاملہ فہم
 شخص تھا۔ دوسروں کو اپنا غم خیال نہانے اور اون پر حاوی آنے میں اسکو ناسیما رشتہ
 حاصل تھی۔ بلاوجہ سمجھے نہ کوئی کام کرتا اور نہ کبھی عدالت سے گزارا۔ ایک لحاظ سے
 اسکو محب وطن بجا طور پر کہا جاسکتا ہے۔ میران کے انتقال سے جو بگڑ خانی ہوئی تھی اسکا
 وہ خواہشمند تھا۔ وہ انگریزوں کی چالوں کو سمجھ گیا تھا تاہم ان کا فائدہ ان کو بنگال میں صدیوں سے

میر قاسم کی
 جدوجہد

حکمران تھا اور سکا انھیں وہ دشمن تصور کرتا تھا اور اسی وجہ سے اُس سے اوسے
دلی نفرت تھی۔ اونکی برکرداریوں اور بے عنوانیوں کی وجہ سے انھیں دو حقارت کی
نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اوس نے ان انگریزوں سے فائدہ اٹھایا کہ ارادہ کر لیا تھا۔
وعدوں کا اوس نے ایک طور پر باندھ دیا۔ گو یہ جعفر کا مناشہ تھا لیکن اپنے لئے
خود کو شش کر رہا تھا۔

مجلس کے راز میں شریک ہو نیكے بعد میر قاسم نے فوراً اندازہ کر لیا کہ جعفر
یہ بھڑکایا دے اور سب کو وہ اپنے ساتھ لے سکتا ہے۔ اوسکے دلائل اور اوسکے زر کے
سامنے وہیٹارٹ کی پراسانی بھی کافی ہو گئی۔ اوس نے ان سب کو روپیہ کے در سے
اپنے فوائد کر لیا۔ کچھ وعدہ و تم کے معاوضے میں ان سب انگریز ہندو داروں نے اسے
پلاسی والے طیف کو معزول کرنے اور اوسکے داماد میر قاسم کو مسند نشین کرانیکا فیصلہ کر دیا۔ بعد ازاں
پرستھ پہنچ گئے۔ تین روز بعد میر قاسم نے اپنی تیاریاں شروع کر دیں جس کے دو دن بعد وہیٹارٹ
میر جعفر کو انکی خبر دینے کے لئے مرشد آباد پہنچا۔ جائزہ لینے کے بعد پہلا یہ کاری کام ہو جس نے
انجام دیا وہ نکال دیا۔ اس اصول کے خلاف تھا جس پر عمل کرنی وہ خود اسکو تاکید کر چکا تھا
اور وہ اصول ایسا تھا کہ اگر اوسکی خلاف ورزی نہ کی جاتی تو انگریز قیادت سے محفوظ رہتے۔
اسکے بعد جو واقعات پیش آئے انکو جھٹایا کر دیا جاتا ہے۔ وہیٹارٹ نے اپنے
میر جعفر سے استعفا لے لیا۔ اس ضعف نے صرف ایک دن کے لئے اوس کے
یا اوسکے گرد و نواح میں انگریزوں کی محافظت میں رکھا جاوے۔ دوسرے دن (۱۹ ستمبر)
کو وہ کلکتہ کو روانہ ہوا۔ شاہ عالم کی افواج کی مباحث کے بعد جو انتظامات ہوئے تھے
اونکی تکمیل کے لئے میر قاسم پٹنہ پہنچا اور وہاں خود شاہ عالم نے اوسکو نکال دیا اور
اوریسہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔

میر قاسم میں وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک فرمانروا کے لئے ضروری
ہوتے ہیں۔ جن صفتوں میں قیوں و لائتیں بتلا تھیں اون سے وہ بخوبی واقف تھا
لہذا اونکی اصلاح کی طرف وہ نہایت مستعدی سے سرگرم کوششوں میں مشغول ہوا۔
اوس نے اپنا دار السلطنت موگتیر کو منتقل کیا یہاں ایک قلعہ بھی تھا اور یہ مقام نکال کے
دائیں ساحل پر واقع تھا۔ یہاں سے کلکتہ اور بنارس دونوں تقریباً ایک ہی فاصلے پر تھے۔

میر جعفر کی
خوبی اور
تقریر

میر جعفر کی
قابلیت اور
اوسکے کارنامے

شمالی و مشرقی بہار کو بھی یہاں سے راستہ جاتا تھا۔ بعد ازاں اوس نے اپنی پیادہ فوج کو انگریزی اصول پر ترتیب دینا شروع کیا۔ دو مشہور سپاہیوں کو جو غالباً دو غلے یا آرمینی تھے ملازم رکھا۔ ان میں سے ایک کا نام سمرو (Samru) اور دوسرے کا مارکر (Markar) تھا۔ فوج کا ایک ایک دستہ انکی کمان میں دیا اور اسکے علاوہ دوسرے سپاہیوں کو تیار کرنے اور قواعد سکھانے کا کام بھی انکے تفویض کیا۔ ان تمام امور میں اوسکو کامیابی حاصل ہوئی لیکن جب رعایا کی مصیبتوں کے دور کرنے کی طرف اوس نے توجہ کی تو اوسکو اندازہ ہوا کہ انگریزوں کو ننگ کا جو اجارہ حاصل ہے اوسکے ذریعہ سے وہ اوسکے تمام کاموں میں رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں کیونکہ جو اختیارات انگریزوں کو حاصل تھے ان سے وہ خود ہی استفادہ کر کے نہ صرف ملک کو تباہ کرتے تھے بلکہ اپنے دوست احباب اور تختوں کو ادائی محمول سے مستثنیٰ کر دیتے تھے نتیجہ یہ تھا کہ رعایا نے جنگال و بہار کی مصیبتیں اوس حد کو پہنچ گئیں کہ آج کل اوسکو بعد از قیاس سمجھا جاوے گا شاید ہی کبھی ایک غرق نے بلا لحاظ دوسروں کی مصیبتوں کے دولت پیدا کر سکا اس قدر سخت تہمت کیا ہوگا اور شاید ہی کبھی دوسرے فریق نے ہر قسم کے ایشارے کام لیکر اس قسم کے مظالم اور زیادتیوں سے بچنے کے لئے زیادہ ایما نڈاری سے کوشش کی ہوگی۔

کینی کے لارڈ
کی بددعا

جب میر قاسم کلکتے کے حکام کو کہتے تھے تھک گیا تو بالآخر اوس نے یہ طے کیا کہ اس ناقابل برداشت مصیبت اور بارے نجات حاصل کر سکا پس ایک طرح سے کجنگ کے دیوتا کے یہاں مراعہ کیا جوے۔ اوسکے لئے وہ خود تیار تھا اور اوسکا خیال تھا کہ انگریز تیار نہیں ہیں۔ اعلیٰ درجہ کا جنگی سامان اوسکے پاس موجود تھا اپنے سپہ داروں کی طرف سے اوسکو کچھ کھٹکانہ تھا۔ برخلاف اسکے اوسے علم تھا کہ کلایو اور کلہاڈ ہندوستان سے جاکے ہیں اور کوئی اونکشافانی مقامی آدمیوں میں نہیں لہذا جب کلکتے سے ایسے مطالبات کئے گئے جنکی تعمیل سے وہ تمام مصیبتیں ٹوٹ پڑیں جنکا اندیشہ تھا تو اوس نے نہایت جرأت سے کام لیکر سب کے لئے محمول کروڑ گری صاف کر دیا اور اپنے کل ملک میں آزاد تجارت قائم کر دی۔ اس زبردست ترکیب کے نتائج صحیح اندازہ کر کے اوس نے اپنے سپہ داروں کو حکم دیا کہ جو بدیر بھی انگریز اختیار کریں اوسکے مقابلے کے لئے انھیں تیار رہنا چاہئے۔

میر قاسم کی
جسے سروسٹھ

میر قاسم کے
کارناموں اور

اس مختصر باب میں محض اتنا بیان کرنا کافی ہو گا کہ یہ دیکھ کر انگریزوں تک رہ گئے کہ

اوسکے پاس
برگزیروں کا
اشتمال

صوبہ دار جیسے حقیر کیڑے کو بھی اونکے احکام کی خلاف ورزی کی جرأت ہو سکتی ہے۔
اونہوں نے فوراً اپنے دو آدمی ناریضامندی کا اظہار کرنے اور اوس سے جواب طلب
کرنیکسے لئے روانہ کئے۔ جب یہ دو شخص گفت و شنید کر رہے تھے تو اونکے حلقہ ہارسن نامی
ایک سول افسر اس گفت و شنید کے خیال سے ناراض ہو کر فوراً پلٹے کے مشہور مقام پر قبضہ کر کے
تیار ہو گیا۔ جون ۲۵ ۱۸۵۷ء کو اپنی مختصر سی فوج سے اوس نے علی الصبح اس مقام پر
ایک بیک حملہ کر دیا لیکن اہل قلعہ اور اوسکے قریب کے سرخ پتھر کی عمارت میں جو سپاہی تھے
اونہوں نے اسکو اندر داخل ہونے سے روک دیا۔ اسکی اوس نے قلعی پروانگی اور اپنے
آدیوں کو لوٹ مار کی اجازت دیکر شہر میں چھوڑ دیا۔ اس اثنا میں میر ہندی خاں سپہ سالار اور
ان واقعات کی اطلاع دینے کے لئے مولکیر روانہ ہوا۔ راستے میں شہر سے چند میل کے
فاصلے پر اوسکو اپنے آقا کی فوج کا وہ دستہ لاجوار منی مان کر کی کمان میں تھا۔ آکر اپنے غرض کو
انجام دینے کی غرض سے فوراً پلٹے پہنچا۔ اگر گزیروں کو لوٹ مار میں مشغول پایا۔ شہر سے باہر
نکال کر کارخانے کی ایک عمارت میں پناہ لینے پر انھیں مجبور کیا۔ اور وہاں اوسکا محاصرہ
کر کے بالآخر ۲۹ جون کو مراجعت پر انھیں مجبور کیا۔ اس اثنا میں صوبہ دار نے حمود کی کمان میں دوسری
فوج اونکی مراجعت روکنے کیلئے کسے روانہ کی اور آکر کہ اوکھا تعاقب کر کے حکم دیا آکر کرنے اوکھا
تعاقب کیا اور یہ جو لائی کراستے میں اوکھ کو گھر کر شکست فاش دی۔ اس میں ۲۵ دسویں سپاہ
کے ساتھ جو تین سو اگرز تھے وہ حسب معمول نہایت جم کر اوسے لیکن اونکی ہرنائی ٹھیک
طور پر نہ کی گئی۔ جسکی وجہ سے وہ پست ہمت ہو گئے اور شکست کھائی۔ جو جنگ میں کام نہ آئے
وہ قید کر کے پلٹے پہنچائے گئے اور وہاں قتل کر دئے گئے۔

میر قاسم کے
خاندان جنگ
اور اگرزوں
کی فتح

اس طور سے جنگ کی ابتدا ہوئی۔ اگر اگرزوں میں اس وقت ایک ذات
اون اشخاص کے قتل کی موجود نہ ہوتی جنہوں نے مشرق میں اپنے ملک کا نام روشن کیا تھا تو
غالباً یہ قاسم جو ایک ہمعصر دور کی رائے کے موافق خود باقاعدہ سپاہی تھا اور جس میں
سپاہیانہ شجاعت کے ساتھ دبیرانہ ذہانت بھی موجود تھی اگرزوں کو اونکے جہازوں پر
لا دیتا۔ جب تک کہ واقعات نے اس ہمتی کو نمایاں نہ کیا خود اگرزوں کو اوس کے
وجود کا علم نہ ہوا۔ سحر جان آدم کی جانب ازاد فساد رہی۔ ہوشیاری اور اعلیٰ فوجی ذہانت نے
اوسکو اس حکمت سے بچا لیا۔ جب اس افسر کو کمان دی گئی تو اس نے نہ کٹوا کے میدان میں

ایک سخت خونریز جنگ کے بعد میر تقاسم کی فوج کو شکست دی (جولائی ۱۹) چند روز بعد گجیر تاسکے مہاراج میں ایک اور سخت لڑائی میں اوسکو پسپا کیا لیکن ان میں سے ایک لڑائی بھی جنگ کا فیصلہ نہ کر سکی۔ لیکن جب آدم نے دوسرے پھیلے میں ارغوانی آلہ سے کسی مخصوص مقام کو بھرپور چالیس ہزار آدمی موجود تھے سڑکوں کیا اور غنیم کی سو توڑیں قبضہ کیا تو میر تقاسم سمجھ گیا کہ فتح نہ ہوئی۔ مکے بعد اس نے راج قتل کو بچا لیا کوئی شخص اس کی اور نہ سونچا اور پختہ کوٹھنڈا کیلئے کی۔ پٹنہ کی تحفہ کے بعد (۹ نومبر) فرار ہو کر اوس نے اودھ میں بنہالی اور نواب وزیر کو اپنا حمایت کے لئے اوبھارا۔

یہاں اتنا اور کچھ دیکھا کہ وہ اپنی اس بہن کا میاں ہوا اور نواب وزیر نے بہن کی ایک بہن پر حملہ کیا اور اسے افسوس کرنا پڑا کیونکہ ان کے بیٹے ہمارے لاکر اور ان کے جو بچے ہیں سب بکھر گئے اور اس کے لہجہ میں کاسر کے یہ بیان ہیں اوسکو سخت شکست دی۔ دسمبر ۱۸۵۷ء کو اس نے اودھ کے انتقال سے بعد جو موسم کی شدت اور جنگ کی تھکان سے ہلاک ہوا فوج کی کمان پٹنہ نامی لڑائی کو دیکھی اور اس کے بعد سابق کے سپہ داروں کو پٹنہ نے اپنا فوج کو بچ جاری رکھا۔ بنارس۔ چتر اور الہ آباد پر بے بعد دیگرے قبضہ کیا۔ مارچ ۱۸۵۸ء میں انگریزوں نے اودھ پر دھاوا مارا لکھنؤ۔ فیض آباد پر قبضہ کیا اور بعد میں غنیم کو کرۂ اور جٹا کے ساحل پر کانچی کے میدان میں شکست دی۔ نواب وزیر اب بے خانماں صحرانورد ہو گیا اور بالآخر فوجوں کے ترجمہ پر بھروسہ کر کے اپنے آپ کو اونکے حوالے کیا۔ وہ نہایت خندہ پیشانی اور کشادہ دلی سے اوس کے ساتھ پیش آئے اور انھیں اسکا صلہ آئندہ اوس کے جانشینوں سے حاصل ہوا۔ انگریزی سرکار نے اس کا طرز پر الہ آباد تک پہنچائی۔ جب مئی ۱۸۵۸ء میں کلائیو گورنر ہو کر کلکتہ پہنچا تو فوجی حالت یہ تھی۔

جنگ کے آثار کے بعد ہی انگریزوں نے میر جعفر کو دوبارہ مسد نشین کر دیا تھا اور حسب معمول اپنی ذات کے لئے اوسوں نے معقول رقوم حاصل کیں اور بجز ڈھائی فیصدی ٹیکس کے محسول کے باقی سب محسول معاف کر لیا۔ میر تقاسم کے لئے صرف آٹا گنا کافی ہو گا کہ چند سال بعد نہایت مصیبت اور افلاس کی حالت میں اوس نے دہلی میں انتقال کیا۔ جو کچھ بھی کمزوریاں اس میں ہوں وہ حقیقی معنوں میں محبوب وطن تھا۔

دبیر اودھ
کلیئر تاسکے
اتحاد اور اودھ
شکست

میر جعفر کی
دوبارہ مسد نشینی

تیسرے حوالے باب

ہنگال کی اصلاح

جب کلائیو انگلستان سے ہنگال کو روانہ ہوا (۲۶ جون ۱۸۵۷ء) تو اس کو صرف یہ معلوم تھا کہ میر قاسم سے جنگ ہو رہی ہے اور میر جعفر کو اس کی جگہ مسند نشین کر دیا ہے۔ مدراس پٹننے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ میر قاسم کو کامل شکست ہوئی۔ اس کے ساتھیوں نے ہتھیار ڈال دیئے میر جعفر کا انتقال ہو گیا اور نواب وزیراودہ نے بھی خود کو انگریزوں کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اس سے کلکتہ بھی پٹننے میں تنہا رہ گیا۔ اس وقت تک اس وقت تک کلائیو نے فلسفہ انتظامی کے دو فنکاروں سے ساکس Sykes اور سمنر Sumner سے جو اس کے ہمراہ تھے اس امر پر بحث کی کہ ہنگال پہنچ کر کیا طرز اختیار کرنا چاہئے۔ اور کونسا طرز عمل مناسب ہو گا۔

کلکتہ پہنچ کر سب سے پہلے اس نے فوج مرتب کی۔ جنرل کرنک Carnac کو اس کی کمان دی اور پوری بیاہ فوج کو تین ملٹیوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے دو جنٹوں کی کمان اون دو سپہ داروں کو دی جو انگلستان سے اس کے ہمراہ آئے تھے اور انتظام کی غرض سے تقریباً تمام اعلیٰ عہدہ داروں میں اپنی رائے کے موافق مناسب رو و بدل کی۔

اسی طور سے اہل قلم کا بھی انتظام کیا۔ رشتہ ستانی اور متروکے عنوانوں سے جو نقائص کلائیو کی دہسی کے بعد پیدا ہو گئے تھے ان کی طرف خاص توجہ کی اور نہایت سختی سے ان کی ترمیم کی۔ یہاں پٹننے کے بعد ہی اس کو کچھ ایسا ہیاد و گلیا کس سے فائدہ اٹھا کر اس نے عوام پر غلبہ کر دیا کہ آئندہ وہ کیا روش اختیار کرنا چاہتا ہے۔

کلائیو کی آمد سے چارہ قبل میر جعفر سخت مصائب و تفکرات کی حالت میں انتقال کر چکا تھا۔ وہ خود اپنی نگاہوں میں حقیر و ذلیل ہو گیا تھا۔ کل کی بات ہے کہ وہ جنگ پلاسی سے پہلے تین تین ریزرو الداروں کا مالک بنا ہوا تھا اور اب بقول ایک ہمعصر انگریز کے وہ ملازمین کمپنی کا سا ہو گیا تھا جس سے وہ اپنی مرضی کے موافق جس وقت جتنا دیر چاہتے

منگا سکتے تھے۔

مگر لکھ چکے ہیں کہ ارکان مجلس نے ۱۸۵۷ء میں میر جعفر اور ۱۸۵۸ء میں اوسکے جانشین کی سند نفی کی اور پھر دوبارہ اوسکے برسر حکومت آنے سے کس قدر مال سے غائدہ اٹھایا اس پر شک ہے۔ وہ دوبارہ انتخاب کا موقع آیا تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ مرشد آباد کے خزانہ پر اکتفا نہ ڈالیں۔ اس وقت اسکے پاس دو املا دار تھے ایک تو میر جعفر کا بیٹا تھا جو نواب میر جعفر کا پوتا تھا اور ایک خود میر جعفر کا بڑا بیٹا۔ مجلس کے آئندہ ارکان نے آپس میں یہ طے کیا کہ جو شخص زیادہ دیر یہ ادارہ کرے گا وہی کو گدی ویدیا ہوگی فیصلہ میر جعفر کے بیٹے کے موافق ہوا حالانکہ یہ اوسکی سکوچ کا بیٹا نہ تھا لیکن اس میں غائدہ یہ مد نظر تھا کہ وہ اپنی عمر کے لحاظ سے خود اپنے اختیار سے تمام معاملہ کر سکتا تھا برخلاف اسکے دو املا دار کم سن تھے اوسکی آمدنی کا اگلو حساب دینا پڑتا۔ اسکے انتخاب کی منظوری کے لئے معاویہ دس لاکھ پر طے ہوا جس طور سے چارپا یہ سب آپس میں اسے تقسیم کر لیں اسکے علاوہ دس لاکھ سے کچھ زیادہ اس خدمت کے صلہ میں اسے دینا پڑا جو ان کے ایک رکن گڈن جانشین Gideon Johns نے اور محمد رضا خاں نے انجام دی تھی۔ اسی انتظام کے سلسلہ میں محمد رضا خاں نائب ناظم مقرر کیا گیا۔ اس پر شرمناک معاہدہ پر دستخط ہوئے مہر لکائی گئی اور لارڈ کلائیو کے آنے سے دو ماہ قبل ۲۵ فروری کو اسکی تکمیل ہو گئی تھی۔

میر جعفر کے انتقال سے تیرہ دن قبل انڈیا آفس سے حکایت میں ایک مراسلہ آچکا تھا جس میں یہ حکم تھا کہ آئندہ سے تمام اہل قلم ایک اقرار نامہ پر دستخط کریں کہ وہ ہندوستانیوں سے نفرت و تحائف پانڈرانے قبول نہیں کریں گے۔ اس مراسلہ سے حکایت کو اس قسم کے معاملات میں بہت تقویت مل گئی جس وقت اوسکو یہ معلوم ہوا کہ کونسل ہی میں اوس کو سخت دقتوں کا سامنا کرنا پڑے گا تو اوس نے فوراً (غائبی) اعلان کر دیا کہ ایک جدید ذیلی مجلس منتخب کر لی گئی ہے۔ اس مجلس کے ساتھ اوس نے تمام اختیارات حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ تلم علان کو راز میں رکھنے کی قسم کھائی اور مجلس کے جو دارکان اوس وقت موجود تھے ان سے بھی یہی قسم لی۔ بعد ازاں صوبہ داری کے تقرر کے معاملات و کاغذات کی جانچ شروع کی۔

اسکو سابقہ ایجنٹ آدمیوں سے پڑا تھا جو ایک عرصہ سے رشوت دینے والے تھے۔

جب کلایٹو نے ان پر الزام لگایا کہ انہوں نے اپنے حکام کی مخالفت کے باوجود مذماتے وصول کر کے اوسکے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اس میں انہوں نے کلایٹو کی تعلید کی ہے۔ ۱۸۵۷ء میں جو معاملہ میر جعفر سے اوس نے کیا تھا اوسکا حوالہ دیا اور بتایا کہ میں جو جاگیر اوس نے قبول کی تھی وہ بھی اوسکو یاد دلائی گئی۔ اسکا صاف جواب یہ تھا کہ اوس وقت ان سب باتوں کی اجازت تھی اور اب انکی مخالفت ہے۔ اسنے علاوہ کلایٹو نے ایک دلیل یہ بھی پیش کی کہ اوس وقت کی حالت سخت نادرک تھی۔ میر جعفر اور انگریزوں کے مئے فتح و شکست کا مسئلہ تھا برخلاف اسکے اب کوئی ایسا خطرہ نہ تھا۔ امن کی حالت تھی۔ ممانعت کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ بعد ازاں کلایٹو نے ایک دوسرے الزام ان پر یہ لگایا کہ ارکان مجلس نے صوبہ داری کا نظام کیا کہ جو سب سے زیادہ قیمت ادا کر لیا اوسکی کو وہ دیدیا وگئی۔ اس سے اسکا مقصد یہ تھا کہ اس رقم سے اپنی منگھی گرم کریں اور اسی غرض سے اس میں نہایت نامناسب طور پر قبیل کی گئی تاکہ میری آمد سے قبل ہی اسکی تکمیل ہو جاوے۔

کلایٹو کا اس وقت بجز اسکے اور کچھ بس نہ چلا کہ انکو جائزہ ہرگز۔ سے اور اس وقت پر یہ دست و پا بھی تھے۔ جدید اتر نامہ پر ان سے دستخط کرانے لیکن اسے اس برتاؤ نے اوسکے دلوں پر زخم کاری لگا دیا۔ وہ اوسکے جانی دشمن بن گئے اور اوس دن سے انہوں نے اوسکو پریشان کرنے۔ تاکہ۔ اور اوسکی راہ میں مشکلات پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اوشمار کھا اور جب بالآخر کلایٹو سے انکی جگہوں سے جو انکی وجہ سے ذلیل ہو گئی تھیں یہ نکال دیا تو یہ اپنی خصوصیت۔ اپنی ہرزہ گوئی۔ اور بد کلانی اپنے ساتھ انگلستان لے گئے اور وہاں جا کر برطانوی حکومت مند کے بانی کے خلاف خوب اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔

ان مرتشی اور بدکاروں کو ٹھنڈا کرانے کے بعد کلایٹو نے اپنی توجہ ہندوستانوں سے مناسب شرائط پر تجارتی تعلقات بڑھانے کی طرف مبذول کی۔ جب اوس نے اپنے کام پر ہاتھ ڈالا تو اوسلو معلوم ہوا کہ ہرکولس (Heracles) کے ذمہ شاہ آگیس (King Augau) کے اصطلح صاف کرینکا کام جو تفویض کیا گیا تھا وہ اوسکے کام کے مقابلہ میں کہیں آسان تھا۔ سب سے پہلی کٹھن منزل تو اوسکو یہ طے کرنی تھی کہ نظامہ یہاں کے اہل قسہ کو غامی طور پر تجارت کرنیکی اجازت دیدی تھی۔ حقیقت اویکی تنخواہیں اس قدر تھیں کہ

زندگی بسر کرنے کے لئے ذاتی تجارت یا کسی اور قسم کا بدلہ ایسی تجارت کے لئے اونکے واسطے ضروری تھا اس بدل کی تجویز کو آئندہ تسلیم بھی کیا گیا اور یہ قرار پایا کہ انکی تنخواہیں ایسی ہونی چاہئیں کہ روپیہ پیدا کرنے کے ذرائع کی انکو فکر ہی نہ رہے کلائیو نے پیمد کو شش کی کہ نظا اس تجویز کو منظور کر لیں لیکن سبب بے سود۔ انگلستان میں ایک طبقہ تو ایسا ہے جسکا کام محض حکومت کرنا ہے لیکن اسکے علاوہ اکثر اور طبقے بھی ہوتے ہیں جو اس اقتدار کے حامل کر لیں کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور جب کبھی انھیں موقع ملتا ہے تو کبھی نہیں چوتے اور حکومت میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن ان میں نہ تعلیم ہوتی ہے۔ نہ تہذیب اور نہ کام چلانے کی اہلیت۔ اس زمانہ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے نظا بھی اسی طبقے کے افراد تھے۔ ان میں معاملہ بھی اور دور بینی نام کو نہ تھی کبھی بات کا صحیح اندازہ نہ کر سکتے۔ وہ صرف زمانہ حال کو سمجھ سکتے تھے اور وہ بھی نہایت بھڑے طور سے۔ انکو اسکا احساس ہی نہ تھا کہ دنیا کو ایک حالت پر قرار نہیں۔ اگر اون سے کوئی یہ کہتا کہ کلائیو نے اپنے کارناموں سے انکو سلطنت مغلیہ کا جانشین بنا دیا ہے تو وہ اوسکو دیوانہ سمجھ کر دستکار دیتے۔ حتیٰ انکی عقل تھی اوتی ہی ان میں سمجھ تھی۔ نہ تنخواہوں میں اضافہ کرنے پر وہ راضی ہوئے اور نہ ذاتی تجارت کی ادھنوں نے ممانعت کی ہر کیوس تو شاہ ایلس King Ellis کے اسٹبل صاف کرنے کے لئے دریائے الفس Alpheus اور پنس Peneus سے اپنی مرضی کے موافق کام نکال سکا لیکن کلائیو مجلس نظا کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب نہ ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محنت تو اسکی بھی سخت رہی لیکن کام ادمورا ہوا۔ جو کچھ کلائیو کر سکتا تھا اور جو اوس نے کیا وہ محض یہ تھا کہ اوس نے اپنے حکم سے اون تمام سجاوختیاں کو منسوخ کر دیا جکے زور سے کمپنی کے اہل قلم ملازمین اس سرزمین کے فرزندان کو برباد کر رہے تھے۔ اہل کو بغیر حصول ادا کئے ہوئے لجا نیٹے لئے پروانہ تجارت جاری کرتے تھے۔ کلائیو نے انکو خاص عہدہ داروں کے لئے مخصوص کر دیا اونکے نام ظاہر کر دیئے اور اختیارات کی بھی تشریح کر دی۔ اہل قلم کی ذاتی تجارت پر بھی اس قدر سخت قیدیں لگائیں کہ وہ بند تو نہ ہوئی لیکن اس عام اجازت سے جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں وہ بہت کم ہو گئیں۔ اور ایک مدت تک وہ حکومت کی نگرانی میں آگئی۔ ان دونوں معاملات میں جو اصلاحات اوس نے کیں وہ نہایت وسیع پیمانہ پر تھیں اور انکا اثر اون سے کہیں گہرا چلکی خواہش میر تقاسم نے وینسٹارٹ اور اسکی مجلس سے کی تھی

اور جس میں وہ انکا میاں رہا تھا۔
 نمک کے اجارہ کے متعلق کلائٹو نے جو تحقیقات کی اس سے معلوم ہوا کہ اس کی
 تجارت کچھ ایسے ڈسٹنگ پر ہے جس سے بعض کو کثیر منافع حاصل ہوتا ہے اور
 کثیر تعداد کو سخت خسارہ رہتا ہے۔ اس خرابی کو رنچ کر نیکے لئے اس نے اس تجارت کو
 ایک ایسے اصول پر چلائے گی کہ خوش کی جس سے کہ نمک اتنا سستا ہو جائے کہ غریب
 سے غریب بھی اس کو آسانی خرید سکے اور اسکے ساتھ کمپنی کے ملازموں کے لئے بھی
 ایک خاص مستقل آمدنی کا ذریعہ بن سکے اور اس بات کا پورا یقین تھا کہ اس کی تدبیر
 عمل نہیں لیکن جب کہ انڈیا آفس نے تجویز اس میں اسانڈ کرنے سے انکار کر دیا تھا تبھی ایک
 حکمت اور بہتر بنی صورت پیشی اور دراصل مردہ عمل سے یہ بہت بہتر فریب تھی۔ ایک طرف تو
 کمپنی کے ہر حکم کے ملازموں کے لئے ایک نہایت مناسب و معقول آمدنی کا ذریعہ بن گیا اور
 دوسری طرف گزشتہ بیس سال سے جو نمک کا خرچ تھا اس میں ہندوستان اس
 کے لئے دس ہزار فیصدی کی کمی ہو گئی۔

اس تخیل کے بعد کلائٹو نے کلکتہ کی مجلس کی اصلاح کی طرف توجہ کی مردہ
 قواعد کے مطابق مجلس ایک صدر اور سولہ ارکان پر مشتمل تھی لیکن اسکے رکن کے لئے
 کمپنی کے کسی دوسرے علاقہ میں کسی قسم کی ایجنسی لینے کے لئے کوئی بات مانع نہ تھی
 نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اسکے رکن انتظامی امور کے اعلیٰ عہدہ دار ہونے کے ساتھ دوسری جگہ نگر انکار
 بھی ہوتے تھے بحیثیت اینٹ ہونے کے جو کام وہ انجام دیتے تھے اور کبھی بحیثیت رکن مجلس
 وہ خود ہی نگران ہوتے تھے اسکا نتیجہ یہ تھا کہ صدر و رکن کی بے عنوانیاں ہوتی تھیں قوانین کی
 پابندی ممکن نہ تھی۔ انصاف کا خون ہوتا تھا۔ اس خرابی کو کلائٹو نے اس طور سے دور کیا کہ
 ایک حکم جاری کیا جسکی رو سے رکن مجلس کوئی اور کام اپنے ذمہ نہیں لے سکتا تھا انتظامی مجلس نمک
 میں کلائٹو کو سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن باوجود اسکے وہ اپنی تجویز میں کامیاب ہوا۔

یہاں یہ بتادینا ضروری ہے کہ انتظامی مجلس کو کلائٹو نے اپنا مشیر تصور کرنا تھا
 اسکے ارکان کے سپرد اور کام بھی تھے جنکی وجہ سے یہ کلکتہ سے باہر بھی رہتے تھے۔ مثلاً
 کرناک Carnac، فوج میں رہتا تھا۔ سالکس (Sykes) مرشد آباد میں
 گورنر کا ایجنٹ تھا ویلست (Verelst) کے ذمہ برودان و مدنا پور کے اصلاح کی

کلکتہ کی مجلس
 میں اصلاح

نگرانی تھی محض سمنر (Summer) کلائیو کے ساتھ رہتا تھا۔ کلائیو کے انتقال کرنے یا مستعفی ہونے کی حالت میں یہ اوسکا جانشین ہونیوالا تھا۔ اسکو پہلے ہی سے نامزد کر دیا گیا تھا لیکن کلائیو کو اس وقت سے قبل ہی اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ کسی لحاظ سے بھی یہ شخص اس کام کا اہل نہیں۔ قوت ارادی اور کی کمزوری۔ بدنام فرقہ سے اوسے اہردی تھی۔ ہمت و جرأت اوس میں نام کو نہ تھی۔ کلائیو کو اب تک کوئی خاص مدد دے دے سکا تھا لہذا مجلس کی اصلاح میں ایک خاص کام یہ بھی تھا۔

تحقیقات کے دوران میں کلائیو نے معلوم کیا کہ اصلاح اور سمتوں کی حکومت بھی کمپنی کے افسروں کی نگرانی میں صدر و جہ خراب اور بدنام رہی ہے۔ تحقیقات کے بعد نظر آنے جو رپورٹ بنگال کی حالت کی بابت کلائیو کی یہاں آمد کے وقت لکھی تھی اوس میں اسکو مجملاً اور نہایت اچھے طور سے اوصوں نے بیان کیا ہے اور ان کا بیان ہے کہ "اصوبہ بنگال۔ بہار اور یسہ جسکی آمدنی تقریباً دو ملین سالانہ ہے اوسکو ہمارے ملازموں نے قطعی بے دست و پا کر دیا۔ اب وہ اونکے پنجہ میں ہے۔ وہاں انھوں نے ایسے بد اصول اختیار کئے ہیں جو کبھی سننے میں بھی نہیں آئے اور جو طرز اوصوں نے اختیار کیا ہے وہ کمپنی کے مفاد کے قطعی منافی ہے اوصوں نے ایک اصول یہ بنا لیا کہ جو چیز کمپنی کی ملک نہیں اوسپر اونکو اتھ ڈالنے کا اختیار ہے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے کلائیو نے ان اصحاب سے مدد چاہی جسکا فرض اولین یہ تھا کہ اس سے بہتر اور زیادہ انصاف پسند حکومت قائم کریں اوس نے نو عمر نواب اور اس کے مصاحبوں کو کلکتہ میں بلایا ان سے بڑے مشورے کئے۔ اس طور سے جو امکشافات ہوئے ان سے کلائیو کے ان تمام خیالات کی تائید ہو گئی جو ان اہل قلم کی کامیاب معنویوں کی بابت تھے۔ انھیں امکشافات کی بنا پر اوس نے اپنی مجلس کے پانچ ممبروں کو جو اس کے آگے سے قبل یہاں موجود تھے مستعفی ہونے پر مجبور کیا اور باقی ماندہ تین کو معطل کر دیا۔ اس طور سے جو بنیادیں غامبی ہوئیں انکی بھرتی در اس سے کی اور انکی تعداد بارہ کر دی۔

ان انتہائی اصلاحات کا جو اثر لازمی طور سے ہونا چاہئے تھا وہی ہوا۔ کلائیو سے ہر ایک کو نفرت ہو گئی۔ کمپنی کے اہل قلم اور اونکے دوست و احباب اور انکے ہم مشرب اپنی اپنی طبیعت کے موافق خوف اور انتقام کی بنا پر مل کر نہ گئے۔ مقدمہ ذکر میں سے

کمپنی کے ضلوع
کی حکومتیں میں
اصلاح

کلائیو کی
مخالفت

مٹنے کا ایجنٹ بہت زیادہ چھٹا ہوا تھا لہذا اس نے خودکشی کر لی دوسروں نے ایک مجلس قائم کی جس کے خاص مقاصد مندرجہ ذیل تھے۔
 ۱۔ گورنر سے ملاقات کرینی مخالفت کی جاتی ہے۔ گورنر اور اس کی انتظامی مجلس کے کسی رکن کی کوئی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ مدراس سے جو حضرات تشریف لائے ہیں ان کے ساتھ بے پروائی کیجاوے اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔ جو شخص ان قواعد کی خلاف ورزی کر لگا اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاوے گا اور اس سے علمدگی اختیار کر لیجاوے گی آئندہ ان کی مخالفت اور بھی بڑھ گئی اور اس نے ایک خطرناک صورت اختیار کر لی۔

نومر محبوبہ دار کے متعلق کلائیو نے کوئی اچھی رائے قائم نہ کی۔ اس کے نزدیک تو وہ محض بیکار تھا۔ اس کے مصاحبوں میں صرف محمد رضا خاں ایٹھاؤن لوگوں کا سرفہرہ تھیں اور اس کے مستنشین کرانیکے لئے رشوت دی گئی تھی ایک قابل شخص تھا لیکن اس کو بھی کسی بے کام کے کرنے میں مار نہ تھا کلائیو اس کے لئے قطعی راضی نہ تھا کہ محبوبہ دار کی سیاسی تعلیم ایسے شخص کے سپرد کی جاوے یا اس کو کسی اور مہاجب کی تربیت میں دیا جاوے کیونکہ یہ کمزوری تو ان سب میں موجود تھی لیکن ان میں سے کسی میں رضا خاں کی سی قابلیت نہ تھی لیکن اس سے بہتر آدمی نہ ملتا تھا اور بالآخر کلائیو صرف یہ کر سکا کہ اس کے انز کو کم کر دینے کے لئے اس کے ساتھ راجہ دلا ب رام کو حکومت میں شامل کر دیا۔ یہ سپہ دار جنگ پلاستی سے قبل میر جعفر اور سینوں کے خاندان کے بڑے ساہوکار کے ساتھ سازش میں شریک تھا لیکن رضا خاں کا اثر اتنا گہرا تھا کہ اس کا زائل کرنا اس کے بس کا کام نہ تھا۔

جن اصلاحات کا اوپر ذکر ہوا ہے ان کو عمل میں لانے سے اس نامور شخص کی صحت پر بہت برا اثر پڑا۔ خود غرض آدمیوں سے اس کو لڑنا پڑا۔ گالیوں کی بوچھاڑ ہو گئی کرتی ٹری مخالفت سے نقصانات اٹھانے پڑے اور جو ساتھی اس کے ہمراہ آئے تھے ان میں سے کم از کم ایک کی پوشیدہ مخالفت کا بھی اس سے مقابلہ کرنا پڑا اس سخت مقابلہ میں وہ تنہا تھا۔ لیکن اپنی ہمت و جرأت اور استقلال کی وجہ سے وہ کامیاب رہا جو لڑائی اس کو لڑنی پڑی وہ ایک حقیقی جنگ یا ایک حملے کی کامیابی سے کہیں زیادہ سخت تھی۔ کیونکہ ان حالات میں تو ایک فوری جوش رہتا ہے روزانہ بلکہ اکثر ساعت مقامات کا

ان تذکرہ کاروں
 کا کلائیو کی صحت
 پر اثر

معائنہ کرنا پڑتا ہے۔ اٹیل (Atilla) تو اسے جوش و انساں کا خاص منہ بھتا ہے اس پر سب نے جے کے نزدیک میدان جنگ میں جانا چھٹی سنا تاہم لیکن جہاں ہر روز ایسے افعال کی نقیشت کرنی پڑے جو باعث مذمت ہوں اور آئندہ انکو روکنے کی تدبیریں سوچنی پڑیں وہاں کلایٹو کے لئے میدان جنگ کا سا جوش و خروش نہیں تھا کام نہایت سہل اور دلکش تھا اور مخالفت کی وجہ سے دماغی قوت و عظمت اور قوت ارادی سے استفادہ کا دلیلیا پڑتا تھا کہ اکثر اوقات وہ بالکل تھاں جاتا تھا۔ اس کام نے تقریباً اوسکو ہاک کر دیا۔ سر جان میلکام کا یہ کہنا نہایت بجا و درست ہے کہ لایٹو کے دیگر کارہائے نمایاں میرے سے کوئی کام بھی ایسا تھا جس میں ہنگال کی سول سروس کی اصلاح کے مقابلہ میں زیادہ قوت و استقلال و صبر کی ضرورت پڑی ہو۔

ان اہل قلم سے لڑنے کے ساتھ ہی اوسکے دماغ کا ایک اور امتحان بھی رہا۔ مذکورہ بالا واقعات کی بنا پر خود کلایٹو کو ہمیشہ اس بات کا اندازہ رہا کہ جو اصلاحات وہ کر رہا ہے اون میں سے ایک بھی مکمل نہیں کی جاسکتی۔ تاہم اوس نے بہت کچھ کیا ثبوت ثانی کا اور دیگر بے عنوانوں کا قطعی خاتمہ کر دیا۔ مستقل اور مکمل اصلاحات کی بنا ڈال دی۔ متعدد خرابیوں کو دور کیا تو عمر جوان اہل قلم جو ملازمت میں داخل ہوتے تھے اون میں ایک نئی روح پھونک دی۔ برطانیہ کا نام جو اس وقت ڈوب چکا تھا اوسکو اوس نے بہت کچھ اوجھار۔ محاسن افکار کے دور اندیش نہ ہوئی وجہ سے وہ اس سے زیادہ اوجھڑ نہ سکا۔ اصول مقصد تو اس کے بعد ہی ہوئے لایٹو اوسکے اصول شمر ہوئے اے ہی تھے۔ جانکاہ اور دلکش کام بے سود نہ ہوا تھا۔ لارڈ کلایٹو کے اصولوں کو چور سے چور سے اختیار کر لیا بعد ہی ہندوستان کی سول سروس دنیا بھر میں بہترین ثابت ہوئی۔ جہاں تک عزت کا تعلق ہے یہ سول سروس نہایت پاک و امن ہے اپنے فرائض کے انجام دینے کے لئے ہمیشہ مستعد ہے اقتدار قابلیت کے لحاظ سے اوسکا بول بالا ہے۔ اوس نے ایسے شخص پیدا کئے جنکے نام سے دنیا کی ہر حکومت کو رونق حاصل ہوئی اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ہر بڑے آدمی کا کام اوسکے بعد زندہ رہتا ہے ہندوستان کی سول سروس کا کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو اس بات کو محسوس نہیں کرتا کہ کلایٹو نے جو کچھ اون کے لئے کیا وہ بے سود نہ تھا۔

کلایٹو کے کھوس
کا ایک بڑا اندازہ

ہماری نگاہوں میں اوسکی قدراور بھی بڑھ جاوے گی اگر ہم یہ معلوم کر لیں کہ جن
 اصلاحات کو اوپر بیان کیا گیا ہے وہ اوسکے متعدد و فرائض کا غرض ایک جزو تھے۔
 ان امور کے ساتھ ہی اوسکو اپنی توجہ دیگر اہم کاموں کی طرف بھی مبذول
 کرنی پڑتی تھی اور ان پر بھی وقت صرف کرنا ہوتا تھا۔
 ان تمام کاموں کے سمجھنے کے لئے آئندہ باب کی طرف توجہ
 مبذول کرنی چاہئے۔

چودھواں باب

لارڈ کلائیو کا سیاسی و خارجی مسلک

فوجی نظم اور اسکے نتائج

۲۵ جون کو کلائیو نے شمالی ہند کا دورہ شروع کیا۔ سرحد پر اس وقت اوسکا پہنچنا نہایت ضروری تھا کیونکہ وہاں دو شکست خوردہ فرمانرواؤں سے ابھی معاملہ کرنا باقی تھا۔ ان میں سے ایک نواب وزیراودھ تھا اور دوسرا سلطنت مغلیہ کا حقیقی وارث شاہ عالم تھا جسکی حیثیت اس وقت ایک بے خانمان محروم فرد سے زیادہ تھی اسنے دارالسلطنت پر افغان قبضہ ہو گئے تھے جو کچھ کہ اوسے اپنے قریب کی بدولت حاصل ہو سکتا تھا وہی باب اوسکا سہارا تھا۔ راستے میں مرشد آباد میں قیام کر کے صوبہ دار سے قینوں ولایتوں کی آئندہ حکومت کے متعلق کوئی تصفیہ کرنا تھا جسکی پابندی انگریزوں کے ایک گورنر کی حیثیت سے اوس پر لازم کیا جیوانی تھی۔ جس دن کہ راج الدولہ اپنے پٹ داروں کو گلالتے سے نکالنے کے لئے روانہ ہوا تھا اوس دن سے نو سال کے عرصہ میں مغربی نوادروں اور ملکی فرمانرواؤں کی حیثیت میں بڑا انقلاب ہو گیا تھا۔ جس انتظام کی پابندی صوبہ دار کے لئے لازم قرار دی گئی۔ اوسکی رو سے اوسکی حیثیت نواب ناظم کی ہوئی۔ تینوں ولایتوں میں امن و امان قائم رکھنے۔ انصاف کرنے اور قانون کی نگرانی کرینا کاموں کے تفویض ہوا۔ ایک دیوان یا وزیر اعظم کا تقرر عمل میں آیا جسکا خاص کام یہ تھا کہ تینوں ولایتوں کی سالانہ آمدنی و مالگزاری وصول کرے۔ تمام اخراجات کو پورا کرے اور جو کچھ بچے ہو اس سے شاہی خزانہ میں داخل کرے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے زمانے میں بھی یہی دستور تھا لیکن اب اس میں یہ فرق ہو گیا کہ ایک طرف بحکم الدولہ حسب سابق نواب ناظم رہا مگر دوسری طرف ایسٹ انڈیا کمپنی کو وہی طور پر دیوان کی حیثیت حاصل ہوئی اور شاہی خزانہ کمپنی کا خزانہ قرار پایا۔ اس انتظام کو نو عمر نواب اور اسکے متعلقین نے تسلیم کیا لیکن علی گڑھ پر یہ اندازہ ہوا کہ ایک ایسا اختیار نواب ناظم کے ہاتھ میں ہے جس سے آئندہ

شمال کا
مغربی نظام

بے عنوانیوں کا اندیشہ رہا جاتا ہے لہذا چند ماہ بعد اسکے تدارک کی غرض سے نواب کو اسن و امان قائم رکھنے۔ انصاف کرنے اور قانون کی پابندی کرانے کی ذمہ داری سے بری کر دیا گیا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ کمپنی تینوں ولایتوں کی حقیقی فرمانروا بن بیٹھی اور نواب ناظم صاحب محض بد فضول اور عضو معطل ہو گئے۔ یہی نہیں بلکہ جو رقم اوسکے لئے منظور کی گئی تھی وہ بھی گھٹکر ترین لاکھ رہ گئی اور دربار کے تمام اخراجات کا بار بھی اوسی پر ڈال دیا گیا۔ میر جعفر کی روح بجا طور پر دیانت کر سکتی تھی کہ لاکھ اسی دن کے لئے تین ولایتوں کے امرا نے ملکر سراج الدولہ کے خلاف سازش کی تھی۔

نباری معاملات
میں کلائیو کا
غلط اندازہ
اور اوسکی وجہ

مرشد آباد میں کمپنی کے معاملات اس طور سے طے کر کے کلائیو اپنے دوست جنرل کرناک اور عرضی گزار نواب وزیر آدھ سے ملاقات کرینی غرض سے پٹنہ ہوتا ہوا بنارس پہنچا کلائیو کا اندازہ تھا کہ یہ ملاقات بڑی نتیجہ خیز ہوگی کیونکہ اوس نے انگریزی مقبوضات کے لئے ایک ایسی سرحد قائم کرینکا تھمہ کر لیا تھا جس سے آئندہ بیرونی حملوں کا آسانی تدارک ہو سکے اور یہ سرحد اوسکے نزدیک مستقل ہونیوالی تھی۔ اس خیال کو نہ کلائیو کی سیاسی عقل پر محمول کرنا چاہئے اور نہ اوس پر یہ الزام لگانا چاہئے کہ اوسکے دماغ میں یہ بات نہ آسکی کہ اس سرحد کو قائم کرنے سے آگے بڑھنا لازم ہو جاوے گا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ ۱۷۶۵ء و ۱۷۶۶ء کے واقعات کو آئندہ ایک صدی کے نتائج کی رو سے جانچنا سراسر انصافی سے ۱۷۶۵ء تک بحکال کی غیر جنگجو رہا یا مغلوں اور مرہٹوں کی شکار بنی ہوئی تھی لیکن اندازے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۷۶۵ء میں ان میں سے ایک کا بھی خوف باقی نہ رہا۔ ۱۷۶۱ء کو دہلی کے قریب پانی پت کے میدان میں مرہٹوں نے سخت زک اٹھائی۔ یہ ایک نہایت سخت اور مکمل ترین شکست تھی جو کسی قوم کو دیا جاسکتی ہے۔ کلائیو اوس وقت ہرزیز مشین گوئی نہ کر سکتا تھا کہ اوسکے فرمانرواؤں کے خاندان کا ایک نوعمر فرد جو میدان جنگ سے زخمی ہو کر بھاگا تھا اس قوم کو پہلے سے کہیں زیادہ عروج پر پہنچا دینگا۔ جہاں تک مغلوں کا تعلق ہے اوسکی طاقت کا تو ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا۔ اس خاندان کا مغلوں الحال وارث بکے پاس بھولی کوڑی تک نہ تھی اس وقت الہ آباد میں مقیم تھا۔ اوس سے یا اوسکے

خاندان سے کیا خوف ہو سکتا تھا؟ انگریزوں کے قہمت میں جو تین ہولناچیاں تھیں وہ
ہندوستان کے زرخیز ترین علاقے میں واقع تھیں وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر ان ہمسایوں کے
گرد و نواح کے اہم مقامات پر قبضہ کر لیا جاوے اور ان سے معاہدے کر کے انہیں
بے ضرر بنادیا جاوے تو یہ نہایت ہی مناسب مسلک ہو گا۔ نواب وزیر اودھ سے
کچھ گفتگو کر کے بعد کلائیو نے محسوس کیا کہ اول برائے نام شہنشاہ عالم سے الہ آباد
جا کر گفتگو کرنا ضروری ہے۔ اس معاملے میں اوس نے شہنشاہ کو اپنا ہم خیال پایا کہ وہ علی مغربی
ہند کے علاقے کو کلائیو کی اعانت سے دوبارہ حاصل کر لینی کو شش کرے۔ اس قسم کی
ہم سے زیادہ اور کونسی چیز کلائیو کی طبیعت کے موافق ہو سکتی تھی حسب معمول اوس نے
اپنی ذہانت اور معاملہ فہمی سے یہ اندازہ کر لیا کہ قبل اسکے کہ دوسرے مسائل جھیلے جاویں
ان دونوں فرمازواؤں سے انگریزی سرحد طے کر لینی چاہئے لہذا اوس نے اپنی کارروائی
شروع کر دی۔ اوس نے مطالبہ پیش کیا کہ جیار کا قلعہ انگریزوں کے حوالے کیا جاوے
کر کہ والد آباد شہنشاہ کو عطا کیا جاوے اور انگریز اس کے محافظ قرار دیں۔ سابق جنگ کے
تواؤں میں نواب وزیر بحاس لاکھ روپیہ نقد ادا کرے اور اس امر کا وعدہ کرے کہ وہ میر قاسم
اور حمزہ کو زبانی ریاست میں داخل ہونے کی اجازت دے گا اور نہ ان کی کسی حمایت کرے علاوہ ازیں
ایسٹ انڈیا کمپنی کو ریاست میں تجارت کرنے اور اپنے کارخانے بنانے کی اجازت دے گا۔
نواب وزیر نے بجز کارخانے قائم کر لینی تجویز کے باقی سب شرائط کو قبول کیا اوس نے کہا کہ
میں دیکھ رہا ہوں کہ جہاں کہیں انگریزوں نے اپنے قدم حمائے خواہ وہ محض تجارتی اغراض
کے لئے ہی کیوں نہ ہو وہ وہاں سے کبھی نہیں ملے۔ اوس کے ہموطن ان کی تقلید پیروی کرتے
ہیں اور آخر میں اوس علاقے کے مالک بن بیٹھتے ہیں اوس نے متنبہ کیا کہ کس طرح حکومت کے
اونی سے کارخانے نے تینوں ولایتوں کو ہضم کر لیا اور اب اسی کارخانے والے آگے بڑھ کر
گرد و نواح کے علاقوں کو نگلنے کی فکر میں ہیں۔ اوس نے کہا کہ یہ میرا نقلی فیصلہ ہے کہ میں
اپنی ریاست کو اس قسم کے خطرات میں ہرگز نہ پھنسنے دوں گا۔ کلائیو کا اودھ میں کارخانے
قائم کر لینا اس وقت کوئی خاص ارادہ نہ تھا لہذا اوس نے نواب وزیر کا یہ رنگ دیکھ کر
نہایت دانشمندی سے کام لیا اپنی اس تجویز کو واپس لے لیا اور باقی تمام شرائط اوس سے
منوالیں۔ علاوہ ازیں یہ قرار پایا کہ زمیندار بنارس جو سابق جنگ کے وقت سے انگریزوں کا حلیف

نواب وزیر اودھ
سے معاہدہ

ہو گیا ہے جب سابق نواب وزیر کی ماتحتی میں اپنے علاقے پر قابض رہے نواب وزیر آدھہ انگریز اور صوبہ دار تینوں ملکر آپس میں ایک دوسرے کی اعانت کے لئے ایک حمایتی معاہدہ کریں اور اگر کسی وقت نواب وزیر کو اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے انگریزی فوجوں کی ضرورت پڑے تو وہ ان کے تمام مصارف ادا کرے۔

شہنشاہ شاہ عالم
کا خطیہ دیوانی

بعد ازاں کلائیو نے مقام چیمبر ایر جو بہار میں واقع ہے شاہ عالم کے وکیل سے وزیر اگرے کے جاٹ سرداروں اور دھبہ گھنٹہ کے روہیلہ سرداروں اور نواب وزیر آدھہ سے ملاقات کی۔ اس ملاقات کا خاص مقصد یہ تھا کہ مرہٹوں کے خلاف ایک اتحاد قائم کیا جاوے۔ اسی سلسلہ میں جب یہ معلوم ہوا کہ رعایا شاہ عالم کو دوبار تخت نشین کرانے کی غرض سے اس سے مراملت کر رہی ہے تو انگریزی سرحد کے سیکے پر بھی گفتگو کی گئی بالآخر یہ قرار پایا کہ ایک فوج الہ آباد پر قبضہ کرے اور اس کے ملحق علاقہ کو ملکی حفاظت کرے۔ دوسری فوج چار پر قابض رہے۔ اور فوج کا ایک دستہ بنارس میں اور ایک کھنوا میں رکھ دیا جاوے۔ شہنشاہ نے اپنی طرف سے کمپنی کو تینوں دلائیوں بذریعہ فرمان عطا کر دیں کہ وہ ملازمت فرمے وہ اس غلطی سے اس شرط سے مستفید ہو کہ شہنشاہ کو اور اس کے بعد اس کے وارثوں کو جھڈیس لاکھ سالانہ ادا کرتی رہے اور ان کی حفاظت کے لئے ایک فوج رکھے۔

دوسرے سال ۱۸۰۱ء کو ان تینوں دلائیوں کے صوبہ دار نے انتقال کیا۔ کلائیو نے جو انتظامات کئے تھے ان کے بعد اس عہدے کی کوئی خاص سیاسی اہمیت باقی نہ رہی لہذا اس عہدہ دار کی شخصیت جو کبھی کبھار تھی اب کچھ بھی نہ رہی۔ اور اس کا وارث اور سکا بھائی تھا اور وہی بجا طور پر اس کا جانشین ہوا۔ اس موقع پر صرف ایک یہ تبدیلی ہوئی کہ اس عہدہ دار کے اخراجات کے لئے تین لاکھ کی جو رقم منسخر ہوئی تھی وہ اب صرف اکیس لاکھ رہ گئی۔ ایک بات پر کلائیو آخر وقت تک قائم رہا۔ اگرچہ اب انگریز تینوں دلائیوں کے حقیقی طور پر مالک بن بیٹھے تھے اور صوبہ دار محض نمائشی تھا تاہم کلائیو اس بات پر زور دیتا رہا کہ اسے اپنی پشت پر رکھنا ضرور ہے۔ مالگاری اب بھی ماوسی کے نام سے اور لوی ہندوستانی فرماؤں کی طرف سے وصول کی جاتی تھی۔ اگر اس کے منافی اس نے کوئی کام کیا تو وہ اتنا تھا کہ ہندوستانی مالوں کی نگرانی کے لئے اس نے انگریزی افسر مقرر کر دیئے اور اس سے

صوبہ دار بنگال
کی جہت نیشیت

اوس نے قلعی نجاؤں کو دیکھا اور اسکا فشاں یہ تھا کہ ہندوستانی دنیا کی نظر دہانہ انسان
تینوں ولایتوں کی کیفیت سب سابق ایک صوبہ کی ہی رہے اور وہ صوبہ دہری کے تحت
نظر آویں۔ انگریزوں کی نگرانی صوبہ دار سے کہہ سکر رہی تھی اور وہی حقیقی طاقت کو مشاہدہ
محض اہم اور ضروری مواقع پر ہوا اور جب اسکی ضرورت ہو تب بھی اوس کا استعمال
صوبہ دار ہی کے نام سے ہو۔

خوش قسمتی سے ہمارے پاس خود اس کے تحریر کردہ اصول موجود ہیں جن پر اس نے
ہندوستانی طاقتوں سے تعلقات قائم کئے اور توقع ظاہر کی کہ اوس کے جانشین بھی
اوپنی پرکار بند رہیں گے۔

ایک سرکاری مراسلے میں جو اوس نے اپنی دلپسی سے قبل تحریر کیا تھا وہ اپنی رائے کا
اظہار کرتا ہے کہ "ہمارے مقبوضات انہی ولایتوں تک محدود رہنے چاہئیں۔ ہماری آئندہ
آئینوالی منسلکوں کی بے پشت پناہ ہے۔ بجز اپنے مقبوضات کی حفاظت یا حسب معاہدہ
شہنشاہ اور نواب وزیر اودھ کی اعانت کے ہمیں کسی طاقت کے خلاف کسی کوئی
اقدامی کارروائی اختیار نہیں کرنی چاہئے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دہلی کا رنج کرنا محض بے سود
اور بیکار ہی نہ ہو گا بلکہ ہماری فوج کے لئے مضر اور غالباً کپنی کے وجود کیلئے مہلک ثابت
ہو گا۔ جس مولف کی کتاب سے یہ اقتباس لیا گیا ہے وہ اس رائے پر ان الفاظ میں
تکثیر جعنی کرتا ہے کہ "انگریز بیکار سپاہیوں کی طرح بنگال و بہار و اوڈیسہ میں بندھے
پڑے ہیں اور اودھ کی سرحد متقل طور سے اسکی ترقی میں سد راہ بنی رہے۔"
یہ پالیسی ممکن ہے کہ کسی نظر پر ساز کے پسند آوے لیکن حقیقت ایک ایسی شہنشاہی کیلئے
جسکی جانگی کا وقت ہوا اور جس کے مختلف حصوں میں متعدد دعویدار آپس میں جھگڑ رہے ہوں
یہ مسلک پرگز موزوں نہ تھا۔ دس سال کے اندر ہی یہ پالیسی ہوا ہو گئی۔

کلائو کی فوجی تنظیم بیان کرنے سے قبل ایک اور مضمون پر چند الفاظ تحریر کرنے
ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ مرشد آباد میں اسے معلوم ہوا کہ سابق صوبہ دار
میر جعفر نے اپنی وصیت میں بیات لاکھ روپیہ اس کے نام لکھا ہے۔ اسکی خبر کلائو کو اس وقت
لی جب کہ اس پر نے کپنی کے اور ملازمین کے ساتھ اس بات کا مہد کر لیا تھا کہ ہندوستانیوں
سے نذرانے اور تحائف نہ لئے جائیں لیکن روپیہ اس کے لئے موجود تھا اور اس کے صرف کرنے کا

کلائو کا تاجی
مسک

نواب جہانگیر
کلائو کا تاجی
اور لارڈ کلائیو

اوسے پورا اختیار حاصل تھا۔ اپنی مجلس کے مشورے سے اوس نے سٹے کیا کہ یہ روپیہ کمپنی کے اون سپاہیوں اور افسروں کی امداد کے لئے مخصوص کر دیا جاوے جو جنگ میں زخمی ہوں یا آب و ہوا کے اثرات سے معذور ہو جاویں اس طور سے یہ وقف کلائو فنڈ کے نام سے قائم ہوا اور اس سے تقریباً ایک صدی تک کمپنی کے غریب اور مستحق ملازم مستفید ہوتے رہے ۱۸۵۸ء میں جب حکومت ہند تاجدار انگلستان کے تحت میں آئی تو زمانے کی نیرنگی اور تقدیر کے زور سے یہ روپیہ اوس شخص کی اولاد کو پہنچ گیا جسکی ذات کے لئے وہ دیا گیا تھا اور جو اوس وقت اوسے نہ مل سکتا تھا یا جو اپنے خیال کے بموجب اس وقت اوسکا حجاز نہ تھا۔

دکھ کی اندرونی اصلاح اور سرحد کی حفاظت کے انتظامات کے ساتھ کلائو اپنے ایک دوسرے اہم فرائض سے بھی نافل نہ رہا جو مجلس نظام نے اوس پر عاید کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ فوجی افسروں کی تنخواہ ادا کرنے والاؤں کی سطح کیجاوے اور اس سلسلے میں جتنے پر خاص طور سے غور کیا جاوے۔ فوجی اصطلاح میں بھتہ سے وہ زائد رقم مراد ہے جو سپاہیوں کو مقررہ تنخواہ کے علاوہ میدان جنگ میں دیجاتی تھی۔ یہ الاؤں مندرجہ ذیل اصولوں پر مبنی تھا۔

افسروں کی تنخواہیں مقرر تھیں لیکن جب وہ قلعہ میں کام کرتے تھے تو انھیں تنخواہ کے علاوہ ایک الاؤں دیا جاتا تھا جس میں بھتہ شامل نہ تھا جب وہ میدان جنگ میں پہنچتے تھے تو انھیں بھتہ کے نام سے ایک زائد رقم دیجاتی تھی جسے وہ پورا بھتہ کہتے تھے لیکن اگر وہ اپنے مستقر سے میدان جنگ کے علاوہ اور کہیں بھیجے جاویں تو انھیں اس رقم کا نصف حصہ ملتا تھا اور یہ نصف بھتہ کہلاتا تھا۔ جنگ چلاسی کے بعد یہ جعفر نے منون جسان ہوکر اور فیاضی کے جوشیاں آکر کمپنی کے افسروں کو ایک مزید الاؤں پورے بھتہ کے برابر عطا کیا تھا۔ یہ ڈبل بھتہ کہلاتا تھا اور جب تک کہ فوج اوسکے واسطے میدان جنگ میں رہتی تھی وہ اس رقم کو کھلتے کی مجلس کے مشورے سے ادا کرتا رہتا تھا میر قاسم نے بھی اپنی تحت نشینی کے وقت اسے جاری رکھنے کی آمادگی ظاہر کی اور دیگر قوم کے ساتھ انکی ادائیگی کے لئے تین ضلع مخصوص کر دیئے لیکن مجلس نظام نے یہ محسوس فرمایا کہ میر قاسم سے جو یہ سال ہوا ہے وہ انکے لئے کس قدر مفید ہے اور انھیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس علاقے کی آمدنی

فوجی فرائض کے لئے
بھتہ کے متعلق
نظام کے احکام

قبول کر نیکے ساتھ اودن پر کس قدر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آمدنی تو اودنوں نے قبول کر لی لیکن ڈبل بھتے کو بند کر نیکے لئے ایک قطعی حکم صادر کر دیا۔ یہ حکم کچھ اس قدر سخت نا انصافی پر مبنی تھا کہ کلکتے کی مجلس نے ۱۷۶۲ء میں اس کے موصول ہوئے بعد ہی اس معاملے پر خوب غور کیا اور اس کے جواب میں مجلس نظا کو ایک مراسلہ تحریر کیا اور اس میں ان عہدہ داروں کی نہایت پر زور الفاظ میں سفارش کی۔ مجلس کے جواب سے اس امر کا مزید ثبوت ملتا ہے کہ جو لوگ حکمران طبقے سے نہیں ہوتے اودن میں اعلیٰ اختیارات سے کام لینے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ جن وجوہ کی بنا پر نظا نے اپنے ملازمین کی عزتداشت کو مسترد کیا اور انکا اطلاق مراسلہ نویسی کی کسی ترکیب سے مقدمہ کے واقعات پر نہیں کیا جاسکتا۔

اس مراسلے پر ۱۷۶۳ء کی تاریخ پڑی تھی۔ اس سے ٹھیک ایک ماہ قبل کلکتے کی مجلس نے ایک خاص مقامی کمیٹی اس معاملے کی تحقیق اور اس پر رپورٹ مرتب کر نیکے لئے مقدمہ کی کمیٹی کی اپنی تحقیقات ختم بھی نہ کرنے پائی تھی کہ میر قاسم سے جنگ چھڑ گئی جس میں اوس طبقے کی غیر معمولی جدوجہد ضروری تھی جس کے حقوق کی شیع کے لئے اوسکا تقرر کیا گیا تھا کمیٹی کے دور میں سبجراؤس اور کرناٹک کی خدمات میں ان جنگ میں درکار تھیں۔ آدیس اور اوس کے ماتحت عہدہ داروں کی بدولت ہی کمپنی اس خطرہ عظیم سے بچ گئی۔ دوران جنگ میں تحقیقات بند کر دی گئی۔

حالانکہ ان افسروں نے اپنے نمایاں کارناموں سے ۱۷۶۳ء میں برطانوی مفاد کو بچا لیا لیکن مجلس نظا نے اوانس کم کر نیکے فیصلے میں قطعی کوئی تبدیلی نہ کی۔ یکم جون ۱۷۶۴ء کو جب کہ یہ فوج میر قاسم پر فتح حاصل کر کے نواب وزیر آودھ کی افواج کے سامنے پڑی تھی اودنوں نے ایک نامی حکم جاری کر دیا کہ ان کاغذات کے موصول ہونے کی تاریخ سے ڈبل بھتہ بند کر دیا جاسے۔ غالباً مجلس نظا ہی دنیا بھر میں ایک ایسی حکمران جماعت ہوگی جو ایک ایسی فوج کے بھتے کے بند کر نیکا حکم صادر کرے جو میدان جنگ میں ایک ایسے زبردست غنیم کی افواج کا مقابلہ کر رہی ہو جس کی کامیابی سے کمپنی کے وجود کا معرض خطر میں پڑ جائیگی تھا لیکن یہ اوس حادثہ اور نا اہلی کی محض ایک مثال ہے جس سے مجلس نظا کی تاریخ بھری پڑی ہے۔

یہ مراسلہ ہندوستان ٹھیک اوس وقت پہنچا جب کہ فوج نے کسے کی خوزیز اور فیصلہ کن لڑائی میں فتح حاصل کی تھی۔ کلکتے کی مجلس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ مجلس نظام کے ان احکام کی وہ اس وقت تعمیل کر سکتی۔ اسکی التواء کے چند اور وجوہ بھی تھے۔ لارڈ کلائیو انگلستان سے روانہ ہو گیا تھا لہذا ممکن تھا کہ اوسکو اس معاملے کے متعلق خاص ہدایات کی گئی ہوں۔ حکومت کے دیگر رنجبوں میں کلائیو نے جو مسلک اختیار کیا اوسکا ہم مطالبہ کر چکے ہیں۔

۱۷۶۵ء کے اواخر تک وہ فوج کی طرف توجہ نہ کر سکا۔ بعد ازاں اوس نے فوراً احکام جاری کر دیے کہ بجز دوسرے رسالے کے جو الہ آباد میں مقیم رہائی سب کا ڈبل بھتہ یکم جنوری ۱۷۶۶ء سے بند کر دیا جاوے اور اس رسلے کو اوسکے مستقر کی گرائی اور یورپ سے سامان منگانی کے غیر معمولی مصارف کی وجہ سے میدان جنگ میں ڈبل بھتہ اوس بوقت تک ملتا رہے گا جب تک کہ اوسے اپنے صوبوں میں واپس نہ بلایا جاوے اور چھوٹی یا قطعہ کے اٹائے قیام میں محض قدیم بھتہ لیگا کر مناسا کے ساحل سے آگے والی کل فوجوں پر اس قاعدہ کا نفاذ کیا گیا۔ اس بارے میں کلائیو نے مزید احکام جاری کئے کہ باقی ماندہ اخراج کو زائد کوچ اور میدان جنگ میں محض قدیم بھتہ لیگا۔ اور مونگیہ یا چٹنے جیسے قلعوں یا چھائیوں کے قیام میں نصف بھتہ لیگا۔ اور کلکتے یا اپنے حلقہ میں داخل ہونیکے بعد انھیں کسی قسم کا بھتہ نہیں لیگا البتہ اسکے بجائے افسروں کی سکونت کا انتظام بلا معاوضہ کیا جاوے گا۔

عہدہ داروں کو جس کم نعت ناگو اور معلوم ہوا۔ ڈبل بھتہ اور اوسکے ساتھ دوسرے الاؤنس وہ اتنے عرصہ سے پارہے تھے کہ انھیں وہ اپنا سوردی حق تصور کرنے لگے تھے۔ اس اصلاح کے لئے انھوں نے فوراً حکومت میں ایک عرضداشت پیش کی لیکن کلائیو نے بجا طور پر کہا کہ مجلس نظام کے احکام میں اوسکے لئے کسی قسم کی گنجائش نہیں۔ اس طور سے بے دلت و پاہو جانیکے بعد اونکے ذاتی اعتراض و مفاوہکے دیگر احساسات پر غالب آئے اور قواعد و اطاعت کے دائرہ سے باہر جا کر متعدد رسالوں اور فوجوں کے افسروں نے ایک دوسرے سے مراسلت شروع کر دی۔ کیٹیاں قائم کیں اور فیصلہ کر دیا کہ (انکی رائے کے مطابق) مجلس نظام کے حکم نے جن حقوق سے انکو محروم کر دیا ہے انھیں وہ دوبارہ بڑوشمیر حاصل کریں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان کی یورپی فوج کے افسر اور اونکے ماتحت (کیونکہ انھیں اپنے افسروں کا ساتھ دینے کیلئے تیار تھے) حکومت کے خلاف تمہ ہو گئے۔

حکومت کو نیا دکھانے اور اپنی بات اوس سے منوانے کے لئے جو ذرائع انھوں نے اختیار کئے اسکی تفصیل بیان کر چکی نہ یہاں جگہ ہے اور نہ کوئی ضرورت۔ محض اتنا کہ دنیا کافی ہے کہ یہ بغاوت نہایت سخت اور ایک بڑے پیمانے پر تھی اور ان سازشی افسروں کے انتظامات اس قدر مکمل اور اسکی تدابیر اس قدر اعلیٰ اور اسکی کارروائی اس قدر خفیہ رہی کہ متواتر چار مہینے تک وہ اپنی تنگ و دو میں لگے رہے اور حکومت کے کان میں اوس کی بھنگ بھنگ نہ پرکسی۔ کلائیو کو پہلی مرتبہ اطلاع سرکاری طور پر رسالے کے لئے کماندار سے ملی جو خود اس کارروائی سے ہمدردی رکھتا تھا اور جو اسکی کامیابی کا خواہاں تھا۔ اس وقت سازشی علی کارروائی کیلئے تیار تھے۔ سول عہدہ داروں کی ہمدردی بھی اوس کے ساتھ تھی۔ اسکا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ انھوں نے اسکی امداد کیلئے ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ چندہ دیا اور حکومت کی مرسلت کی نقلیں سازشیوں کو دیدیں۔

معاملات کی سید گئی
اور انکے خائن

معاملہ نہایت اہم اور حالت نہایت نازک تھی لیکن کلائیو سے بڑھکر اور کوئی شخص اس کے لئے کر نیکی کے لئے موزوں نہ تھا۔ خطرناک مواقع پر کلائیو اپنے ہم طبقوں سے بڑھ جاتا تھا۔ یہ معاملہ ارکاٹ کے معاملے سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ کادییری پالک اور سامی ویرم کے حادثے اور پالاسی کے تذبذب کی بھی اس کے مقابلے میں کچھ ہستی نہ تھی اس وقت خود اس کے آدمی اس کے مخالف تھے اور آدمی بھی کون جنکو اوس نے خود فاسخ کیا تھا۔ تمام محفوظ فوجی مقامات اوس کے قبضے میں تھے۔ توپوں اور دیگر سامان جنگ پر وہ قابض تھے۔ سرد سے انواہ اوڑی کہ مرہٹے ۶۰ ہزار فوج لیکر الہ آباد اور کڑہ چھیننے کے لئے حملہ کر رہے ہیں لیکن جس ٹھنڈے دل سے اور جس صبر و استقلال اور غیر مغلوب جسارت سے اوس نے کادییری پالک اور سامی ویرم پر فرانسیسیوں کی بندوقوں کی زد میں رکھا کام لیا تھا اسی طور سے وہ اس وقت ان سے مقابلہ کر نیکی کے لئے موجود تھا۔ وہ خوب سمجھتا تھا کہ جس حکومت کی وہ اس وقت نیابت کر رہا ہے وہ سخت خطرے میں مبتلا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر باقی اس وقت اودھ کھڑے ہوئے تو وہ اسکا مقابلہ ہرگز نہ کر سکیگا۔

جس ترکیب سے کلائیو نے اس خطرے کا مقابلہ کیا وہ ہمیشہ کے لئے سبق آموز رہیگی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی وہ نہ گھبرا یا۔ جیسے کے متعلق جو احکام وہ جاری کر چکا تھا اونی تعمیل کرنے کیلئے وہ ایسا ہی تلا ہوا تھا جیسا کہ سابق مواقع پر جب کہ اوس سے کہا گیا تھا کہ اوس نے اپنا حکم

کلائیو کی کتب
اور اس کی سیالی

واپس نہ لیا تو سرحد پر دشمن کی موجودگی میں اس کے فوجی افسر اپنی اپنی خدمت سے مستعفی ہو جائیں گے خوش قسمتی سے سازشیوں نے اس وقت یہ فیصلہ کیا کہ انکو پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ کلائیو اس میں کیا طرز اختیاریا کرتا ہے لہذا کلائیو کو اب اقدامی کارروائی کا موقع مل گیا جس دن اسے سازش کی اطلاع ملی اس نے ایک کیٹیپ بنائی جس میں جنرل کرانک سٹیر سالکس اور وہ خود شریک تھا جو عمل اوس نے تجویز کیا اوسکی پابندی کا انھوں نے وعدہ کیا۔ اول اوس نے اون سے ملکر یہ طے کیا کہ درآس سے فوراً افسروں کو طلب کیا جاوے اسکے بعد انھوں نے ایک قرارداد منظور کی کہ جو افسر اپنی خدمت سے مستعفی ہو گا وہ کمپنی کی کسی ملازمت کا اہل نہ رہیگا اور اسکی نقلیں مختلف رسالوں میں تمام ملحقہ شاخوں میں تقسیم کرانے لے بھیجیں۔ بعد ازاں فوراً سرحد آباد کو روانہ ہوا وہاں جو افسر مذہب تھے اؤکو جا کر ایک لیکچر دیا۔ نہایت صاف اور سخت لیکن صلح آمیز الفاظ میں اوس نے خطاب کیا اور انکو جتلا دیا کہ وہ سخت غلطی کر رہے ہیں اور نہایت حماقت کا کام کر رہے ہیں وہ فوج کی تنظیم کا خاتمہ کر رہے ہیں جو فوج کی اصل بنیاد ہے۔ اوس نے کہا ممکن ہے کہ تم اس وقت کامیاب ہو جاؤ اور فتح بخاری ہو لیکن آخر میں تم ہی گھٹے میں رہو گے۔ اس خطا کو صرف ایک شرط پر معاف کیا جاسکتا ہے کہ فوراً اطاعت قبول کرلو جس شخص کی وہ ہمیشہ پرستش کریں گے لئے تیار رہتے تھے اوسکی زبان سے جب یہ الفاظ انھوں نے سنے تو وہ بہت متاثر ہوئے۔ بجز دو فوجیوں کسش افسروں کے باقی سب ڈکھا گئے اور آخر میں ان سب نے مکمل طور پر اطاعت قبول کر لی۔ اس واقعہ کے بعد دوسرے مقامات پر جہاں کرناک اور سالکس گئے تھے وہاں بھی اسی قسم کی کامیابی حاصل ہوئی اوس علاقے میں صرف دو کپتان اور ایک لفٹنٹ کسش رہا۔

اب منوگھیر (بگنی پورہ پٹنہ) اور الہ آباد کے اہم مقامات باقی رہ گئے۔ یہاں کے افسروں نے آپس میں بڑا سخت اتحاد قائم کر لیا تھا۔ اول الذکر مقام پر سربراہ ٹیلیگراف کا دار تھا۔ یہ خود اس سازش کا حامی تھا جب وہاں کے افسروں نے وقت واحد میں یہ کہہ کر استعفیٰ دئے کہ وہ جاتخواہ پندرہ پوم اور کام کریں گے لئے تیار ہیں تو اوس نے اون سے نہایت ہمدردی کی اور اوس نے وعدہ کیا کہ وہ انکے مراسلے صدر مقام کو بھیجے گا بگنی پورہ پر جہاں اس وقت پٹنہ کی فوجی چھاؤنی تھی ایک اعلیٰ عہدہ دار سربراہ ٹیلیگراف

(S. R. Braker) جو کلائیو کے ساتھ انگلستان سے آیا تھا کمانڈر تھا۔ اس نے دوسرا ہی طرز اختیار کیا۔ انہیں جواب دینے سے قبل اس نے کلائیو سے مراسلت کی جو اس وقت مرشد آباد میں مقیم تھا اور اس سے حکم منگا لیا کہ جس افسر کا بھی رویہ اس کے نزدیک بغاوت کے تحت آسکے اس سے وہ فوراً خراجست میں لے لے اور جینک کہ فوجی عدالت قائم نہ ہو وہ انہیں بانگی پور میں مقید رکھے۔ فوجی افسروں کی میدان جنگ میں تعداد پوری کر لینے لئے اس نے دو مقامی ماتحت افسروں کو جو اس وقت تک وفادار تھے فوراً ترقی دیدی۔ لیکن بانگی پور کے افسروں نے بھی اپنے موٹھیگر والے ساتھیوں کی تقلید کی اور سب نے ملکر وقت و احد میں استعفا پیش کر دیا۔ بریکر نے محض اٹھارہ استعفا نامستور ہی نہ کیا بلکہ ان میں سے چار کو جنہیں وہ سرغنہ سمجھتا تھا گرفتار کر کے دریا کے راستے سے نکلتے روانہ کر دیا اس سخت گیری سے سرکش ڈھیلے پڑ گئے اور اس کے بعد کلائیو مع ان چند افسروں کے جو مدراس سے آئے تھے موٹھیگر پہنچا اس سے سفدوں کو ایک ایسی زک پہنچی جس سے وہ آخر تک نہ سنبھل سکے۔

لیکن الہ آباد کی حالت اس سے بھی زیادہ خطرناک تھی وہاں اور سوچ پور کے مستقر برصغیر دو افسر ایک کرنل اسمتھ اور ایک اسی کا ہم نام سیمبر ایک اس اثر سے محفوظ تھے چار کچھ ایسے خفیف متاثر تھے کہ ضرورت کے وقت ان سے توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ دونوں اسمتھوں کا ساتھ دیں گے۔ باقی سب سازش میں شریک ہو چکے تھے۔ ان میں سے جو الہ آباد میں مقیم تھے انہوں نے حسب معمول اپنی غداری دکھائی بھرا اسمتھ جکے پاس اونگی کمانڈر تھی اس نے سپاہیوں کی مدد سے ان سب افسروں کو مقید کر لیا جو چار خفیف سے متاثر تھے ان کو جھوٹا دیا بعد ازاں اس نے ان بانگی افسروں کو متنبہ کر دیا کہ جو ان میں سے بھاگنے کی کوشش کر لگا خواہ کوئی ہو وہ بلا ترس کھائے ہوئے اسکے گولی مار دیگا۔ یہ ترکیب نہایت موثر ثابت ہوئی بجز چھ کے باقی سب نے اطاعت قبول کر لی اور انہیں اپنے اپنے کام پر واپس ہونگی اجازت دیدی گئی۔ دوسرے چھ پٹنہ بھیج دیئے گئے تاکہ وہاں ان پر مقدمہ چلایا جاوے۔ سوچ پور میں کرنل اسمتھ نے بھی یہی طرز اختیار کر لیا لیکن وہاں تو تقریباً نصف سرکش رہے اور ان کو گرفتار کر کے نکلتے بھیج دیا۔

اس عرصے میں مونگیر کے افسر اودھم مچاتے رہے اور اونکا کماندار سر رابرٹ فلیچر اونکو شہ دیتا رہا۔ کلایٹو کی آمد سے ایک روز قبل کرنل جمپن (Colonel Cham Pion) نے جسے اوس نے پہلے سے بھیجا تھا موقع پا کر اوسکا غنڈہ لے لیا کہ وہ اب خود کلایٹو سے ملکر اپنا حال عرض کرنا چاہتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے کلایٹو نے انھیں حکم دیا کہ دوسرے دن صبح کو اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ وہ قواعد کریں۔ اس کے ساتھ ہی اوس نے جمپن کو حکم دیا کہ وہ ایف۔ اسمتھ کی کان میں جوں وقت تک وفادار تھا اونکی کان میں سپاہیوں کے دو اہلکار تھے انکو ایک میدان میں پہنچ جاوے۔ اسمتھ قلعے میں داخل ہوتے ہی کیا دیکھتا ہے کہ تمام یورپی پیدل اور توپخانے والے غدر مچانے پر تلے ہوئے ہیں۔ بغیر کسی پس و پیش کے وہ اپنے سپاہیوں کو لیکر اونکی طرف بڑھا۔ جرات کر کے ایک فوجی مقام پر اوس نے قبضہ کیا۔ یہ ایک ٹیلہ تھا جسے اس میدان کی جس میں یورپی افسر تھے کھینچنا چاہئے موزا ل ذکر ہے جو قلعے سے باہر نکلنے والے ہی تھے جب یہ دیکھا کہ سپاہی اس مقام پر قابض ہو گئے ہیں تو وہ ڈگمگا گئے۔ اونکے ٹھہرنے سے اسمتھ نے موقع پا کر اون سے کہہ دیا کہ اگر وہ فوراً اپنی بارکوں میں واپس نہ ہوئے تو وہ اون پر گولی پلا دیگا۔ اس موقع پر سر رابرٹ فلیچر بھی آہنچا۔ اوس نے باغیوں کو ادبھارنا شروع کیا اور انھیں نقد روپیہ دیا لیکن سانے کو سمجھنے کے بعد ہی اوس نے اپنا طرز بدل دیا۔ سرکشوں کو دو گھنٹے کے اندر قلعہ خالی کرینکا حکم دیا گیا اور کل داتو کی اطلاع کلایٹو کو کر دی گئی۔ افسر فوراً قلعے سے چلے گئے اور اوس دن کا حادثہ ختم ہو گیا لیکن جب دوسرے روز کلایٹو نے سب کو جمع کر کے خطاب کیا۔ اور سرکشوں کو اونکی بدکرداری پر نعت ملائی کہ اور یہی سپاہیوں کے طرز عمل کی تعریف کی اور انھیں انعامات دئے تو سب کے سب سیدھے چلے گئے جہاں تک مونگیر کا تعلق تھا وہاں تو بغاوت کا خاتمہ ہو گیا۔ جن افسروں کو فلیچر نے لٹا لیا تھا اونھوں نے اس عرصے میں مونگیر سے کچھ خاصے ترٹراؤ ڈالیا تھا اور وہاں وہ دوسرے مقامات سے اپنے ساتھیوں کی آمد کے انتظار میں تھے لیکن انھیں ایک ایسے آدمی سے سابلتہ مناجوئل منول جانتا ہی نہ تھا۔ کلایٹو نے اونکو حکم دیا کہ وہ فوراً ٹھکرتے روانہ ہو جاویر اور اونکو وہاں سے جلد بھگانے کی غرض سے یہی سپاہیوں کا

ایک دستہ اپنے حکم کی تعمیل کر نیے لئے بھیج دیا۔ اسکے بعد نہ مونگتیر میں شورش رہی اور نہ اوسکے دوسرے کسی پڑاؤ پر۔

بانکی پور کے افسروں نے باوجود سر رابرٹ بریکر کی ترکیب کے ہنگامہ کو بچا ہے اور ڈکائیوں کے پاس اپنے استغنے بھجوا دئے لیکن مونگتیر کے واقعہ کی اطلاع نے اودکو چونکا کر دیا اور وہ مرعوب ہو گئے۔ جب کلائیو پٹنہ پہنچا تو اس نے ان افسروں کو عاجز و محجوب و پشیمان پایا۔ یہاں اوسکا کام صرف انکو معاف کر نیکارہ کیا۔ یہاں الہ آباد اور سوچ پور کے افسروں کی کامیابی کی خوشخبری سنی شورش کے آخری شعلوں کو بجھانے اور سرکشوں کے سرخٹوں کو ٹھکانے لگانے کی غرض سے اوس نے پٹنہ میں ہی قیام کیا اس آخری کام کو اوس نے اس انداز سے انجام دیا جس سے ترجمہ آمیز انصاف کی بو آتی ہے۔ غلچہ جس نے اس معاملے میں دو غلامین دکھایا تھا اور جسکا فضل سراسر ذاتی اغراض پر مبنی تھا وہ فوجی عدالت کے روبرو پیش کیا گیا اور ملازمت سے برخواست کیا گیا۔ اوس کے ساتھ کے پانچ اور افسروں کو بھی نکال دیا لیکن ان میں سے ایک جان نیول پارکر (John-Neville Parker) کو ۱۸۶۹ء میں اپنے عہدے پر دوبارہ مامور کر دیا گیا جو کمپنی کی نمایاں خدمت کر نیے لئے زندہ رہا اور ۱۸۸۱ء میں اس نے اپنے مالکوں کی خاطر جان دی۔

جس آسانی سے کلائیو اس سخت سازش کا خاتمہ کر سکا اوسکا صرف ایک ہی سبب تھا۔ جس وقت کلائیو کو سازش کی اطلاع ملی تو بجائے اودکے حملے کا انتظار کر نیے اوس نے خود پیش قدمی کی۔ باغیوں نے اوس سے موقع بھی دیدیا اور پہلی چوٹ اوس نے اودکے رسید کی۔ اور اپنی اپنی جگہ تنہا دفاعی کارروائیوں تک محدود ہر کارروائیوں نے اوس کے بعد دیگرے اودکا خاتمہ کر نیکارہ بھی موقع دیدیا۔ یہ وہی ترکیب تھی جس سے پیلین نے ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء میں آسٹریا کے خلاف کام لیا اب یہ سوچنا محض بے سود ہے کہ اگر کلائیو دفاعی کارروائی پر ہی اکتفا کرتا جیسا کہ اکثر لوگ اس موقع پر کرتے تو کیا حشر ہوتا۔ قطعی دوسرا راستہ اختیار کر کے اوس نے محض نازک حالت ہی کو نہ بھٹال لیا بلکہ ایک فیصل فتح حاصل کر کے سرکشی پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ فوجی افسروں کا شہرہ قطعی بدل گیا جو اپنے سول سروں والے بھائیوں کی طرح ناجائز طریقے سے رویہ حاصل کر نیکی

فکر میں لگے ہوئے تھے۔ کلائیو کا کیرکٹر اور طرز عمل ایسی شاندار سپاہیانہ زندگی میں کسی موقع پر اس قدر نمایاں نہیں ہوا جس قدر کہ اس عذریں باغیوں کو سزا دیتے وقت ہوا۔ یہ وہ فتنہ تھا جسے اوس نے تنہا فرو کیا۔ ان یورپی سپاہیوں کی سابق خدمات اوسے یاد رہیں اور بھرچند کندہ تراش افراد کے اوس نے باقی سب کو آئندہ لائوں میں اس واقعہ کے متاثر کیا موقع دیا۔

کلائیو کا کام اب ہندوستان میں ختم ہو گیا۔ جو کام اوس کے تفویض ہوا تھا اوسے نہایت مکمل طور پر اوس نے انجام دیا جس حد تک آگین (Angan) کے مضطل کا صاف کرنا ممکن تھا اوس حد تک اوس نے اوسے صاف کر دیا۔ اوس نے قلعی آرام نہ لیا تھا۔ اوسکی صحت خراب ہو چکی تھی۔ ۱۶۶۵ء میں اوس نے مجلس نظام کو اطلاع دیدی تھی کہ جس وقت وہ سرکاری مفاد کو بلا نقصان پہنچائے یہاں سے ہٹ سکا وہ استعفا دیدیگا اسکے جواب میں نظام نے اوسکی خدمات کی پرزور الفاظ میں تعریف کی اور اوس سے درخواست کی کہ وہ ہندوستان میں ایک سال اور قیام کرے۔ جب دسمبر ۱۶۶۶ء میں اوسے یہ خط ملا تو جس حد تک کہ اوس کے پس وزائے موجود تھے اور یہاں تک اوس کے اسکان میں تھا وہ اپنے جملہ مفوضہ کاموں کو انجام دینا چکا تھا۔ اوسکی صحت خراب ہو چکی تھی لہذا اوس نے خیال کیا کہ جو ملک وہ انگلستان کے لئے فتح کر چکا ہے اور یہاں غارت گری کے ساتھ خیر باد کہہ دینا چاہئے۔ اوس نے ایک نہایت قابل قدر یادداشت مرتب کی گزشتہ تین سال میں جو کام اوس نے انجام دئے تھے ان سے اصول اخذ کئے اور اپنے جانشین کے مسلک کی رہنمائی کے لئے اوس میں درج کیا اور اپنی مجلس استثنائی کے ایام کنسٹرکٹرز کو اپنا جائزہ دیا۔ کرنل رچرڈ اسمتھ کو جو اوس وقت سرحد پر تھا یہ سارا ہی کے لئے نامزد کیا۔ مسٹر ساکس۔ مسٹر کارٹر اور مسٹر پیچمر کو مجلس کارکن مقرر کیا۔ دو مہینے کے بعد کو خیر باد کہا اور ۹ جنوری ۱۶۶۷ء کو برطانیہ جہاز پر سوار ہوا کہ عازم انگلستان ہوا۔

کلائیو کے کام کی
تعمیل اور اسکی
دستی

پندرہواں باب

فاتح اور بدترزاں کی جاسپی اسکے ہٹنوں کا اسکے ساتھ سلوک اور اس کی کشمکش اور اس کا احوال

کلائیو کے مخالفین
کا رور

انگلستان کے قابل ترین اور غیر جانبدار مورخ ارل اسٹینہوپ فاس (Fifth Earl Stenhop) نے کلائیو کے دور ثانی کے نتائج کی تعریف نہایت خوبی سے ایک جلد میں ادا کی ہے۔ "ابھینیت مجموعی یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر اس کا پہلا دور بلحاظ مقاصد اہم تھا تو اس کا دوسرا دور بلحاظ اصلاحات اس سے ہرگز کم اہم نہیں۔ اس سے کم از کم ایک اچھی حکومت کی مستحکم بنیاد پڑ گئی۔ اگر کلائیو کچھ عرصہ اور اپنی جگہ پر رہتا تو نتائج اور بھی بہتر ہوتے، لیکن اس کا وہاں رہنا نامکن تھا۔ دسمبر ۱۷۶۶ء میں اس کا ضعف اس قدر بڑھ گیا تھا کہ وہ خود مراسلت تک نہیں کر سکتا تھا۔ اسے آرام کی ضرورت تھی اور جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں وہ دوسرے مہینے میں آرام کی غرض سے انگلستان روانہ ہو گیا۔ مگر شوقی قسمت سے اسے آرام و چین نصیب نہ ہوا۔ برنٹاف اس کے اس کا سابقہ اپنے جانی دشمنوں سے پڑا جو اس کی مخالفت پرستی سے تھے ہوئے تھے اور مخالفت میں اس قدر اندھے تھے کہ ان سے کسی قسم کی نازیبا حرکت کا سر نہ ہونا بعید نہ تھا۔ ان سب حملوں کے بانی وہ برکار عہدہ دار تھے جنہیں اس نے ان عہدوں سے ملحدہ کیا تھا جنہیں دوبار نام کر رہے تھے لیکن انہوں نے اپنی مخالفت میں حکومت کے مشہور رہبروں کو جو اس وقت اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے اپنے ساتھ لایا تھا۔

اس شخص کی فحاشیت کی یہ ایک دردناک کہانی ہے جس نے اپنے وطن کی نہایت شاندار خدمتیں انجام دی تھیں۔ سخت تحقیقات کے بعد اسکے دامن پر صرف ایک داغ نظر آیا اور وہ ایمین جیسٹ کے ساتھ اس کا ساؤک تھا لیکن ایمین جیسٹ ایک غاصب تھا جس نے ریاست کے ایک اہم ترین راز میں ہر گز یہ دیکھی تھی کہ اگر اس کی خدمات کے صلے میں اس کے بجا رقی مطالبات پورے نہ کئے گئے تو وہ راز افشا کر دے گا۔ ایسا شخص قلمی قابل لحاظ نہیں۔ اگر کلائیو اس کے مطالبات کو رد کر دیتا تو اس کی عداوت سے ہزاروں کی

کلائیو کے درجن
پر تہا بدعنوانی

جائیں تفت ہو جائیں اور انگریز بنگال سے غائب کر دئے جاتے کلائیو نے اونچی ایشیائی ہتھکنڈوں سے اوسکا مقابلہ کیا جو اوس نے کلائیو کے خلاف استعمال کئے تھے اور کلائیو اوس پر غائب آیا۔ لیکن یہ بیان کہ اوسکی یہ حرکت شرافت سے گری ہوئی اور اوسکی اعلیٰ حیثیت اور شریف طبیعت کے لئے نازیبا تھی بلاشبہ ناقابل تردید ہے لیکن وثوق کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جو شخص اس وقت اس قدر سختی کے ساتھ اسکی مذمت کر رہے تھے آیا وہ خود ایسے سخت اور نازک وقت میں اسکے برعکس کام کر سکتے تھے۔ چند نامہ نگاروں نے یہ بیان کیا ہے کہ اس طرح دھوکہ کھانیکے بعد امین چند کا دماغ خراب ہو گیا اور اب تک اسکو باور بھی کیا جاتا تھا لیکن تحقیق نے اس قصے کو باطل کر دیا ہے یہ سچ ہے کہ ان واقعات کے انکشاف کا اوسکے دماغ پر اثر پڑا لیکن ماتوہ کے ایک سادھو کی تیز نگاہ پڑ جائیکے بعد اوس نے بھکتے میں دوبارہ اپنا کاروبار فروغ کر دیا اور اپنی عمر تک برابر فروغ حاصل کرتا رہا۔ اس معاملے کے دوسرے حصے یعنی امیر البحر وائسن کے دستخط کرنیکے تعلق کلائیو نے خود اپنے حلیہ بیان میں مجلس عوام کے سامنے کہا کہ امیر البحر نے دستخط کرنے سے البتہ انکار کر دیا تھا لیکن جہاننگ اوسکو یاد ہے اوس نے مسٹر لوشنگٹن (Lushington) کو دستخط کرنیکی اجازت دیدی تھی اور اس معاملے سے جو لوگ مستفید ہوئے اون میں امیر البحر وائسن بھی خریک تھا بلکہ سازشیوں کی فتح کے بعد جو حصہ اوسے ملا اوس سے زیادہ کا اوسکا مطالبہ تھا لیکن انہی دونوں باتوں کی بنا پر اون بدکاروں نے جنگو کلائیو نے اپنے دوسرے دور میں درخواست کیا تھا اوس پر حملہ کیا اور اوسکے حلیفوں نے اپنے حلوں سے اس ناتوان فاضل کو جسکی محنت قطعی خراب ہو چکی تھی سید ستایا۔

اس مخالفت کے بانیوں کی نگاہ میں کلائیو کا در اصل قصور یہ تھا کہ وہ خود متمول بنکر آیا تھا اور اپنے مقصود ملک کے مال شنیت سے انھیں اوس نے مستفید نہ ہونے دیا۔ حقیقت انگلستان اور فرانس میں بجز معدودے چند کے سب کے سب ہندوستان کو ایک غیر معلوم ملک سمجھتے تھے جہاں نو عمر جا کر سنبھل جاتے تھے اور عین اپنے شباب کے زمانے میں دولت سمیٹ کر اور اکثر شہرت بھی حاصل کر کے اپنے وطن واپس آ جاتے تھے۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ ایسے آدمیوں کو ہی ستاتے تھے؟ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اسی قدر لاثانی ہوتے تھے۔ انگلستان میں کلائیو اور وارن ہیسٹنگز کی مثال ہے جسکی شہرت و ناموری کے

حق کو دو مشہور انگریز مال میں ثابت کر چکے ہیں اسی طور سے فرانس میں ڈوپے۔ لا بورڈنس اور بلیٹی ہیں۔ در ذلک افسانوں کے سخت ترین افسانوں میں سے ایک یہ ہے کہ جب یہ لوگ اپنے اپنے ملک کی اعلیٰ خدمتیں انجام دیکر واپس ہوتے ہیں تو ان کے بدترین مخالف اکثر حکومت کی وزارت پر دکھائی دیتے ہیں۔ جبر سزا کے طریقوں کے جو انہوں نے اپنے مشہور حریفوں کو دی جنہوں نے ہندوستان میں شاندار خدمت انجام دی تھی یا جبر ان مصائب کے فرقہ کے جو ادن پر عائد کی گئیں آئین پسند انگلستان اور برطانیہ فرانس میں قطعی کوئی فرقہ نہیں۔

اب ہم اپنے بحث کی طرف عود کرتے ہیں۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ کلائیو نے اپنے دوسرے دور میں بنگال کی سول سروس کو پاک کر دیا تھا۔ مرقشی اور بدکار عہدہ دار جنہیں اس نے برخاست کیا تھا وہ اس کے ہندوستان کے قیام کے زمانے ہی میں انگلستان واپس ہو گئے تھے اور جن مراسلات میں اس نے مجلس نظا کو ان کی شکایات روانہ کی تھیں وہ یا تو ان کے ساتھ ہی پہنچے یا ان کے بعد۔ ان مراسلات کے موصول ہونے کے بعد نظا نے اپنے وزیر شاہی مشیر قانون سے مشورہ کیا اور ان لزموں پر جنہوں نے مجلس کے احکام کے خلاف ہندوستانیوں سے نذرانے موصول کئے تھے مقدمہ چلایا۔ لیکن لزموں کے مطابق انہوں نے نظا کے فیصلے کا مالکان کمپنی کی مجلس کے یہاں مرافعہ کیا ان دونوں جہاتوں پر تقسیم منافع کے متعلق اختلاف تھا اور یہ مسئلہ درپیش تھا کہ نظا کی تجویز کے مطابق منافع دس فیصدی قرار دیا جاوے یا ساڑھے بارہ فیصدی۔ سالانہ اجلاس میں ان شخصوں نے جنہیں کلائیو نے برخاست کیا تھا اپنی رائے مالکان کمپنی کے موافق دیکر او کو جتا دیا اس بدکار جتے نے اس فتح سے فائدہ اٹھا کر ایک قرارداد منظور کرائی کہ جو مقدمہ ان کے خلاف دائر ہے وہ خارج کر دیا جاوے۔ فوراً اسکی تعمیل بھی ہو گئی۔

دو پہنچے بعد ۱۸ جولائی کو کلائیو انگلستان پہنچا نہایت مناسب طور پر اس کا استقبال ہوا۔ بادشاہ اور ملکہ نے اس کو فرف ملاقات نہ بخشا۔ اس ملاقات کے بعد مجلس نظا نے اپنے پورے اجلاس میں اس کا استقبال کیا اور جو نمایاں خدمات اس نے

انگلستان میں
کلائیو کی خدمات
کا اعتراف

لے سہ کار کے معاملے میں سر فرڈینس سٹیفن اور اوورہ اور دیگر ملکینٹ کے مقدمات میں سر جان اسٹریچی۔

انعام دی تھیں اور ناکا شکریہ ادا کیا بعد ازاں مجلس کا ایک عام جلسہ منعقد کر کے اونھوں نے تحریک پیش کی کہ میر جعفر نے جو جاگیر کلائیٹو کو عطا کی تھی اوسکی مدت میں دس سال کی توسیع کر دیا وے یہ قرارداد اتفاق آرا منظور ہو گئی۔

اب تک آئندہ آنے والے طوفان کے کوئی آثار نہ تھے۔ باوی طوفان جو دور سے اونٹھ رہا تھا اوسکی کلائیٹو کے کان میں اب تک بھنک بھی نہ پڑی تھی مثل سابق کے اوس کے حوصلے اب بھی بڑھے ہوئے تھے جس مستعدی سے اوس نے مشرق میں کام لیا تھا اُسی طور سے وہ اب بھی اپنے ملک کی خدمت کے لئے تیار تھا اوس نے خود اپنے اور اپنے چھ رشتہ داروں کے انتخاب کا انتظام کر لیا تھا۔ انتخاب تک آرام کر کے غرض سے وہ لیڈی کلائیٹو اور اپنے دوستوں کی ایک ٹولی کے ساتھ پیرس روانہ ہوا (جنوری ۱۸۶۸ء) مستقبل پر اوسکو پورا اعتماد تھا۔ اسے خود بادشاہ کا حکم مل چکا تھا کہ کمپنی کے اندرونی و باہری معاملات کے متعلق وہ اپنی رائے کا اظہار کرے اور کمپنی اور اپنی قوم کے لئے جو مناسب تحریک وہ پیش کر دینگا اوس میں بادشاہ اوسکی اعانت کرینگا مجلس نظامی لاطینی اور اوسکی جاسٹسینر ضد کا اوسے خوب تجربہ ہو چکا تھا اپنے جانشین مسٹر ولسٹ کو اوس نے لکھا کہ ہر شخص اوس سے نفرت کرتا ہے۔ اوسکو کامل یقین تھا کہ مجلس مالکان کے آئندہ اجلاس میں اوسکو بے ایمان یا اوسکو تقویت دینا اوسکے ہی ہاتھ میں ہو گا۔ مختصر الفاظ میں یہ کہنا چاہئے کہ اوسے اپنی ذات پر شاید ہی کبھی اتنا اعتماد ہوا ہو گا اور شاید ہی کبھی اس وقت سے زیادہ اوسے اپنے مستقبل کا کبھی یقین ہوا ہو گا۔

تاہم باوجود قلبی اطمینان کے جو اوسے حاصل تھا اور آئندہ سیاسی کشمکش کے جسکی اوسے آرزو تھی اوسکے دوست دیکھ رہے تھے کہ ہندوستان کے گزشتہ تین سال کے قیام کا جو اثر اوسکی صحت پر پڑا ہے وہ اب تک موجود ہے۔ اوس کا دل بے ہوشی و منت چلتا رہتا تھا لیکن اوسکی صحت اوسکا ساتھ نہ دے سکتی تھی اوسکے دوست اور اوس کے معالجوں کا مشورہ تھا کہ پندرہ جیسے تک اوسے فرانس میں کامل آرام لینا چاہئے۔ بقت تمام وہ اوسے آٹھ ماہ کے قیام کے لئے راضی کر کے۔ واپسی پر اوسے معلوم ہوا کہ اوسکی غیر موجودگی میں ہی وہ اور اوسکے چھ رشتہ دار پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہو چکے ہیں۔

اوسکی واپسی کے بعد ہی اوسکے دشمنوں نے اوسکے خلاف جدوجہد شروع کر دی۔

اوسکے مظالم کے قصوں کی لندن میں اونھوں نے بھر مار کر دی۔ سر رابرٹ فلیچر نے جسکے شرمناک چال ملین کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ایک رسالہ اوسکے خلاف لکھا جس سے اوسے سیدھا اشتعال پیدا ہوا۔ چند اور باتیں بھی تھیں جنکا اس وقت اوس پر اثر پڑا جس عام انتخاب میں وہ اور اوسکے رشتے دار منتخب ہوئے تھے اوسکے بی جوب وزارت قائم ہوئی اوسکا صدر ڈیوک آف گرافٹن (Duke of Grafton) مقرر ہوا لارڈ چیتھم لارڈ پریمی سیل (Lord Chatham Lord Privy Seal) اور لارڈ ناتھ چانسلر آف دی کیمینیکر (Lord North Chancellor of the Exchequer) چیتھم کی صحت ایک عرصے سے خراب تھی جسکی وجہ سے اوسے مجبوراً اواخر ۱۷۶۹ء میں اپنی جگہ سے مستعفی ہونا پڑا آئندہ سال جنوری میں ڈیوک آف گرافٹن نے بھی استعفا دے دیا اور لارڈ ناتھ اوس کے بجائے فرسٹ لارڈ آف دی ٹریزری وزیر فنانس مقرر ہوا۔ کلائیو نے ان وزارتوں میں کسی کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ کیا تھا۔ گرینول (Grenville) کے دیگر (Whigs) جو اس وقت حکومت کی مخالفت میں تھے اور جسکا سردار جارج گرینول تھا اوسکا معاون وہ اپنے آپ کو بنا چکا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کلائیو نے اعلان کر دیا کہ ہندوستانی معاملات میں وہ کسی فریق کا ایسے سلسلے میں ساتھ نہیں دیگا جس سے کہ وہ ناواقف ہو لیکن لارڈ ناتھ کی کابینہ میں کوئی شخص بھی ہندوستان سے واقف نہ تھا البتہ اگر کلائیو مع اپنی سات کی جماعت کے اوسکے ساتھ شریک ہو جاتا تو وہ اپنے دوسروں ساتھیوں کو سکھاتا چلا لیتا۔ جب کلائیو کا ایک دوست و معاون مسٹر ویڈبرن (Mr. Wedderburn) جو ایک نہایت قابل وکیل تھا ناتھ کی وزارت میں شریک ہوا تو اسکا امکان معلوم ہوتا تھا لیکن کلائیو گرینول کے ہی ساتھ رہا۔ یہاں اسکا کوئی خاص اثر نہ تھا دشمن ملکی تعداد اور مخالفت روز افزوں تھی اوسکا وہ نشانہ بنا ہوا تھا۔ نومبر ۱۷۷۰ء میں جارج گرینول کا بھی انتقال ہو گیا اور کلائیو کی حالت اور بھی غیر محفوظ ہو گئی۔

اس عرصے میں ہندوستان کے معاملات کی روش بھی تشکی بنش نہ تھی۔ جنگال میں البتہ مسٹر ورنسٹ (Verelst) کلائیو کے تجویز کردہ اصول پر کار بند تھا۔ اوس اپنے ساتھیوں کی امداد سے وہاں امن و امان برقرار رکھنے اور خوشحالی کو بحال رکھنے میں

کامیاب رہا تھا لیکن مدراس میں حیدر علی نے جو شخص اپنی ذاتی قابلیت و جرأت و جسارت کے زور سے سلطنت میسور کے اعلیٰ ترین عہدے پر پہنچ گیا تھا اپنے حملوں سے وہاں کے انگریزوں کو سخت نقصان پہنچایا تھا اور انھیں اس قسم کے کثیر اخراجات پر اس نے مجبور کر دیا تھا کہ سرمایہ داران کو آئندہ کچھ زمانے تک کسی قسم کے منافع کی توقع نہ ہو سکتی تھی۔ ان مالی مشکلات کو حل کر نیکے لئے حکومت انگلستان اور کمپنی والے بجز اس بے سود ترکیب کے کہ تین کمشنر مگر انکار کی حیثیت سے ہندوستان روانہ کئے جاویں جنھیں کمپنی کے دیگر ملازمین پر بڑے اختیارات حاصل ہوں اور کوئی تدبیر نہ سچ سکے انھوں نے مسٹر وینٹھارٹ (Vansittart) کو نامزد کیا۔ یہ شخص کلائیو کا بڑا گہرا دوست رہا تھا لیکن اس زمانے میں اس کا سخت مخالف ہو گیا تھا اگر کلائیو کی مخالفت کا رگڑ نہ ہوتی تو یہ ریلوے کی جگہ اس موقع پر گورنر مقرر ہو گیا ہوتا اس کے ساتھ انھوں نے مسٹر اسکرافٹن (Scrafton) کو جو کمپنی کا قدیم اور قابل قدر ملازم تھا اور کرنل فورڈ جو شمالی سرکار اور بدرا کا فاتح تھا شریک کیا یہ دونوں کلائیو کے مخالف دوست و معاون تھے۔

۱۷۹۹ء کے موسم خزاں میں یہ صحاب آرورا (aurora) جہاز سے روانہ ہوئے۔ آرورا اس تک پہنچ گیا لیکن طبع ساٹمن (Simono' Boy) سے ٹکرنے کے بعد اس کا پتہ نہ لگا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ سمندر میں ڈوب گیا۔

اس کے بعد کافی مدت گزر گئی اور انگلستان میں کسی کو یہ محسوس تک نہ ہوا کہ جن خرابیوں کو دور کر نیکے لئے مگر انکار مقرر کئے گئے تھے ان کے لئے اور کسی علاج کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ اس عرصے میں کچھ واقعات ایسے پیش آئے جنکی وجہ سے سخت اور فوری تدابیر کا اختیار کرنا لازم ہو گیا ۱۷۹۹ء میں تین ولایتوں میں سخت قحط پڑا جو پچھلے زمانوں کے تمام قحطوں سے بڑھ گیا۔ زانہ جال کی طرح سابق موقعوں پر سفری غیر ملکی ایسی مصیبتوں کے تدارک کا انتظام کر نیکے لئے موجود نہ تھے بارش نہ ہوئی۔ تالاب خشک ہو گئے چانول کے کھیت سوکھ گئے۔ نوادروں کے لئے بھی صرف چند قریب کی کھیتوں میں غلہ رہ گیا اس قسم کے قحط سے انگریزوں کا ہلکا سا تھکا ہوا تھا لہذا انھوں نے بھی کوئی انتظام پہلے سے نہ کیا تھا بلکہ ایسی مصیبت تھی بڑے تبدیلی مرکز جہاں امج لئے کی توقع ہو سکتی تھی وہاں مردوں و سسکتے ہوؤں کے منظر نظر آتے تھے۔

سمندر اور دریاؤں میں لاشیں اس قدر کثرت سے تیرتی نظر آتی تھیں کہ اون کے تعفن کی وجہ سے محلوں تک کو ہاتھ لگانا نیکو دل نہ چاہتا تھا۔ دو سال بعد گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اس کے اثرات بیان کرتے وقت کہا کہ اکثر مقامات پر ہفتہ واجمعی طور پر ایک تہائی آبادی تباہ ہو گئی۔ یہاں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس مصیبت والے ناگہانی کا اثر سرمایہ مند کے مالکوں پر بھی اس قدر پڑا کہ وہ بھی چمکے ہوئے گئے۔ اونکے بڑے بڑے منافعوں کی توقعات منقطع ہو گئیں۔

اس کے مذاکر کے لئے بھی مجلس نظام کے بڑے بڑے دماغ بجز اوس ترکیب کے جسکا خاتمہ آرورا کے ڈوبنے سے ہو چکا تھا کچھ اور نہ سوچ سکے۔ اومضوں نے دوسرے مگر انکار بھیجئے کا ارادہ کیا لیکن لارڈ مارٹھ نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا اوس نے کمپنی کے دستور کے لئے ایک مسودہ پیش کیا کہ حکومت میں ایک عدالت عالیہ قائم کیجاوے جس میں ایک میر مجلس اور تین جج ہوں جسکا تقرر شاہ انگلستان کی طرف سے ہوا کرے گورنر بنگال کو دوسرے دو احاطوں پر بھی اختیارات دئے جاویں اور گورنر جنرل اوسکا لقب ہو۔ اوسکی امانت اور نگرانی کے لئے پانچ ارکان کی ایک مجلس مقرر کیجاوے اس مسودے میں بڑی کمزوری یہ تھی کہ اوس نے اس مجلس کو نگرانی کے اختیارات عطا کر دئے۔ گورنر جنرل کو اس میں صرف ایک رائے کا اختیار تھا اور محض مساوی رائے ہو نیکی حالت میں اوسے زائد رائے کا حق حاصل تھا۔ مسٹر وارن ہیسٹنگز جو بارہ ما قبل جان کارٹیر (John Cartier) سے جائزہ لے چکا تھا یہاں گورنر جنرل ہوا۔

حیدر علی سے جنگ اور بنگال کے قبضہ کی وجہ سے اٹھارہ لاکھ و سترہ سو میں
پارلیمنٹ کے مباحثوں میں ہندوستان اور اسکے معاملات کا خوب ذکر رہا اور اس
سلسلے میں کلائو کا نام بھی نسیج سکا اس پر جنرل بارگادوئی (General Burgoyne) نے
خاص طور پر جھگڑے کے پیشینہ لارڈ بنگلی (Lord Bingley) کا بیٹا تھا اور تاریخ میں
اسکی خاص حیثیت یہ ہے کہ امریکہ کی نوآبادیات والوں کے مقابلے میں اس نے ۱۷۹۱ء
برطانوی سپاہیوں سے ہتھیار ڈلوادئے تھے۔ ہندوستان کے معاملات کی تحقیقات
کے لئے انکوائس اراکان کی ایک مجلس منتخب ہوئی اور اپریل ۱۸۱۸ء میں یہ اسکا صدر
مقرر ہوا۔ اسی سال نومبر میں لارڈ مارٹن کی تحریک پر تیرہ اراکان کی ایک مجلس رازدارپٹی کے

مجلس عوام میں
کھڑے ہو کر خلاف
کارروائی

نام سے کہیں کے حملہ امور پر غور کرنے کے لئے قائم ہوئی۔ ان کمیٹیوں کی دوسری کارروائیوں کے ذکر کی اس کتاب میں کوئی ضرورت نہیں۔ انکا باضابطہ طور پر تقریر بھی نہ ہوا تھا کہ انھوں نے لارڈ کلائیو پر تیر چلانے شروع کر دیئے۔ ایک نہایت سنجیدہ سوچ نے ان حملوں کے اسباب اس قدر خوبی سے بیان کئے ہیں کہ ان سے اقتباس کے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔

۱۱ علاوہ ان سرکاری بے عنوانیوں کے جنکا لارڈ کلائیو کو تکب تھا اندیشہ ہوتا ہے کہ اس کے خلاف ذاتی حسد بھی کام کر رہا تھا۔ جن نظا کی آگہی میں اس نے کام کیا تھا اونکی مالی مشکلات کے مقابلے میں اسکی کثیر دولت زیادہ معرض بحث میں آگئی اور جیسا کہ عموماً ہوتا ہے اسکی امارت سے خوش ہونوالے کم اور جلنے والے زیادہ تھے۔ نیوکاسل

(Newcastle) کی ڈچس ڈاویجر (Duchess Dowager) کا شاندار مکان

وہ خرید کر چکا تھا اور نہایت فیاضی سے اس پر روپیہ صرف کر رہا تھا۔ اکثر چھوٹے علاقوں میں وہ اتنا روپیہ لگا چکا تھا کہ اپنے چھ سات دوست یا رشتہ داروں کو وہ بتائی پالینٹ میں منتخب کرا سکتا تھا۔ ایسی حالت میں برگادنی کی ذیلی مجلس نے کلائیو کو اپنے حملوں کا نشانہ بنالیا۔ ان لوگوں نے چند معاملات کو ایسا نمایاں کر دیا کہ حقیقت اونکی تیج نہیں کیا جاسکتی تھی مثلاً امیر البحر ولسن کے جعلی دستخط بنانے اور امین چند کو دھوکہ دینے کا واقعہ۔ لیکن اسکے ساتھ ہی وہ اس کے کارناموں پر خاک نہ ڈال سکے۔

خود کلائیو سے اونھوں نے جرح کی اور اس کے ساتھ بڑا سلوک کیا۔ کلائیو اپنی ایک تقریر

میں بطور شکایت کے کہتا ہے کہ ”میں قوم کا ایک ناچیز خادم اور پامی کا پیرن

(Baron of Plassey) ہوں لیکن ذیلی مجلس نے مجھے دارالعوام کا رکن نہ سمجھا بلکہ ایک

بھیڑ چرائیواں لاجھکر مجھ سے جرح کی“ وہ بالکل سچ کہتا ہے کہ ”جناب والا مجھے یقین ہے کہ

اگر میرے کوئی زخم ہوتا تو وہ چھان نہ رہتا۔ میرے خوب گہرے نشتر لگائے گئے ہیں جس نے

میرے ٹھنڈے سر پر نہیں لگائے۔ جناب والا۔ میرے دل میں تو پھوپھو لے پڑے ہوئے

ہیں جو ہسپانیہ کی تیز ٹونک والی کھینوں اور دیگر اشتعال انگیز چیزوں سے ڈالے گئے ہیں“

ان متواتر حملوں کے زمانے میں کلائیو نے نہ کبھی جبر کو ہاتھ سے جانے دیا اور نہ

ادسکی بردباری اور سنجیدگی میں کبھی فرق کیا۔ کسی موقع پر بھی اس نے اپنی اعلیٰ اسپرٹ

میں فرق نہ آنے دیا۔ وہ ایک زیر مغلوب ہیرو کی طرح کھڑا رہا ہر الزام کا جواب

کلائیو کا
انتہائی
کی تحریک

نہایت مستعدی سے دیتا۔ کبھی کبھی اپنے مخالفین ہر ایک آدھ فقرہ بھی کس دیتا تھا لیکن وہ بھی نہایت متانت و شرافت سے۔ اوسکے خاص دوست مسٹر ویڈر برن نے جو اس وقت سرکاری وکیل تھا اوسے نہایت معقول مدد دی جو ہر لحاظ سے حق بجانب تھی۔ اوسکے قدیم دشمن سلیوٹن نے بنگال کے نظم و نسق کا اس طور پر ذکر کیا کہ اوس میں کلائیو پر کوئی راست حملہ نہ تھا تاہم اوس سے ہر ایک کو یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ پس پردہ ضرورت بہت کچھ مخفی ہے۔ یہ دیکھ کر کلائیو نے بنگال میں اپنے دور کے ہر ایک پہلو کو اس انداز سے واضح کیا کہ ہر ایک نے اوسے پسند کیا۔ بالآخر مئی ۱۸۵۷ء میں جنرل نکلاؤنی نے اون کو درازامات کو بیان کیا جو اب تک تمام دلائل کی اصل بنے ہوئے تھے۔ اور انہار لامنت کے لئے اوصیں تین تحریکوں کی شکل میں اوس کے سامنے پیش کیا۔ تحریکات یہ ہیں۔

- (۱) لاکھ فوجی اثر یا معاہدے کے ذریعہ سے جو کچھ بھی حاصل ہو اصولاً سلطنت کی ملک ہے۔
 - (۲) سلطنت کے ایسے اشخاص جنکے تفویض سول یا فوجی کام ہوں اور انکا ان حاصل میں سے کسی چیز کو اپنے ذاتی تصرف میں لانا خلاف قانون ہے۔
 - (۳) اکثر رقوم اور دیگر پیش بہا اشیاء بنگال کے نوابوں اور دوسروں سے اون اشخاص نے جنکے تفویض سول و فوجی کام تھے اپنے سرکاری اثر سے حاصل کی ہیں اور ان رقوم اور پیش بہا چیزوں کو وہ اپنے ذاتی تصرف میں لائے ہیں۔
- ان تحریکات میں کسی کا نام درج نہ تھا لیکن انکو پیش کرتے وقت بنگال نے جو تقریر کی اس میں اوس نے ایسا انداز رکھا کہ جو لوگ نشانہ بنائے گئے تھے اونکے متعلق کوئی شبہہ باقی نہ رہا۔ فاتح بنگال کی حقیقی اور فرضی بے عنوانوں پر تقریر کرتے وقت اوس نے اس قدر درشت لہجہ اختیار کیا کہ اوس سے تجاوز کرنا ممکن نہیں۔ کمپنی کو جن سے اس کا سامنا تھا اون سب کی بنا اوس نے اون عذاروں کے گردہ کو قرار دیا جس نے سراج الدولہ کو معزول کر کے میر جعفر کو مسند نشین کر دیا تھا اور اوس معاملے کے بانیوں کے طرز عمل کو بدترین گناہ قرار دیا۔ اسی قسم کے درشت الفاظ میں امین حسنہ کے معاملے اور لکھنؤ دشمن کے جعلی دستخطوں کا ذکر کیا اور اسی قسم کے سخت الفاظ میں اوس گفتگو کا حوالہ دیا جو اعلیٰ رائے میں نذرانے کے نام سے بایں غرض کی گئی تھی کمپنی کے سربراہ اور وہ ملازمین کیلئے نواب میر جعفر سے

روپیہ گسیٹا جائے۔ کلائیو کے دوسرے دور کے متعلق بھی اوس نے اس قسم کا منت و درشت لب و لہجہ رکھا حالانکہ یہ وہ خاص زمانہ ہے جس میں کلائیو کو شہرت ستانی اور اس قسم کی بدکرداریوں سے متواتر مقابلہ کرنا پڑا۔ اس نے محض اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ اپنی تقریر ختم کرتے وقت اوس نے کہا کہ اگر یہ تحریکیں منظور کر لی گئیں تو وہ ان پر بھی اکتفا نہ کرے گا بلکہ ان کے بیچند اور تحریکیں پیش کرے گا کیونکہ اوس کا خاص مقصد تو یہ ہے کہ جن اشخاص نے اس مذموم طریقے سے کثیر دولت حاصل کی ہے وہ کل اون سے واپس لیاوے۔

وید برٹن کلائیو کی طرف سے کوئل تھا اور یہ دیکھنے میں آیا کہ اکثر لوگ جو اپنے کو لا بادشاہ کے بھی خواہوں میں شمار کرتے تھے اونہوں نے بھی اوسکی امداد کی۔ خضر کو برگاؤنی کی طرف سے وکیل تھا۔ وزیر اعظم لارڈ ڈامرہ نے اوسکے موافق رائے دی۔ ان تحریکات پر جو رائے زنی ہوئی اوس سے ہاؤس کے خیالات کا بھیج انا رد نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ انہوں نے انکے موافق رائے دی اون میں اکثر وہ لوگ بھی تھے جنکا خیال یہ تھا کہ خود کلائیو کے لئے یہ بہتر ہو گا کہ برگاؤنی اپنی دوسری تحریکات بھی جن کی اوس نے دیکھی دی ہے پیش کر دے تاکہ بجائے ایک عام اور مبہوم تحریک کے کسی خاص ایسی تحریک پر جسکا راست کلائیو سے اتفاق ہو ہاؤس کی رائے لیجا سکے۔ یہ سب تحریکات منظور ہو گئیں۔ بعد ازاں برگاؤنی نے مسب وعدہ اپنی حق کو مکمل کرنے کی تدبیر کی اور اے ایچی کو سند بڑیل تحریک پیش کی۔

لہذا کہ اس ہاؤس کی رائے میں رائٹ آئزبل رابرٹ لارڈ کلائیو بیرن آف ہامی نے سر جارج آلدرلہ کی معزولی اور میر جعفر کی مسند نشینی کے وقت اپنے اختیارات کے اثر سے جو اسے بحیثیت رکن مجلس انتظامی اور برطانوی افواج کے سپہ سالار کے حاصل تھے دو لاکھ روپیہ حاصل کئے اور بحیثیت سپہ سالار کے اُنکو اپنے تصرف میں لایا اور دو لاکھ اسی ہزار کی مزید رقم مجلس انتظامی کے رکن کی حیثیت سے حاصل کی اور تقریباً سولہ لاکھ یا اس سے کچھ زیادہ ذاتی عطیہ کے نام سے حال کی مان سب کی مجموعی تعداد بیس لاکھ اسی ہزار مساوی دوسو چونتیس ہزار پونڈ سکے انگریزی کے ہوتی ہے اور اس فعل سے کلائیو نے اوس عہدے کی میں پر وہ مامور تھا اور اون اختیارات کی جو اوسے مل تھے غلط استعمال کیا اور اس طور سے سرکاری ملازموں کے لئے ایک بری مثال قائم کی

کلائیو کے خلاف
خبریں پھیل گئیں
کہ وہ بیکار
مزدور تھا

کلائیو کی
سفائی

ریاست کے نام و اقتدار پر بٹ لگایا اور اس کے مفاد کو نقصان پہنچایا۔
 کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ الزامات اچھی طرح ثابت نہ تھے لیکن کلائیو نے
 حسب عادت نہایت استقلال سے انکا مقابلہ کیا۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ
 بالآخر اہلی معاملہ پیش ہو گیا اور ایک عرصے سے جو اسے بدنام کیا جا رہا تھا اور گالیاں
 دی جا رہی تھیں اور سوہوم و فرنی و خیالی الزامات کا اس کے خلاف طواریں بندھا ہوا تھا
 اون سب پر قوم کی اعلیٰ عدالت یعنی مجلس عوام اپنی رائے کا اظہار کر سکے گی۔
 اس تحریک پر جو اسکا فیصلہ ہو گا اوس پر اوسکی فتح و شکست کا انحصار ہو گا گھسسان کی
 لڑائیوں میں فتح حاصل کرنے یا ذلت برداشت کر لینا جو ایک راستہ ہمیشہ اس کے سامنے
 رہا وہی اس وقت بھی اسے درپیش تھا۔ اس نے لڑائیاں اپنے سپاہیانہ جوہر سے
 نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاق کے زور سے فتح کی تھیں اور اس کے بل پر وہ اس موقع پر بھی فتح حاصل
 کر لیا تھا اور اس نے فتح حاصل کر کے دکھا دیا۔ اس تحریک کے پیش کرتے وقت بھی
 برگکائی نے اون تمام دلائل کو دہرایا جو سابق موقع پر اس نے پیش کئے تھے اور
 جب وہ اپنی تقریر کو رومآ کے قدیم ہیروں کی طرح ان الفاظ خیر ختم کر کے بیٹھا کہ
 ”جب ریاست میں انصاف کی ضرورت ہو تو برابر ہاتھ اٹھانا چاہئے“ اس کے بعد کلائیو
 اپنی مدافعت کے لئے کھڑا ہوا۔ اپنی خدمات کو گنو کر اس نے ہاؤس کو یاد دلایا کہ بنگال
 کے معاملات جن کو برگکائی نے جرم کی بنا قرار دی ہے اؤنی نوعیت کا علم کئی اور حکومت
 کو اس وقت سے ہے جس سے کہ وہ دونوں ایک مرتبہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ سری خدمات
 کا شکریہ ادا کر چکے ہیں بعد ازاں جس فریق کے اشارے سے اس پر نقد رچلایا گیا تھا
 اس کے خود غرضانہ اور انتقام پسند محرکات کو نمایاں کیا۔ اس سلسلے میں اس نے ان
 باوقار اصحاب کو بھی دھچکڑا جنہوں نے مختلف وجوہ سے مقدمہ چلائیں اجازت دی تھی۔
 اس کے بعد اس نے ہاؤس کی توجہ خاص طور سے اس امر پر مبذول کرائی کہ انڈیا آفس
 جو اس وقت مستغنیث بنا ہوا ہے اس نے اسے مجبور کر کے دوسری مرتبہ بنگال بھیجا تھا
 اور اس بات پر اظہار افسوس کیا تھا کہ وہ اپنی محنت کے خراب ہونے کی وجہ سے وہاں اور زیادہ
 قیام نہ کر سکا۔ اس قسم کے اسناد پیش کر نیے بعد کہا کہ ”کیا میں اسی کا مستحق ہوں کہ مجھے
 ملزم بنا کر کھڑا کیا جاوے اور میرے بہترین کام ریاست کے خلاف جرم قرار دئے جاویں“

اگر یہ قرارداد منظور ہوگئی تو مجھ کو اپنے سالانہ ۵۰۰ پونڈ کی وراثت پر زندگی بسر کرنی پڑیگی لیکن میں اس پر قانع رہوں گا اور غالباً غیر مستقل اور محذوش دولت کے مقابلے میں مجھ کو اس سے زیادہ قلبی اطمینان اور دلی مسرت حاصل ہوگی لیکن جناب والا میں ایک بات اور واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر جناب آئریل کرنل ہرگائی صاحب اور ہاؤس کی یہ تشریح کہ نظریات جو ان تحریکات میں استعمال کیا گیا ہے اس سے اس وقت کمپنی مراد ہے منظور کر لی گئی تو جو رقم میرے پاس ہے اس کی پائی پائی میرے لیے منظور شدہ ہے حضرت سولہ سال کے بعد مجھے اس طرح صفائی کے لئے طلب کرنا اور جس مال و دولت پر میں بلا مدافعت غیرے اتنے عرصے سے قابض و متصرف ہوں اس کو ناجائز قرار دینا کس قدر ظلم ہے۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ برطانیہ کی مجلس اعلیٰ میرے ساتھ اس قسم کا سلوک کرے گی اور اگر بغرض محال ایسا ہوا بھی تو کچھ مضائقہ نہیں مجھ کو تو اپنی بیگناہی کا پورا علم ہے اور میرا دل گواہی دیتا ہے کہ میرا چلن اور طرز عمل ہرگز قابل ملامت نہیں تم مجھے تباہ کر سکتے ہو تا قائل نہیں کر سکتے۔ جو کچھ میرے پاس ہے میرے دشمن مجھ سے چھین لیں وہ اپنے خیال کے مطابق مجھے سفلہ بنا دیں لیکن میں تو خوش ہی رہوں گا۔ حالانکہ میں اس وقت اپنی بریت کے لئے ثبوت ہم پہنچانے کے لئے کھڑا ہوں لیکن یہ سب کچھ میں اپنے بچاؤ کے لئے نہیں کہہ رہا۔ میری سماعت تو کسی دوسری عدالت میں ہوگی لیکن قبل اسکے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میں اس ہاؤس سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب آپ میری عزت پر حرف لائیکا فیصلہ کریں تو اپنی عزت کو نہ بھول جاویں۔ بحث ملتوی کر دی گئی۔ اوچند روزیں گواہوں نے ہاؤس کے سامنے اٹھنا بند کر دیا۔ لارڈ کلائیو نے ذیلی مجلس کے سامنے جو بیان دیا تھا وہ بھی وہاں پڑھا گیا۔ اس کے بعد جب بحث شروع ہوئی تو اسٹینلی (Stanley) نے یہ تحریک پیش کی کہ جن الفاظ سے کلائیو کی عزت پر حرف آتا ہے ان کو نکال دیا جاوے۔ مقرر نے اس کی تائید کی اور اس سے بڑھکر اصلاح یہ پیش کی کہ جس جملے میں ”بیجا اثر“ ہے اسے بھی خارج کر دیا جاوے۔ اس تحریک کی اجازت دی گئی اور اس اصلاح پر بحث شروع ہوئی ایک طویل بحث کے بعد رائے لی گئی تو معلوم ہوا کہ ۵۵۱ نے اصلاح کے موافق اور ۹۵ نے اس کے خلاف رائے دی۔ ہرگائی کی تحریکات کے سب ڈنک اس فتح سے

کلائیو کے مخالفین کی تحریکات میں اس قسم اور ہرگائی کی شکست

جھڑ گئے۔ اوسکے فرقتے کے ایک شخص نے جنگ جاری رکھنے کی عرض سے یہ تحریک پیش کی کہ کلایٹو نے اپنے فرائض کے انجام دینے میں اپنے اختیارات کا جو استعمال کیا اور جسکا وہ خود اقبال کر چکا ہے وہ نازیبا تھا۔ ہاؤس نے اس بحث کو جھڑنے سے انکار کر دیا۔ آخر پانچ بجے صبح کے ہاؤس نے مندرجہ ذیل قرار داد منظور کی جس سے برکھاؤنی کی شکست مکمل ہوئی۔

”کہ رابرٹ کلایٹو نے اسکے ساتھ ہی اپنے ملک کی اہلی اور قابل قد خدمات انجام دیں“ اس قدر سخت حملوں کے بعد کلایٹو کی بابت جو فیصلہ ہوا اس پر لارڈ اسٹینہوپ نے جو پارلیمنٹ کی کارروائی میں نہایت مشاق تھا لکھا کہ ”اس قرار داد کو بریت کا فیصلہ سمجھنا چاہئے۔ یہ سچ ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ہاؤس نے اس کے خلاف فیصلہ کرنے میں پس و پیش کیا۔ اور یہ ایک دانشمندی کا کام تھا اسکے بعد مقدمے کا خاتمہ ہو گیا اور کلایٹو کو آئینہ پارلیمنٹ کے محلے کا قطعی خوف نہ رہا“ اگرچہ فیصلہ حاصل ہوئی لیکن عزت و آبرو اور دولت کے جھگڑے سے اس آن بان والے شخص کی صحت پر بہت برا اثر پڑا ہندوستان سے جس مرض میں مبتلا ہو کر آیا تھا اس کی سخت تکلیف پہلے سے ہی تھی۔ اگر اس کی صحت دبا بھی اچھی ہو جاتی تو وہ دشمنوں سے فرار حاصل کر کے بعد اوس جنگ میں کسی اہلی عہدے کی کوشش کرتا جو شمالی امریکہ کی نوآبادیات سے جھڑپاؤں والی تھی۔ وہ جگہ کے لئے سوزوں ہوتی اور وہاں اپنے مشاغل میں ان سب تکالیف کو وہ بھول جاتا اور متواتر دورے جو پڑتے تھے وہ بھی غائب ہو جاتے لیکن پارلیمنٹ کے مقدمے کے بعد اس کے وہ مشاغل بھی جاتے رہے جس میں اسکا دماغ نہنک رہتا تھا لہذا اس کی صحت پر اسکا اور بھی برا اثر پڑا۔ باٹھ (Bath) پنکرواہاں کی آب و ہوا سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی لیکن جب یہ محسوس ہوا کہ وہاں کی آب و ہوا کی خوبی بھی اس کے لئے مفقود ہو گئی تو وہ وسط یورپ کو چلا گیا لیکن اسے کہیں چین نصیب نہ ہوا۔ متعدد عجیب گیاں پیدا ہوئی گئیں اور اس کی نیند تک کا فور ہو گئی۔ سفر اور سہ و تفریح سے بھی کچھ شکیں نہ ہوئی اب دماغ میں وہ قوت بھی نہ تھی جس کے بل بوتے پر وہ تقدیر کی نیزنگیاں برداشت کرتا رہتا تھا۔ ”سکھ“ میں انگلستان واپس ہوا۔ اور کچھ سرے بعد اوس سال نو بر میں خود اپنے ہاتھ سے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا ظاہری طور پر تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے ہوش و حواس قائم تھے اور اس نے

کوشش کا
کلایٹو کی صحت
پر مضامین

کلایٹو کی
حیرت انگیز

خود جان بوجھ کر یہ کام کیا۔ لارڈ اسٹینہوپ لکھتا ہے کہ وہ آخر وقت تک اوس نے اپنی سنجیدہ طبیعت اور قوت ارادی کو برقرار رکھا جنہوں نے اسکی زندگی کا مطالعہ کیا ہے اونکے لئے یہ ایک معنی ہے کہ ایسے اعلیٰ دماغ شخص کے ہوش و حواس اس موقع پر کمزور نہ ہو گئے۔

ایک فرانسیسی نامہ نگار لکھتا ہے کہ "ایک ایسی ذات کا جسکا انگلستان کے عروج میں بہت کچھ حصہ تھا اس طرح سے خاتمہ ہوا" ایک غیر ملک والے کا یہ بیان ناقابل رد ہے قیصر نے اپنے ملک کے لئے گال (Gaul) فتح کیا۔ ہنبال (Hannibal) نے تقریباً نصف صدی تک روما کا مظہ بند رکھا۔ ویلنگٹن نے فرانسیسیوں کو پڑگال دہستانہ سے نکال باہر کیا۔ کلائو کے کارنامے ان سب سے بڑے ہوئے رہے۔ اس نے بحر اطلانتیک میں اس ادنیٰ جزیرے کے لئے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کر دی جو زائد قدیم سے مشہور تھی جسکا سکندر کے زمانے سے بول بالا تھا جسکا جلیل القدر فرمانروا ملکہ الزبتھ کا ہم عصر تھا اور اسکے آبا و اجداد سے زیادہ روشن خیال۔ زیادہ تہذیب یافتہ اور خدا اوس سے زیادہ دہرین مدبر اور اوس سے زیادہ ذہنی رواداری کا حامی تھا۔ لارڈ اسٹینہوپ (Lord Stanhope) کے بیان کے موافق کلائو ایک بڑے پائے کا آدمی تھا لیکن وہ اس سے بھی کہیں زیادہ بڑا تھا۔ کیس جولیوس (Caius Julius) کی طرح اوس میں دونوں اوصاف تھے۔ وہ اعلیٰ مدبر بھی تھا اور جوانمرد سپاہی بھی۔ وہ سوچ بچار بھی خوب کرتا تھا اور اس کے ساتھ ہی عملی میدان میں اپنے جوہر دکھاتا تھا بحیثیت ایک حاکم کے کوئی حکومت قوت ارادی میں یا کام کی مکمل ترتیب میں یا حصول مقصد میں اوس سے سبقت نہیں لیا سکتی۔ اس کے مالکوں نے جو اختیارات اس سے دئے تھے ان سے کام لیکر جس خوبی سے اس نے اپنے دور ثانی میں ہنگام میں عملی جوہر دکھائے اوسکا بھی کوئی دوسری حکومت مقابلہ نہیں کر سکتی جس حاضر دماغی اور سنجیدگی کا کلائو نے کاویر کیا اور سامی دیرم اور کلکتے میں جب کہ گھرے کے پہننے کے بعد اوس نے آپ کو مدوہ دار کی چالیس ہزار فوج میں گھرا پایا ثبوت دیا اوس سے کوئی سپہ دار کسی میدان جنگ میں نہیں بڑھ سکتا کسی موقع پر وہ نہ مرعوب ہوتا تھا اور نہ بھی اس کے ارمان خلا ہوتے تھے۔ اوسکا فیصلہ فوری اور وقتی ہوتا تھا اور وہی ہمیشہ صحیح نکلتا تھا۔ مختصر یہ کہ وہ قدرتی طور پر اس وقت کا

انگلستان کے
عروج میں
کلائو کا نقش

بننے کے لئے پیدا ہوا تھا۔

لیکن اخلاق کی تلقین کرنیوالا کہتا ہے کہ اوس نے جرم کیا اور فوراً ایں چند کا عہد نامہ مورخ کے منہ پر مار دیتا ہے۔ بے شک اوس نے یہ معاہدہ کیا۔ یہی نہیں بلکہ مجلس عوام کے سامنے اوس نے کہا کہ اگر دوبارہ ایسا موقع پیش آوے تو پھر میں ایسا ہی کروں گا۔ اوس کے کسی نکتہ میں کو اون خوفناک معاملات کا اندازہ نہ تھا جو ایں چند کی عذاری سے لاحق ہوئیو اے تھے لیکن اوسکی ادراک نے اوسکا صحیح اندازہ کر لیا تھا۔ کلائیو کے فیصلے پر ہزاروں جانوں کا انحصار تھا۔ ان سب کی جان بچانیکا اوسے ایک ہی کارگر طریقہ سمجھائی دیا کہ دعوہ دینے والے ہی کو دعوہ کر دیا جاوے۔ میں خود کہتا ہوں کہ اوسکا فیصلہ غلط تھا لیکن کلائیو نے ذیلی مجلس کے روبرو جو کہا تھا وہ یاد رکھنا چاہئے کہ اوس میں اوسکی کوئی ذاتی غرض شامل نہ تھی۔ اوس نے یہ سب کچھ ایک منہاں کو پایوس کرنے اور اوسکی عذاری کے نتائج کو روکنے کے لئے کیا تھا۔ اوس پر بڑی سخت ذمہ داری تھی۔ اور دوسروں کو بچانیکے لئے اوس نے یہ کام کیا اخلاق کی تلقین کرنیوالے کوئی صاحب کلائیو کی حیثیت میں خود کو رکھ کر ذرا غور کریں تو غالباً وہ بھی اپنے کو اوس کا ہم خیال پاویں گے۔ جیرزہ انگلستان کو کرہ زمیں کی قوموں میں ممتاز بنانیکے لئے جو خدمات اوس نے انجام دیں اونکے مقابلے میں اس ایک غلطی کو جو غلطی ضرور ہم ہمیشہ ہمیں پیش کرنا چاہئے۔ مجلس عوام نے ایک طویل مباحثے کے بعد اسے صاف کر دیا لیکن آئینہ آئینا نہیں جو اوسکی اس غلطی سے مستفید ہو چکی ہیں محض مجلس عوام سے اتفاق کرنے پر ہی اکتفا کریں۔ کلائیو اپنی تمام غلطیوں اور کمزوریوں کے باوجود اوں لوگوں میں تھا جنہوں نے انگلستان کے عروج کے لئے بہت کچھ کیا۔ اسکا ثبوت ہمیں ہونا چاہئے۔ اوسکی ایک غلطی اوسکی قبل از وقت موت کا باعث ہوئی اوسکے حاسدوں اور انتقام پسند غیبنوں کو اوسکی بدولت ایک ہتھیار مل گیا اور کلائیو کے ہاتھ سے امریکہ میں مزید نام پیدا کر لیا موقع جا رہا۔ کیا یکن نہیں کہ اوسکی دائمی خدمات ہمیں اس بات پر آمادہ کر لیں کہ ہم اوسکی اوس ایک غلطی کو دل سے نکال دالیں جسکا کفارہ وہ خود اپنی زندگی میں ہی دے گیا۔

کلائیو کا
قابل حافی
جرم اور
اوسکی کل بنا

صحیح نامہ لارڈ کلارک

صحیح	غلط	صفحہ	سطر	صحیح	غلط	صفحہ	سطر
نہ تھی	د تھی	۲۶	۱۰	اس	اس	۱۸	۴
مداخلت	مداخلت	۲۹	۲۲	Levy	Levy	۶	۵
میں	کا	۳۳	۱۸	اسکو	اسکو	۷	۶
سوارہ	سوار	۳۴	۱۶	منقولہ جہاں	جہاں یہ نام آئے	۱۲	۷
اس	اون	۳۷	۱۶	آئے منقولہ پڑھا جائے۔	آئے منقولہ پڑھا جائے۔		
پرتو	پر	۳۸	۵	تواتنا	تواتنا	۱۱	۹
سبھی	ہی	۴۰	۲۲	نام تواتنا	نام تواتنا		
اور ہر جگہ کے	اور جگہ کے	۴۱	۲۲	نہ تھی	نہ تھی	۳	۱۰
کی	نہ کی	۴۱	۵	عہدے کو	عہدے کو	۱۳	۱۲
غنیم کی	غنیم	۴۲	۸	نواب علی سند	نواب علی سند	۳	۱۳
یہ نام آئے لے	اوٹیل جہاں	۴۲	۲۲	کی سند	کی سند		
اوٹیل پڑھا جائے۔	اوٹیل پڑھا جائے۔			خوف سے	خوف	۱۸	۷
بڑا	بڑے	۴۴	۲۲	لوگ	لوگ	۱۱	۱۷
باغی	بانی	۴۵	۱۵	انوار الدین	انوار الدین	۹	۱۹
افسر مرع	افسر	۵۰	۱۶	فرانس	فرانس	۱۸	۱۹
فلٹا	فلٹا	۵۱	۷	انوار الدین	انوار الدین	۱۲	۲۰
برسی	برسی	۵۱	۱۶	موقع ملا	موقع	۹	۲۱
ملاح	ملاح	۵۳	۱۸	وہ	وہ	۱	۲۳
دایس	دایس	۵۴	۸	کر دیا	کر دیا	۲۵	۷
				ان	ان	۲۵	۲۵

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۵۷	۱۹	بہر	۹۲	۱۰	اوتھیں
۵۹	۱۲	دیگا	۹۳	۱۳	Lawrence
۶۱	۲۲	جیٹنگز	۹۳	۲۳	Sullivan
۶۱	۱	کر گیا	۹۳	۲۳	راے
۶۲	۱۰	پہنچ	۹۴	۱۵	اور
۶۳	۱۰	اپنے اپنے	۹۵	۶	اسکے
۶۵	۲۲	مسمم	۹۶	۱۶	ہو
۶۶	۱۷	آتے ہوئے	۹۶	۲۲	۱۷۱۷
۶۸	۳	کینٹ	۱۰۵	۲	اوسکے
۷۲	۱۷	مالدا	۱۰۶	۱	کرینگے
۷۵	۲	اوسے	۱۰۷	۲۵	گوارز
۸۰	۱۳	کو	۱۰۹	۱۲	سیاسی
۸۱	۷	مراعات	۱۱۲	۱۸	نگرائی
۸۱	۱۳	دیئے	۱۱۳	۱۲	شمرو
۸۳	۱۰	ڈاک	۱۸	۱۸	نہ ہوں
۸۷	۱۰	خود ہی	۱۱۵	۶	سرداروں سے
۸۷	۱۱	اوس پر	۱۱۷	۲۲	رہتی
۸۹	۲۵	Tacetus	۱۱۷	۲۳	ضلع
۹۱	۸	گالیا	۱۱۹	۱۷	الاؤش
۹۱	۸	آئے	۱۲۰	۲۷	اوسکی
۹۱	۱۸	Ferdinaud	۱۲۳	۷	اوسکی
۹۱	۲۱	اخیر	۱۲۶	۸	جملہ
۹۲	۱۰	کرنا	۱۳۰	۷	Exchequer

صحف	غلط	صحف	غلط	صحف	غلط	صحف	غلط
۱۳۱	۱۲	Boy	Bay	۱۳۶	۱۰	بگہ	بگہ اپنے
۱۳۱	۲۳	کھیتوں	کھیتوں	"	"	اس کے	اسی کے
۱۳۲	۲۱	جو چلے	چلے	"	"	اس تحریک	ان تحریکوں
۱۳۲	۱۱	حاصل ہو	حاصل ہوا ہوا				



